عمران سیریز
ماورائی نمبر
جن زادی
ظہیر احمد

محترم قارئین۔

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''جن زادی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنی نوعیت اور انفرادیت کی وجہ سے انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز ثابت ہو گا جسے پڑھ کر آپ محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ ماورائی سلسلے پر لکھا گیا میرا یہ ناول اپنی مثال آپ ہے جسے یقیناً آپ سراہے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ اس ناول کا نام پہلے ''آسیبی دنیا'' رکھا گیا تھا لیکن کہانی کے اعتبار سے یہ نام کسی بھی طرح سوٹ نہیں کرتا تھا اس لئے اس ناول کا نام بدل دیا گیا ہے تاکہ کہانی پڑھتے ہوئے آپ کو کسی بھی قسم کی الجھن نہ ہو۔ اس نام سے انشاء اللہ جلد ہی میں نیا ناول لکھوں گا۔

میں عام موضوعات کے ساتھ ساتھ ماورائی سلسلے پر بھی جو ناول لکھتا ہوں اس کے لئے میری یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ سابقہ ناولوں سے ہٹ کر نئے اور اچھوتے انداز میں ہو۔ ایسی کہانیاں جو نئی اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے قطعی مختلف ہوں کبھی کبھار صفحۂ قرطاس کی زینت بنتی ہیں اور مجھ امید ہے کہ ماورائی سلسلے کا یہ نیا اور اچھوتا انداز آپ سب کو بے حد پسند آئے گا۔

میرے سابقہ ناول ''گولڈن کرسٹل'' گولڈن جوبلی نمبر کو ہر طبقے

میں انتہائی پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور یہ ناول پورے ملک میں تہلکہ مچا رہا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اس ناول نے سابقہ تمام ناولوں کی کامیابی کے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس لئے اگر آپ نے ابھی تک میرا لکھا ہوا گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' نہیں پڑھا تو اسے پہلی فرصت میں حاصل کر کے ضرور پڑھیں تاکہ آپ کو اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ پاکستان میں اچھا اور معیاری لکھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ انہیں ایک بار پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

میں ان تمام دوست احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے گولڈن جوبلی نمبر بے انتہا پسند کیا اور اس کی تعریف کے لئے مجھے خطوط ارسال کئے۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

عمران ان دنوں اپنے ڈیڈی سر عبدالرحمٰن اور اماں بی کے ساتھ اماں بی کے آبائی گاؤں سردار نور آباد آیا ہوا تھا۔ اس گاؤں میں اماں بی کے ایک عزیز رہتے تھے جو رشتے میں عمران کے ماموں تھے ان کا نام سردار نور خان تھا۔ سردار نور خان اس گاؤں کے بڑے رئیس تھے اور گاؤں انہی کے نام سے منسوب تھا۔ سردار نور خان چونکہ گاؤں کے سرپنچ بھی تھے اور بڑے جاگیر دار بھی اس لئے انہیں گاؤں میں تمام افراد پر فوقیت حاصل تھی اور گاؤں کا کوئی بھی فرد ان کے حکم کے آگے سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔

سردار نور خان انتہائی رحم دل اور نیک انسان تھے جنہوں نے گاؤں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے بہت سے رفاعی کام کئے تھے۔ انہوں نے گاؤں کے لئے خصوصی طور پختہ سڑکیں، ہسپتال، بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لئے سرکاری اور نیم سرکاری اسکولز تعمیر کرائے تھے۔ انہوں نے گاؤں کی فلاح و بہبود کے لئے اتنا کچھ

کیا تھا کہ صرف سردار نور آباد کے افراد ہی نہیں بلکہ اس کے ارد گرد موجود چھوٹے دیہاتوں، گاؤں اور قصبوں کے افراد بھی استفادہ حاصل کر رہے تھے۔

سردار نور خان اماں بی کے بھائی تھے۔ ان کا جب سے انتقال ہوا تھا اماں بی نے اس گاؤں کی طرف آنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ سردار نور خان کی اولاد میں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا۔ لڑکا چونکہ بڑا تھا اس لئے سردار نور خان کی وفات کے بعد اسے گاؤں کا سردار بنا دیا گیا تھا اور اب گاؤں میں اسی کا رعب و دبدبہ تھا۔ سردار نور خان کے بیٹے کا نام نوروز خان تھا جسے گاؤں میں سردار نوروز خان کہا جاتا تھا۔ اطلاع ملی تھی کہ سردار نوروز خان کا بھی گاؤں میں انتقال ہو گیا ہے۔ اس اطلاع کے ملنے پر اماں بی کو تو جیسے غشی کے دورے پڑنا شروع ہو گئے تھے۔ عمران کے ننھیال میں صرف وہی ایک مرد باقی تھا اور اماں بی سب کے سامنے اس کی تعریفوں کے پل باندھے رکھتی تھیں۔ گو کہ اماں بی کبھی سردار نوروز خان سے ملنے گاؤں نہیں گئی تھیں لیکن ننھیال کے بارے میں کوٹھی میں جب بھی کوئی بات چھڑتی تو اماں بی کی زبان پر بس اپنے بھائی سردار نور خان اور اس کے بیٹے سردار نوروز خان کی ہی باتیں ہوتی تھیں جو ظاہر ہے ان کی تعریف میں ہی ہوتی تھی۔ عمران نے اپنے ماموں زاد بھائی کی بہت تعریفیں سن رکھی تھی لیکن اس کی کبھی سردار نوروز خان سے نہ ملاقات ہوئی تھی اور نہ ہی اس نے کبھی سردار نوروز

خان کی کوئی تصویر دیکھی تھی۔

سردار نوروز خان کی وفات کا سنتے ہی جیسے کوٹھی میں بھونچال سا آ گیا تھا۔ اماں بی نے واویلا مچانا شروع کر دیا کہ وہ اپنے بھانجے کی تدفین کے لئے سردار نور آباد جائیں گی اور وہ وہاں اکیلی نہیں بلکہ اپنے پورے خاندان کے ساتھ جائیں گی۔ انہوں نے ثریا اور اس کے شوہر کو بھی فون کر کے بلا لیا تھا اور پھر انہوں نے سر عبدالرحمٰن پر یہ ذمہ داری ڈال دی کہ وہ عمران کو خود لے کر آئیں۔ اماں بی کی طبیعت پہلے ہی ناساز رہتی تھی اوپر سے بھانجے کی موت کے غم نے انہیں نڈھال سا کر دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ چونکہ گاؤں جانے کے لئے بضد تھیں اس لئے سر عبدالرحمٰن انہیں روک نہیں سکتے تھے اور انہوں نے چار و ناچار عمران کو بھی ساتھ لے جانے کی حامی بھر لی۔ اور پھر وہ سب دو گاڑیوں میں سوار ہو کر عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عمران فلیٹ میں ہی موجود تھا۔ سر عبدالرحمٰن کے ساتھ پورا لاؤ لشکر دیکھ کر وہ بوکھلا گیا تھا اماں بی بیماری کے باوجود سیڑھیاں چڑھتی ہوئیں اس کے فلیٹ میں داخل ہوئیں اور پھر وہ آتے ہی عمران کے کئی کئی دن تک کوٹھی پر ان کی خیریت پوچھنے نہ آنے پر اس پر برسنا شروع ہو گئیں۔ ثریا اور اس کے خاوند کے ساتھ ثریا کے ساس سسر بھی تھے اور سر عبدالرحمٰن بھی اس لئے عمران خاموشی سے سر جھکائے اماں بی کی جھڑکیاں سنتا رہا۔ یہ تو غنیمت تھی کہ ثریا

اور اس کے شوہر کے ساتھ ثریا کے ساس سسر بھی موجود تھے جن کی موجودگی میں اماں بی نے اپنے پیروں سے جوتی اتار کر عمران کی تواضع نہیں کی تھی ورنہ اس وقت وہ جتنی غمگین اور غصے میں تھیں۔ عمران کے سر پر جوتیاں مار مار کر یقیناً اس کا سر گنجا کر کے رکھ دیتیں۔

جب اماں بی، عمران کو سنا سنا کر تھک گئیں تو انہوں نے فوراً عمران کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے عمران نے بڑی سعادت مندی سے ان کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی تھی۔ اماں بی کے حکم پر سلیمان بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور پھر یہ قافلہ سردار نور آباد کی جانب روانہ ہو گیا۔

سردار نور آباد میں ہر طرف سوگواری چھائی ہوئی تھی۔ سردار نوروز خان کی تدفین کے لئے سارا گاؤں ہی وہاں اکٹھا ہو گیا تھا اور چونکہ سردار نوروز خان بھی اپنے باپ سردار نور خان کی طرح ارد گرد کے قصبوں اور دیہاتوں کے لئے بھی مثالی کردار کا مالک تھا اس لئے دوسرے دیہاتوں اور قصبوں سے بھی لوگ جوق در جوق اس کے آخری دیدار کے لئے آ رہے تھے۔

سردار نوروز خان کو غسل دے دیا گیا تھا اور اس کی تدفین کے لئے اسے گاؤں کے سرے پر موجود آبائی قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ یہ قبرستان کافی پرانا تھا جو میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ ان

علاقوں میں چونکہ دور تک دوسرا کوئی قبرستان نہیں تھا اس لئے ارد گرد کے دیہات اور قصبوں کے افراد بھی اپنے پیاروں کی تدفین اسی قبرستان میں کرتے تھے۔ قبرستان خاصے وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ قبرستان کے ایک طرف اونچی پہاڑیاں تھیں اور دوسری طرف ایک چھوٹا سا جنگل تھا۔ قبرستان میں جگہ جگہ درخت دکھائی دے رہے تھے جن میں زیادہ تعداد برگد کے درختوں کی تھی اور ان میں بعض برگد کے درخت صد سالہ پرانے تھے جو انتہائی بڑے بڑے اور بوڑھے دکھائی دے رہے تھے۔

نماز جنازہ کے بعد سردار نوروز کی میت کو قبرستان کے احاطے میں لایا گیا اور پھر اس کی تدفین سردار نور خان کے پہلو میں کی جانے لگی۔ عمران اس سارے معاملے میں بڑھ چڑھ کر شریک رہا تھا۔ اب چونکہ تدفین کا آخری مرحلہ تھا اس لئے عمران اب پیچھے ہٹ گیا تھا۔ سردار نوروز کی تدفین کے لئے آئے ہوئے لوگوں سے قبرستان بھر گیا تھا۔ عمران کو اتنی بھیڑ پسند نہیں تھی اور وہ چونکہ تھکا ہوا تھا اس لئے وہ ٹہلنے والے انداز میں قبرستان کے اس حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں جنگل کا آغاز ہوتا تھا۔

جنگل میں درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا لیکن چونکہ جنگل گھنا نہیں تھا اس لئے وہاں اچھی خاصی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ عمران تدفین میں آئے ہوئے لوگوں سے کافی فاصلے پر آ کر ایک بوڑھے برگد کے درخت کے پاس رک گیا۔ اس نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا تو

اسے درخت کی بڑی بڑی جٹائیں لٹکی ہوئی دکھائی دیں۔ درخت پر بے شمار پرندے بیٹھے چہچہا رہے تھے۔ عمران چند لمحے اوپر دیکھتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور درخت کے تنے کو دیکھنے لگا۔ درخت کا تنا بالکل صاف تھا تنے پر کوئی حشرات الارض دکھائی نہیں دے رہا تھا ورنہ عموماً درختوں پر چیونٹیوں اور دیمک کی بنائی ہوئی طویل قطاریں دکھائی دیتی ہیں۔ صاف تنا دیکھ کر عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر وہ درخت کے تنے سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا اور دور موجود لوگوں کا جم غفیر دیکھنا شروع ہو گیا جو سردار نوروز خان کی تدفین کے لئے وہاں موجود تھا۔

''تمہارا نام علی عمران اور تمہاری والدہ کا نام جہاں آرا بیگم ہے''...... اچانک عمران کو ایک تیز اور گرجدار آواز سنائی دی۔

''ہاں''...... عمران نے بے خیالی میں کہا پھر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ عمران نے سر اٹھایا تو درخت پر بدستور پرندے اچھلتے کودتے پھر رہے تھے۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ تیزی سے درخت کے عقب میں آیا اور اس نے اردگرد دیکھنا شروع کر دیا لیکن اس کے سوا وہاں دوسرا کوئی انسان موجود نہیں تھا۔

''کیا مطلب۔ اگر یہاں کوئی نہیں ہے تو پھر مجھ سے کون مخاطب ہوا تھا۔ کس نے میرا اور اماں بی کا نام لیا تھا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اردگرد کا ایک بار پھر

جائزہ لیا لیکن وہاں واقعی کوئی موجود نہیں تھا۔ تدفین میں آئے ہوئے افراد اس سے کم از کم پانچ سو گز دور تھے اور عمران نے جو آواز سنی تھی وہ اسے بالکل نزدیک سے سنائی دی تھی جیسے کسی نے اس کے کان کے قریب آ کر بات کی ہو۔

''کون ہے یہاں''...... عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس بار اسے جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

''میں پوچھ رہا ہوں کون ہے یہاں۔ کس نے میرا نام لیا تھا۔ بولو''...... عمران نے ایک بار پھر کہا لیکن جواب ندارد۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے تھکاوٹ کی وجہ سے میرے کان بجنا شروع ہو گئے ہیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظر اپنے پیروں پر پڑی تو وہ چونک پڑا۔ اس کے پیروں کے پاس نیلے رنگ کا ایک لمبا سا لفافہ پڑا ہوا تھا۔ لفافہ خط کے لفافوں جیسا تھا لیکن عام لفافوں سے بے حد لمبا تھا۔ عمران نے جھک کر لفافہ اٹھایا۔ جیسے ہی اس نے لفافہ اٹھایا اسے لفافے سے عجیب مگر انتہائی خوشگوار مہک سی آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران نے لفافے کے فرنٹ کی طرف دیکھا تو اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔ لفافے پر اس کا نام مع والدہ کے نام درج تھا۔

''میرے نام کا خط، لیکن ایسا تو کوئی لفافہ میرے پاس موجود نہیں تھا جو میری جیب سے گر گیا ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار پھر اردگرد کا جائزہ لیا لیکن وہاں

کوئی ہوتا تو اسے دکھائی دیتا۔ عمران نے سامنے کچھ دور موجود افراد کو دیکھا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے لفافے کی ایک سائیڈ کو پھاڑنا شروع کر دیا۔ اس نے لفافہ پھاڑا تو لفافے سے اور زیادہ بھینی بھینی سی خوشبو آنے لگی۔ خوشبو اس قدر مہین تھی کہ عمران کو اپنا دماغ معطر ہوتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

''لگتا ہے کہ خط جنت کے کسی باغ سے میرے نام آیا ہے۔ ایسی خوشبوئیں تو مجھے زندگی میں کبھی بھی سونگھنے کو نہیں ملی ہیں''۔ عمران نے کہا پھر اس نے لفافے میں دو انگلیاں ڈالیں اور لفافے میں موجود ایک کاغذ نکال لیا۔ کاغذ ہلکے گلابی رنگ کا تھا جس پر مقامی زبان میں تحریر تھی۔ تحریر شکستہ اور ٹوٹی پھوٹی سی تھی جیسے نے کسی ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں بڑی مشکلوں سے خط لکھا ہو۔

خط کے آغاز میں بھی عمران اور اس کی والدہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ خط طویل نہیں تھا لیکن اس کا مضمون پڑھتے ہوئے عمران کی آنکھوں میں شدید حیرت رقص کرنا شروع ہو گئی۔ اس نے پہلے روانی میں خط پڑھا لیکن جب اسے خط کا مفہوم سمجھ نہ آیا تو اس نے رک رک کر خط پڑھنا شروع کر دیا جس پر لکھا تھا۔

''علی عمران۔ اگر تم مسلم ممالک کو خوفناک اور بھیانک تباہی سے بچانا چاہتے ہو تو جلد سے جلد جناتی دنیا میں پہنچ جاؤ۔ تمہیں بذریعہ خط اطلاع دی جا رہی ہے کہ جناتی دنیا کے چند جنات کو تمہاری دنیا کے ایک شیطان صفت انسان نے اپنے قابو میں کر لیا

ہے۔ وہ شیطان صفت انسان ان جنات کو مسلم ممالک کی تباہی کے لئے لے گیا ہے۔ شیطان صفت انسان ان جنات کے ذریعے ان مسلم ممالک میں تباہی لانا چاہتا ہے جن کے پاس آتش فشاں کی طرح پھٹنے والا اسلحہ ہے۔ جنات کے ذریعے تباہی لانے والا اسلحہ بنانے والوں کے دماغوں کو قابو میں کیا جائے گا جو ملک کے دفاع کے لئے بنایا ہوا اسلحہ اپنے ہی ملک میں تباہ کر دیں گے اور ان کی تباہی سے وہ تمام اسلامی ملک تباہ کر دیئے جائیں گے۔ اگر تم اپنے ملک سمیت ایسا تباہ کن اسلحہ رکھنے والے مسلم ممالک کو بچانا چاہتے ہو تو تم فوراً جناتی دنیا میں آؤ۔ تم جناتی دنیا میں آ کر ڈامگا، ڈوراما، ساڈونگا، شارغ اور شوٹام کے اصلی چہرے دیکھ سکو گے اور یہ سب تمہیں جناتی دنیا میں ہی نظر آ سکتے ہیں کہیں اور نہیں۔ جناتی دنیا میں آنے کا راستہ اور طریقہ تمہیں تصویری دنیا سے مل جائے گا جسے تم نے جدید دور کی ایک مشین میں ڈال رکھا ہے۔ وہ مشین اس گھر میں موجود ہے جہاں تمہارے دو سیاہ فام ساتھی رہتے ہیں۔ ایک بار پھر تمہیں تنبیہہ کی جاتی ہے کہ تمہارا جناتی دنیا میں آنا بے حد ضروری ہے ورنہ تم مسلم ممالک کو بھیانک تباہی سے نہیں بچا سکو گے۔ فقط تمہارا اور مسلم دنیا کا خیر خواہ۔ شاخ کرال سے ابو شوہول''...... ان الفاظ کے ساتھ ہی خط ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے کئی بار اس خط کو پڑھا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے یہ خط کس نے بھیجا ہے۔ کون تھا ابو شوہول۔ کچھ باتیں تو عمران کی

سمجھ میں آ گئی تھیں کہ ہزاروں آتش فشاں پہاڑوں کی تباہی سے زیادہ تباہی لانے والا اسلحہ کون سا ہو سکتا ہے۔ یہ اسلحہ ظاہر ہے ایٹم بم اور ایٹمی میزائل ہی ہو سکتے تھے۔ اس کے علاوہ جس مشین اور تصویری دنیا کے بارے میں خط میں لکھا گیا تھا وہ کمپیوٹر اور اس میں موجود تصویریں یا ویڈیو کلپس ہی ہو سکتے تھے۔

خط میں جو بڑے بڑے اور ثقیل نام ڈامگا، ڈوراما، ساڈونگا، شارغ اور شوٹام لکھے تھے ان کے بارے میں عمران کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ خط لکھنے والے ابو شوہول نے یہ کیوں لکھا تھا کہ ان کے چہرے وہ جناتی دنیا میں ہی آ کر دیکھ سکتا تھا۔ کون تھے یہ سب۔ کیا یہ سب انسانی نام تھے یا ان کا تعلق جناتی دنیا سے تھا اور عمران کے لئے سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ کیا یہ خط اسے واقعی کسی جناتی دنیا سے لکھا گیا ہے۔ دیکھنے میں تو لکھائی انسانی ہاتھوں کی ہی دکھائی دے رہی تھی البتہ لکھائی شکستہ اور ٹوٹی پھوٹی تھی۔ اگر یہ لکھائی انسانی ہاتھ کی نہیں تھی تو پھر کس کی ہو سکتی تھی۔

عمران کافی دیر کھڑا سوچتا رہا۔ پھر جب قبرستان سے لوگوں کی واپسی شروع ہوئی تو عمران نے خط لفافے میں ڈالا اور اس نے ایک بار پھر ارد گرد کا بغور جائزہ لیا جیسے وہ یہ دیکھنا چاہتا ہو کہ اسے خط کس نے دیا تھا اور وہ آواز کس کی تھی جس نے اس کا اور اس کی والدہ کا نام لیا تھا۔ لیکن وہاں اسے کوئی دکھائی نہ دیا تو عمران خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔

سر عبدالرحمٰن نے اسے دیکھا اور پھر وہ اسے اپنے ساتھ لے کر قبرستان سے روانہ ہو گئے۔ عمران نے راستے میں ہی سر عبدالرحمٰن سے اجازت لی تو سر عبدالرحمٰن نے اسے صاف کہہ دیا کہ واپسی کے لئے اسے اپنی اماں بی سے ہی پوچھنا پڑے گا۔ اگر اماں بی نے اسے جانے کی اجازت دے دی تو انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ عمران اندر گیا اور اس نے زنان خانے سے ثریا کو بلا لیا۔ عمران نے ثریا کو بتایا کہ اسے ایک انتہائی ایمرجنسی کے لئے شہر جانا ہے، اس کے جانے کے بعد وہ اماں بی کو سنبھال لے۔ ثریا نے اس بات کی حامی بھر لی تھی اور اس نے کہا کہ وہ فکر نہ کرے وہ اماں بی کو خود ہی سنبھال لے گی۔

عمران نے ثریا کو اللہ حافظ کہا اور پھر وہ سیدھا حویلی کی پارکنگ میں آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کار میں انتہائی برق رفتاری سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر اُڑا جا رہا تھا۔ خط کا مضمون اور وہ آواز جو عمران کو سنائی دی تھی بدستور عمران کے دماغ میں گونج رہی تھی۔ عمران بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔ وہ تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا رانا ہاؤس کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ چار گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ رانا ہاؤس کے گیٹ کے سامنے تھا۔ عمران نے کار رانا ہاؤس کے گیٹ پر روکی اور اس نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجانا شروع کر دیا۔ ہارن بجتے ہی گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور کھڑکی میں جوانا کا چہرہ نظر آیا۔

عمران کی کار دیکھ کر جوانا کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے فوراً کھڑکی بند کی اور پھر چند لمحوں بعد گیٹ کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی عمران نے کار اندر لے جا کر پورچ میں روک دی۔ وہ کار سے نکلا تو جوانا گیٹ بند کر کے تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

''کافی دنوں بعد آئے ہو ماسٹر۔ کہیں گئے ہوئے تھے کیا''۔ جوانا نے عمران کو مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ایکریمیا ایک مشن پر گیا ہوا تھا دو روز قبل ہی لوٹا ہوں''...... عمران نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ اور سناؤ سب خیر ہے نا''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ جوزف کہاں ہے۔ میں اس سے ملنے آیا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''وہ بازار گیا ہوا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر تک آ جائے گا۔ کیا کام تھا اس سے''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

''اسی کے متعلق ایک کام تھا۔ میں لیبارٹری میں جا رہا ہوں۔ جوزف آئے تو اسے میرے پاس بھیج دینا''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر۔ کیا میں آپ کے لئے کافی بناؤں''...... جوانا نے پوچھا۔

''ہاں۔ بنا کر مجھے لیبارٹری میں دے دینا''...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ رانا ہاؤس کے تہہ خانے میں موجود ایک لیبارٹری میں موجود تھا جہاں جدید لیبارٹری

میں استعمال ہونے والی ہر چیز موجود تھی۔ عمران تیزی سے ایک کمپیوٹر مشین کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کمپیوٹر مشین اور اس کے ساتھ لگے ہوئے مانیٹر سے کور ہٹایا اور پھر اس نے سوئچ آن کر کے کمپیوٹر اور سکرین آن کرنا شروع کر دی۔ کمپیوٹر آن ہوتے ہی سکرین پر ڈسپلے ہونا شروع ہو گیا۔

ڈیسک ٹاپ پر متعدد سافٹ ویئرز کے آئیکون موجود تھے۔ عمران نے ماؤس سے ایک سافٹ ویئر کو کلک کیا اور اس سافٹ ویئر کے لوڈ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں سافٹ ویئر لوڈ ہو گیا۔ یہ سافٹ ویئر ملٹی پلیئر کا تھا۔ عمران کے سامنے بلینک سکرین آ گئی تو عمران نے اس سافٹ ویئر کی فائل اوپن کی اور فائل کے آپشن میں جا کر ہارڈ ڈرائیو کی پارٹیشن کے مختلف فولڈرز چیک کرنا شروع ہو گیا۔ وہ کافی دیر تک فولڈرز چیک کرتا رہا لیکن اسے شاید اس کے مطلب کا ویڈیو کلپ نہیں مل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا اس کے لئے کافی کا ایک مگ لے آیا۔

''کیا ڈھونڈ رہے ہو ماسٹر''...... جوانا نے عمران کو کمپیوٹر میں سر کھپاتے دیکھ کر پوچھا۔

''ایک ویڈیو کلپ ڈھونڈ رہا ہوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کون سا ویڈیو کلپ ہے۔ مجھے بتاؤ میں تلاش کر دیتا ہوں۔ فارغ اوقات میں جوزف کے ساتھ میں بھی اسی کمپیوٹر پر کام سیکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں''...... جوانا نے جواب دیا۔

''میں نے کچھ عرصہ پہلے انٹرنیٹ پر گھوسٹ ویب سائٹ سے ایک کلپ ڈاؤن لوڈ کیا تھا جس کا نام تو مجھے یاد نہیں ہے لیکن اس کلپ میں گھوسٹ ورلڈ کے بارے میں کچھ دکھایا گیا تھا۔ کیا تم نے وہ کلپ دیکھا تھا''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''گھوسٹ ورلڈ کا کلپ۔ نو ماسٹر۔ میں نے تو کبھی ایسا کوئی کلپ نہیں دیکھا ہے۔ کیا تھا اس ویڈیو کلپ میں''...... جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب تم نے دیکھا ہی نہیں تو میں کیا بتاؤں کہ کیا تھا اس کلپ میں''...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور وہ ایک بار پھر مخصوص کلپ ڈھونڈنے میں مصروف ہو گیا۔

''اگر تمہیں ویب سائٹ کا نام یاد ہے تو اس ویڈیو کلپ کو دوبارہ ڈاؤن لوڈ کرلو ماسٹر''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ اب انٹرنیٹ پر وہ ویب سائٹ موجود نہیں ہے۔ اس ویب سائٹ کو پوری دنیا میں بلاک کر دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کلپ کے ہارر مناظر نے پوری دنیا میں کھلبلی مچا دی تھی اور جو بھی کمزور دل والا آدمی اس ویب سائٹ کے ہارر ویڈیو کلپس دیکھتا تھا وہ یا تو پاگل ہو جاتا تھا یا پھر وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کیا وہ اس قدر ہارر ویڈیو کلپس تھے کہ اسے دیکھنے والا اپنی جان سے ہی چلا جاتا تھا''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ایک دن ایسے ہی یہ ویب سائٹ کھول لی تھی اور اس میں موجود چند کلپس ڈاؤن لوڈ کر لئے تھے لیکن پھر مصروفیت کی وجہ سے میں وہ کلپس نہیں دیکھ سکا تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''تمہیں اب ان ویڈیو کلپس کے دیکھنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے ماسٹر۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ ان ویڈیو کلپس میں سے ایک ویڈیو کلپ میں جناتی دنیا میں جانے کا طریقہ اور راستہ بھی دکھایا گیا تھا۔ میں وہ ویڈیو کلپ دیکھنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ویڈیو کلپ میں جناتی دنیا میں جانے کا طریقہ اور اس کے راستے کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ حیرت ہے۔ کیا حقیقت میں ایسا ممکن ہے کہ کوئی جناتی دنیا میں جانا چاہے تو وہ اس ویڈیو کلپ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے اور دکھائے ہوئے راستوں پر چل کر جناتی دنیا میں پہنچ جائے اور کیا تم سمجھتے ہو کہ دنیا میں جنات کا بھی کوئی وجود ہوتا ہے''۔ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جس طرح دنیا میں ہم انسان جنہیں آدم زاد کہا جاتا ہے وہاں ایک قوم اور بھی موجود ہے جسے جنات قوم کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ تو کیا واقعی جنات کا اس دنیا میں وجود ہے''...... جوانا نے پوچھا۔

”ہاں بالکل۔ اس دنیا میں دو ہی مخلوق ہیں جن کا ذکر ہمارے مقدس کتابوں میں موجود ہے۔ انہیں جن وہ انس کہا جاتا ہے۔ جن سے مراد جنات اور انس، انسان کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جس طرح سے ہم انسانوں نے آبادیاں اور اپنے رہنے کے لئے محل و مکانات بنائے ہوتے ہیں اسی طرح قوم جنات کا وجود بھی اس دنیا میں موجود ہے اور وہ ہمارے اردگرد اور ہمارے ساتھ ہی رہتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ انسانی آنکھ میں وہ طاقت نہیں ہے کہ وہ جنات کی دنیا یا کسی جن کو دیکھ سکیں لیکن حقیقت کو کسی بھی صورت میں جھٹلایا نہیں جا سکتا ہے“...... عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

”لیکن ماسٹر تمہیں اچانک ان جنات سے لگاؤ کیوں ہو گیا ہے کہ تم یہاں ایک ایسا ویڈیو کلپ دیکھنے کے لئے آئے ہو جس سے تم جنات کی دنیا میں جانے کا طریقہ اور راستہ دریافت کر سکتے ہو۔ کہیں تم نے جنات کی دنیا میں جانے کا ارادہ تو نہیں کر لیا ہے“...... جوانا نے عمران کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہی سمجھ لو“...... عمران نے مسکرا کر جواب دیا تو جوانا بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ قدرے تشویش کے تاثرات بھی نمودار ہو گئے تھے۔ وہ غور سے عمران کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ عمران سنجیدہ ہے یا اس سے مذاق کر رہا ہے۔

”اوہ۔ لیکن ماسٹر تم وہاں کیوں جانا چاہتے ہو“...... جوانا نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

”اس کا جواب میں جوزف کے آنے کے بعد دوں گا۔ تب تک میں ایک بار پھر وہ کلپ تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں“۔ عمران نے کہا تو جوانا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی کوئی بھی کل سیدھی نظر نہ آ رہی ہو۔ عمران سے واقعی کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ کب کیا کرنے بیٹھ جائے۔

”یس ماسٹر۔ پھر میں باہر جاتا ہوں۔ جوزف آئے گا تو میں اسے لے کر تمہارے پاس آ جاؤں گا“...... جوانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جوانا مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لیبارٹری سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے اپنے سامنے پڑا ہوا کافی کا مگ اٹھایا اور کافی کے سپ لیتا ہوا ایک بار پھر مخصوص ویڈیو کلپ کو تلاش کرنے کے لئے کمپیوٹر کے فولڈرز اور فائلیں کھولنا شروع ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ جوانا اور جوزف ایک ساتھ لیبارٹری میں داخل ہوئے۔ جوزف کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کے قریب آ کر جوزف نے اسے مخصوص انداز میں سلام کیا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ ان دونوں کی آمد سے بے خبر ہو۔

”آ گئے تم“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... جوزف نے کہا۔

''کہاں گئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے اپنے اور جوانا کے لئے کچھ ضروری سامان لانا تھا اسی کے لئے میں مارکیٹ گیا تھا''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ بیٹھو اور جوانا تم بھی بیٹھ جاؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف تھینک یو کہہ کر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا جو عمران کے قریب ہی رکھی تھی۔ جوانا بھی وہاں موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''جوانا بتا رہا تھا کہ تم جناتی دنیا میں جانا چاہتے ہو اور تم کمپیوٹر میں وہ کلپ ڈھونڈ رہے ہو جس میں جناتی دنیا میں جانے کے راستے کے بارے میں اور طریقہ بتایا گیا ہے کیا یہ سچ کہہ رہا ہے''...... جوزف سے رہا نہ گیا تو وہ عمران سے پوچھ ہی بیٹھا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف کے ساتھ ساتھ جوانا بھی چونک پڑا۔

''ہاں۔ جوانا کو میری اور آپ کی طرح جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے''...... جوزف نے کہا۔

''جب تمہیں یقین ہے تو پھر تم نے کیوں کہا ہے کہ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے تاثرات پھیل گئے۔

''لیکن باس تم جنات کی دنیا میں کیوں جانا چاہتے ہو۔ تمہارا اس دنیا سے کیا واسطہ ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اس کا جواب تمہیں یہ خط دے سکتا ہے۔ اسے پڑھو اور ذرا

اونچی آواز میں پڑھو تا کہ جوانا بھی سن لے''...... عمران نے کہا اور اس نے اپنی جیب سے ایک لمبا سا خط کا لفافہ نکال کر جوزف کی طرف بڑھا دیا۔ لفافہ نیلے رنگ کا تھا اور اس پر کسی قسم کی کوئی مہر نہیں لگی ہوئی تھی۔ لفافے سے عجیب سی مہک آ رہی تھی۔ لفافے کی ایک سائیڈ کھلی ہوئی تھی اور اس کے ایک طرف عمران اور اس کی والدہ کا نام لکھا ہوا تھا۔

جوزف نے لفافہ ناک کے پاس کر کے اس سے آنے والی مہک سونگھی پھر اس کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ جوانا غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''اندر سے خط نکال کر پڑھو اسے''...... عمران نے کہا تو جوزف نے لفافے کی کھلی کوئی سائیڈ میں دو انگلیاں ڈال کر ایک تہہ شدہ کاغذ نکال لیا اور اس نے غور سے خط پڑھنا شروع کر دیا۔ خط پڑھتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''میں نے کہا تھا اسے اونچی آواز میں پڑھو تا کہ جوانا بھی سن سکے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے خط اونچی آواز میں پڑھنا شروع کر دیا۔ خط کا متن سن کر جوانا کے چہرے پر بھی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔ جوزف نے خط مکمل طور پر پڑھ کر سنایا اور پھر اس نے خط ایک طرف رکھ دیا۔

''اب کیا کہتے ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ خط آپ کو ملا کہاں سے ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''ایک مقامی قبرستان سے''...... عمران نے جواب دیا تو جوزف اور جوانا دونوں چونک پڑے۔

قبرستان سے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ میرا ماموں زاد بھائی وفات پا گیا تھا جس کی تدفین کے لئے ڈیڈی مجھے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ جب ہم لاش قبر میں اتار رہے تھے تو میں قبروں کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہاں موجود ایک پرانے برگد کے درخت کے پاس چلا گیا۔ وہاں مجھے ایک بھاری آواز سنائی دی تھی جس نے کہا تھا کہ کیا تم علی عمران اور تمہاری والدہ کا نام جہاں آرا بیگم ہے۔ میں نے نادانستگی میں ہاں کہا اور پھر جب میں نے ادھر ادھر دیکھا تو مجھے وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا۔ مجھے آواز اپنا وہم معلوم ہوا تھا لیکن پھر جب میں نے نیچے دیکھا تو مجھے یہ لفافہ پڑا ہوا دکھائی دیا تو میں نے اسے اٹھا لیا۔ میں سمجھا کہ شاید تدفین کے لئے آئے ہوئے کسی شخص کی جیب سے یہ لفافہ نکل کر گر گیا ہو لیکن جب میں نے لفافے پر اپنا اور اپنی والدہ کا نام دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔ اگر کسی کو یہ لفافہ مجھے دینا مقصود تھا تو وہ مجھے ڈائریکٹ دے سکتا تھا اسے برگد کے درخت کے پاس لفافہ گرانے کی کیا ضرورت تھی اور جہاں تک مجھے

یاد تھا کہ تدفین کے لئے آئے ہوئے افراد میں سے سوائے میرے کوئی بھی اس برگد کے درخت کے پاس نہیں گیا تھا۔ میں نے وہیں خط نکال کر پڑھا تو میری حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔ خط کے آغاز میں میرا نام مع میری والدہ کے نام کے لکھا گیا ہے جسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا اور پھر جب میں نے پورا خط پڑھا تو میری حالت بھی ایسی ہی ہوئی تھی جیسی تم دونوں کی ہوئی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے باس۔ یہ خط کس نے تحریر کیا ہے''۔ جوزف نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ تحریر کم از کم انسانی ہاتھ کی نہیں ہے''۔ عمران نے جواب دیا

''اوہ۔ تو ماسٹر کیا یہ خط کسی جن نے تحریر کیا ہے''۔ جوانا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے''...... عمران نے کہا تو جوانا تیزی سے اٹھا اور اس نے میز پر رکھا ہوا خط اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

''حیرت ہے۔ مجھے تو یہ انسانی ہاتھ کی ہی تحریر لگ رہی ہے البتہ لکھائی شکستہ ہے اور الفاظ ٹوٹے پھوٹے انداز میں لکھے گئے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''تم مقامی زبان سے واقف نہیں ہو۔ اس خط کی تحریر شکستہ اور

ٹوٹی پھوٹی ضرور ہے لیکن اس خط میں کچھ ایسے نام لکھے گئے ہیں جو انسانی دنیا میں نہیں رکھے جاتے جیسے ڈامگا، ڈوراما، ساڈونگا، شارغ اور شوٹام۔ خط لکھنے والے کا نام بھی عجیب ہے ابوشوہول۔ ایسے نام انسانوں کے تو نہیں ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح خط میں جس مقام کا ذکر کیا گیا ہے یہ مقام بھی دنیا کے نقشے میں نہیں ہے جسے شاخ کرال کہا گیا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اس خط سے آنے والی مہک بھی نئی اور حیرت انگیز ہے۔ ایسی مہک میں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی ہے۔ نہ جنگلوں میں اور نہ ہی میں نے دنیا کے کسی اور مقام پر حالانکہ میں خوشبوؤں کا رسیا ہوں اور جہاں مجھے اچھی اور معیاری خوشبو محسوس ہو میں مسحور سا ہو جاتا ہوں مگر یہ مہک بھی میرے لئے نئی اور انتہائی مسحور کن ہے‘‘۔ جوزف نے کہا۔

’’ہاں یہ بات میں نے بھی محسوس کی تھی۔ بالکل نئی اور انوکھی خوشبو ہے اس خط میں جیسے یہ خط کسی دوسری دنیا یا پھر جنت کے کسی باغ سے آیا ہو۔ بہرحال تم نے خط دیکھ لیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’خط میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کی تصدیق تو جناتی دنیا میں ہی جا کر کی جا سکتی ہے باس۔ بغیر دیکھے اور تصدیق کئے اس خط کی حقیقت پر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اسی لئے میں یہاں آیا تھا تاکہ میں

اس ویڈیو کلپ کو دیکھ کر یہ معلوم کرسکوں کہ جناتی دنیا میں جانے کا کون سا راستہ ہے اور وہاں جانے کے لئے کیا طریقہ دکھایا گیا ہے۔ میری پریشانی اس بات کے لئے ہے کہ خط میں یہ کیوں لکھا گیا ہے کہ جنات کے ذریعے ہماری دنیا کے ایک انسان نے ان مسلم ممالک کے افراد کے دماغوں پر قبضہ جما لیا ہے جنہوں نے ایٹم بم بنائے ہیں اور وہ شیطان صفت انسان، جنات کے ذریعے ان افراد، میرا مطلب ہے ایٹم بم بنانے والے سائنس دانوں کے دماغ پلٹا دے گا اور جو ایٹم بم ملک کے دفاع اور سلامتی کے لئے بنائے گئے ہیں وہی ایٹم بم ان ممالک میں پھٹ کر تباہی لے آئیں گے۔ ایٹم بم بنانے میں اس وقت دو مسلم ممالک سرفہرست ہیں۔ ایک پاکیشیا اور دوسرا آران‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’خط میں لکھا گیا ہے کہ اگر مجھے ان اسلامی ممالک کو بچانا ہے تو مجھے فوری طور پر جناتی دنیا میں آنا ہوگا اور جناتی دنیا میں آنے کا راستہ رانا ہاؤس کے کمپیوٹر مین موجود ہے جو ظاہر ہے تصویروں میں یا پھر کسی ویڈیو کلپ میں ہی موجود ہوسکتا ہے اور چونکہ خط میں واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ وہ مشین جس میں، میں نے تصویری دنیا رکھی ہوئی ہے وہ میرے سیاہ فام ساتھیوں کے گھر میں ہے تو میں سمجھ گیا کہ اس گھر سے مراد رانا ہاؤس ہی ہوسکتا ہے اور مشین سے مراد کمپیوٹر۔ اسی طرح میں سارے راستے سوچتا آیا تو مجھے یاد آیا

کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے گھوسٹ ورلڈ کے لنک سے ایک وڈیو ڈاؤن لوڈ کی تھی جس میں واقعی گھوسٹ ورلڈ یا جناتی دنیا میں داخل ہونے کے راستوں اور طریقوں کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ اسی لئے میں گاؤں سے سیدھا یہاں آ گیا تھا“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تمہیں وہ وڈیو کلپ نہیں ملا ہے“...... جوزف نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں ساری ہارڈ ڈرائیو کنگھال چکا ہوں لیکن یہ خاص کلپ غائب ہے“......عمران نے کہا۔

”تو ڈیٹا ریکوری سافٹ ویئر کا استعمال کرو۔ ہوسکتا ہے کہ مجھ سے یا جوانا سے غلطی سے وہ کلپ ڈیلیٹ ہو گیا ہو“...... جوزف نے کہا۔

”میں یہ بھی کر کے دیکھ چکا ہوں۔ ڈیلیٹ تو بہت کچھ ہوا تھا جو سافٹ ویئر سے ریکور ہو گیا ہے لیکن وہ کلپ ریکور نہیں ہوا ہے اور نہ ہی اس کا مجھے کہیں کوئی نام دکھائی دے رہا ہے“۔عمران نے کہا۔

”حیرت ہے۔ اگر وہ وڈیو کلپ اسی کمپیوٹر میں موجود تھا تو وہ خود بخود غائب کیسے ہوگیا“...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ جس طرح کوئی چاہتا ہے کہ ہم جناتی

دنیا میں آئیں اسی طرح ان میں کوئی ایسا بھی ہوسکتا ہے جو ہمیں جناتی دنیا میں داخل ہونے سے روکنا چاہتا ہو اور اس نے کمپیوٹر سے وہ وڈیو کلپ غائب کر دیا ہو تاکہ ہم اس وڈیو کلپ کے ذریعے جناتی دنیا میں جانے کے راستے نہ دیکھ سکیں اور نہ ہمیں وہاں جانے کا طریقہ معلوم ہو سکے“...... جوزف نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ یہ کام بھی کسی جناتی مخلوق نے کیا ہے“...... جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے“...... جوزف نے جواب دیا۔

”نہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ کوئی جن کمپیوٹر جیسی جدید ایجاد میں کوئی خلل ڈال سکے اور اس میں موجود کسی پروگرام یا فائل کو ڈیلیٹ کر سکے“...... جوانا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پھر جب تم نے وہ فائل نہیں ڈیلیٹ کی اور میں نے بھی اسے نہیں چھیڑا تو وہ فائل کمپیوٹر کی ہارڈ ڈرائیو سے کیسے غائب ہوگئی“۔ جوزف نے جوانا کی طرف دیکھ کر اس سے بحث کرنے والے انداز میں کہا۔

”نادانستگی میں یہ کام تم سے بھی ہو سکتا ہے اور مجھ سے بھی۔ اس میں کون سی بڑی بات ہے“...... جوانا نے منہ بنا کر کہا۔

”پھر باس نے ڈیٹا ریکوری کا سافٹ ویئر یوز کیا ہے تو وہ فائل واپس کیوں نہیں آئی ہے“...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

’’مجھے نہیں معلوم‘‘...... جوانا نے اسی انداز میں کہا جیسے اسے جنات اور جناتی دنیا کے بارے میں سنتے ہوئے کوفت ہو رہی ہو۔

’’پھر تو تمہاری نظر میں اس خط کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہو گی جو باس کو جناتی دنیا سے کسی نے لکھا ہے‘‘...... جوزف نے بھی منہ بنا کر کہا۔

’’ہاں۔ میرا دل نہیں مانتا کہ یہ خط کسی جناتی مخلوق نے لکھا ہے‘‘...... جوانا نے سر جھٹک کر کہا۔

’’تم دونوں اپنی اپنی بحث چھوڑو۔ یہ خط جس نے بھی لکھا ہے اس کا پتہ لگانا بہت ضروری ہے۔ اس خط کے مطابق پاکیشیا سمیت دنیا کے تمام مسلم ممالک کی ایٹمی سائنسی لیبارٹریاں شدید خطرے میں ہیں۔ کسی وقت بھی پاکیشیا سمیت ان اسلامی ممالک میں جہاں ایٹمی سائنسی لیبارٹریاں موجود ہیں ان میں خوفناک دھماکے ہو سکتے ہیں اور اگر سچ مچ ایسا ہوا تو کرہ ارض سے ان ممالک کا نام ونشان تک مٹ جائے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’مجھے تو یہ کسی کی شرارت لگتی ہے ماسٹر۔ کسی نے جان بوجھ کر تمہیں الجھانے اور پریشانی میں مبتلا کرنے کے لئے ایسا خط لکھا ہے تا کہ تم بھاگ دوڑ کرنا شروع کر دو اور خط لکھنے والا تمہاری بوکھلاہٹ پر بیٹھا ہنستا رہے‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’تو تم سمجھتے ہو کہ یہ کام کسی غیر ملکی ایجنٹ یا پھر جرائم پیشہ شخص نے کیا ہے‘‘...... عمران نے اسے گھور کر کہا۔

’’لیس ماسٹر۔ مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے کیونکہ میں کم از کم بھوت پریت اور جنات کو نہیں مانتا‘‘...... جوانا نے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ہونہہ۔ کبھی تمہارا ان سے پالا پڑے گا تو تم بھی مان جاؤ گے کہ بھوت پریت بھی ہوتے ہیں اور جنات بھی‘‘...... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

’’فضول بحث مت کرو اور مجھے بتاؤ جوزف۔ تم کیا کہتے ہو‘‘...... عمران نے انہیں بحث میں الجھتے دیکھ کر سخت لہجے میں کہا۔

’’پہلے آپ بتائیں باس۔ آپ اس خط کو پڑھ کر کس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کیا یہ خط واقعی اسی دنیا کے کسی باسی نے لکھا ہے جس کی طرف جوانا کا اشارہ ہے یا آپ کو بھی میری طرح یہ خط ماورائی دنیا سے آیا ہوا معلوم ہو رہا ہے‘‘...... جوزف نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

’’اس کا میں کچھ اندازہ نہیں لگا پا رہا ہوں۔ دماغ کہتا ہے کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں لیکن دل کچھ اور ہی کہہ رہا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا کہہ رہا ہے آپ کا دل‘‘...... جوزف نے پوچھا۔

’’یہی کہ یہ خط انسانی دنیا کا نہیں ہے۔ اس کا تعلق ماورائی مخلوق سے ہی ہو سکتا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو پھر میری بات کا بھی یقین کر لو۔ یہ خط آپ کو اس دنیا

کے کسی انسان نے نہیں بلکہ کسی ماورائی دنیا یا پھر کسی جناتی دنیا کے جن نے ہی لکھا ہے''...... جوزف نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اس بات کا تم کوئی ثبوت دے سکتے ہو کہ خط ماورائی یا پھر جناتی دنیا سے لکھا گیا ہے''...... جوانا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں کیسے ثابت کروں''۔ جوزف نے اسے جواباً گھور کر کہا۔

''تمہیں اپنی بات ثابت کرنے کا ایک طریقہ میں بتا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیسا طریقہ''...... جوزف نے چونک کر کہا۔

''آؤ۔ باہر آؤ۔ میں بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر جوزف اور جوانا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور عمران تیز تیز چلتا ہوا لیبارٹری سے نکلتا چلا گیا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے لیبارٹری سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران ان دونوں کو چھوڑ کر رانا ہاؤس کے سٹور روم میں چلا گیا تھا۔ جوزف اور جوانا اس کے سٹور روم سے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے جوزف کی طرح جوانا کے چہرے پر بھی اشتیاق دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ بھی یہ جاننے کے لئے بے تاب ہو کہ عمران آخر ایسا کون سا طریقہ جانتا ہے جس سے جوزف اپنی بات ثابت کر سکتا ہے کہ عمران کو قبرستان سے ملنے والا خط کسی انسان نے نہیں بلکہ جن نے لکھا تھا۔

فون کی گھنٹی بجی تو اسرائیلی نائٹ فورس ایجنسی کے چیف مارشل ڈریگر نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا جسے وہ انتہائی انہماک سے پڑھ رہا تھا۔ میز پر کئی رنگ کے فون سیٹ موجود تھے۔ ان میں سرخ رنگ کے فون پر لگا ایک بلب سپارک کر رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ گھنٹی سرخ رنگ کے فون کی بج رہی ہے۔

سرخ فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر مارشل ڈریگر کے اعصاب تن گئے۔ یہ فون انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ اس فون پر اسرائیل کے پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر ہی اس سے بات کر سکتے تھے۔ دوسرے محکموں کے افسران اور عام استعمال کے لئے وہاں الگ الگ رنگوں کے فون موجود تھے۔ مارشل ڈریگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس۔ چیف آف نائٹ فورس مارشل ڈریگر سپیکنگ''۔ مارشل ڈریگر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر کرس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بوڑھی سی آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر مارشل ڈریگر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ ڈاکٹر صاحب آپ"...... مارشل ڈریگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں مارشل ڈریگر۔ کیوں کیا میں تم سے فون پر بات نہیں کر سکتا ہوں"......ڈاکٹر کرس نے کہا۔

"اوہ۔ کیوں نہیں کر سکتے ڈاکٹر۔ میں تو آپ کا غلام ہوں۔ یہ تو میری خوش نصیبی ہے کہ آپ مجھے خود کال کر رہے ہیں ورنہ میں کیا اور میری حیثیت کیا"...... مارشل ڈریگر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف ڈاکٹر کرس ہنسنے لگا۔ اس کی ہنسی میں بے پناہ غرور کی جھلک تھی۔

"تم شاید اس بات پر حیران ہو رہے ہو کہ میں نے تمہارے سپیشل نمبر پر کیسے کال کی ہے۔ اس نمبر پر جس پر تم صرف پرائم منسٹر اور صدر سے ہی بات کرتے ہو"...... ڈاکٹر کرس نے اسی طرح مکروہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر میں جانتا ہوں آپ عظیم وچ ڈاکٹر ہیں اور عظیم وچ ڈاکٹروں کے لئے یہ سب باتیں بے معنی سی ہوتی ہیں"۔ مارشل ڈریگر نے فوراً کہا۔

"بہت خوب۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو مارشل۔ بہرحال تم فوراً

میرے معبد میں آ جاؤ۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ تمہارے فائدے کی بات ہے مارشل۔ تم آ جاؤ ہماری یہ ملاقات تمہارے لئے اور تمہارے ملک کے لئے بے حد اہمیت کی حامل ہو گی"...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں ڈاکٹر"...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

"یہی بہتر رہے گا مارشل"...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

"میں دو گھنٹوں تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا ڈاکٹر کرس۔ آپ فکر نہ کریں"...... مارشل ڈریگر نے اسی طرح انتہائی عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ڈاکٹر کرس کی کسی بھی بات سے انکار نہ کر سکتا ہو۔

"ٹھیک ہے مارشل میں تمہارا ہی منتظر ہوں"...... ڈاکٹر کرس نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ مارشل ڈریگر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ایسی کیا بات ہو سکتی ہے جو ڈاکٹر کرس نے مجھے فوراً اپنے معبد میں بلایا ہے"...... مارشل ڈریگر نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔ اس نے ایک نظر سامنے پڑی ہوئی فائل کی جانب دیکھا پھر اس نے سر جھٹک کر فائل بند کیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے ایک جدید اور نئے ماڈل کی کار میں سوار کار ڈرائیو کرتا ہوا انتہائی تیز رفتاری سے شمالی پہاڑیوں کی

جانب اُڑا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ مضافات کی طرف جانے والی ایک کچی سڑک پر پہنچ گیا۔ جو ایک پہاڑی علاقے کی طرف جاتی تھی۔ پہاڑیوں کے دامن میں ایک چھوٹا سا جنگل بھی تھا۔ جنگل میں مختلف راستے بنے ہوئے تھے وہ ایک راستے پر کار دوڑانے لگا۔ سڑک کچی ضرور تھی لیکن اسے اس قدر ہموار بنایا گیا تھا کہ کار نہ ڈول رہی تھی اور نہ ہچکولے کھا رہی تھی۔

سڑک جنگل میں جگہ جگہ مڑتی ہوئی جا رہی تھی اور پھر کچھ ہی دیر میں مارشل ڈریگر کار لے کر جنگل سے نکل کر ایک ویرانے میں آ گیا۔ ویرانے میں بھی درختوں کی بہتات تھی۔ وہاں چھوٹے بڑے لاتعداد ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ ٹیلوں کے دائیں بائیں سے ہوتا ہوا مارشل ڈریگر ایک چھوٹی سی وادی میں داخل ہوا۔ اس وادی میں ہرطرف گھاس پھونس کی بنی ہوئی جھونپڑیاں دکھائی دے رہی تھی۔ جھونپڑیوں کی تعداد پچاس کے لگ بھگ تھی اور تمام جھونپڑیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں۔ وہاں جگہ جگہ درخت بھی تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں پہلے چھوٹا سا جنگل ہو جسے کاٹ کر وہاں کے لوگوں نے ایک چھوٹی سی بستی بنا لی ہو۔ اس بستی میں کئی افراد موجود تھے جنہوں نے سیاہ لبادے نما لباس پہن رکھے تھے۔ ان تمام افراد میں جو چیز مشترک تھی وہ ان کے گنجے سر تھے۔ ان سب کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور ان کے پہلوؤں میں ہولسٹروں میں بھاری دستے والے ریوالور بھی

جھانکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہی نہیں ان سب کی ٹانگوں پر چمڑے کی بیلٹیں بھی بندھی ہوئی تھیں جن میں بڑے بڑے شکاری خنجروں کے دستے بھی دکھائی دے رہے تھے۔

اس کی کار جیسے ہی اس علاقے میں داخل ہوئی وہاں موجود مسلح افراد نے اسے روک لیا۔ مارشل ڈریگر نے بتایا کہ اسے ڈاکٹر کرس نے بلایا ہے تو اسے آگے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ ایک سائیڈ میں پارکنگ جیسی جگہ بنی ہوئی تھیں جہاں کئی جیپیں اور جدید ماڈل کی گاڑیاں موجود تھیں۔ مارشل ڈریگر نے کار اسی پارکنگ ایریئے کی جانب موڑی اور پھر اس نے کار ایک خالی جگہ لے جا کر روک دی۔ مارشل ڈریگر کار سے نکلا پھر تیز تیز چلتا ہوا سامنے موجود ایک چھوٹی سی پہاڑی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس پہاڑی میں ایک غار کا بڑا سا دہانہ دکھائی دے رہا تھا۔ دہانے کے باہر دو سیاہ لباس والے گنجے شخص ہاتھوں میں مشین گنیں لئے انتہائی چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ مارشل ڈریگر ان مسلح افراد کے قریب پہنچ گیا۔

”آئیں مارشل۔ ڈاکٹر کرس اندر آپ کا ہی انتظار کر رہے ہیں“...... ایک مسلح شخص نے مارشل ڈریگر کے سامنے سرخم کرتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا جیسے وہ مارشل ڈریگر کو پہچانتا ہو۔ مارشل ڈریگر نے اثبات میں سر ہلایا اور غار کے دہانے کے پاس آ گیا۔

"آ جاؤ مارشل تمہارے لئے میرے معبد کا دروازہ کھول دیا گیا ہے"...... مارشل ڈریگر ابھی دروازے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اسی لمحے اندر سے آواز سنائی دی اور مارشل ڈریگر نے سر ہلا کر اپنے جوتے اتارے اور پھر وہ ننگے پاؤں غار میں داخل ہو گیا۔

غار کی زمین سپاٹ اور انتہائی صاف شفاف تھی۔ وہاں خصوصی طور پر صفائی کی گئی تھی کہ زمین پر ایک معمولی سا تنکا بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ غار کی دیواروں میں جگہ جگہ طاق بنے ہوئے تھے جن میں بڑے بڑے دیئے جل رہے تھے۔ ان دیئوں میں شاید جانوروں کی چربی جل رہی تھی جس کی وجہ سے ہر طرف عجیب اور ناگوار سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ مارشل ڈریگر نے جیب سے سفید رنگ کا رومال نکال کر ناک پر رکھا اور پھر وہ سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔ غار زیادہ طویل نہیں تھا۔ آگے جا کر غار میں ایک بڑا سا خلا بنا ہوا تھا جو کسی بڑے کمرے جیسا تھا۔ یہ کمرہ مکمل طور پر سیاہ رنگ سے پینٹ کیا گیا تھا۔ کمرے کی دیوارں میں بے شمار طاق تھے جن میں دیئے جل رہے تھے چونکہ ان جلتے ہوئے دیئوں کی تعداد کافی زیادہ تھی اس لئے کمرہ میں ہر طرف تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور کمرہ چربی کی تیز بو سے بھرا ہوا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک بڑی سی چٹان پڑی تھی جو مسطح تھی۔ اس چٹان پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا۔ اس کی ناک لمبی اور آگے سے طوطے کی چونچ کی طرح جھکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس آدمی کے

ہونٹ بے حد موٹے اور سیاہ رنگ کے تھے۔ وہ آدمی آلتی پالتی مارے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے بیٹھا ہوا تھا ادھیڑ عمر آدمی نے اپنے جسم پر سیاہ رنگ کا لبادہ لپیٹ رکھا تھا جو اس انداز میں لپٹا ہوا تھا کہ اس کا دایاں کاندھا اور بازو اوپن تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کے گلے میں کئی مالائیں تھیں جو سیاہ رنگ کی تھیں اور ان مالاؤں میں ایک مالا ایسی بھی تھی جس میں سیاہ رنگ کی سکڑی ہوئی ایک انسانی کھوپڑی تھی۔ اس کھوپڑی کا رخ سامنے کی جانب تھا اور اس کھوپڑی کی آنکھیں انتہائی سرخ رنگ کی تھیں جیسے اس کی آنکھوں میں چنگاریاں سلگ رہی ہوں۔

ادھیڑ عمر آدمی کی گود میں سیاہ رنگ کا ایک عصاء رکھا ہوا تھا جس کا ایک سرا نوکیلا تھا اور دوسرے سرے پر سیاہ رنگ کے سانپ کا پھن بنا ہوا تھا۔ اس آدمی کے ماتھے پر سرخ رنگ کا ایک تلک لگا ہوا تھا جس کے دونوں جانب سفید رنگ کی لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ جس سے اس کی شکل اور زیادہ بدنما اور شیطانی دکھائی دے رہی تھی۔ ادھیڑ عمر آدمی کی آنکھیں بند تھیں اور وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا۔

مارشل ڈریگر، ادھیڑ عمر آدمی کے سامنے آ کر رک گیا اور سر جھکائے ادھیڑ عمر آدمی کے سامنے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے دائیں بائیں انسانی ہاتھوں سے کٹے ہوئے اونچے اور مسطح پتھر بھی پڑے تھے جو شاید ادھیڑ عمر آدمی نے اپنے سامنے

افراد کے بیٹھنے کے لئے وہاں رکھوائے ہوئے تھے لیکن مارشل ڈریگر نے ان پتھروں میں سے کسی پر بیٹھنے کی جرأت نہیں کی تھی۔ ادھیڑ عمر آدمی کچھ دیر اسی طرح منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن ان آنکھوں میں بھی اس کے گلے میں موجود سرخ کھوپڑی کی آنکھوں کی طرح تیز سرخی تھی۔

''بیٹھو مارشل''...... ادھیڑ عمر آدمی نے سرخ سرخ آنکھوں سے مارشل ڈریگر کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''شکریہ ڈاکٹر۔ میں بھلا آپ کے حکم کے بغیر آپ کے سامنے بیٹھنے کی جرأت کیسے کر سکتا تھا''...... مارشل ڈریگر نے کہا اور پھر وہ دائیں طرف پڑے ہوئے پتھر پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کا سر بدستور جھکا ہوا تھا جیسے اس میں ادھیڑ عمر آدمی جو ڈاکٹر کرس تھا، کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت ہی نہ ہو رہی ہو۔

''میں نے تمہارا کام کر دیا ہے مارشل''...... ڈاکٹر کرس نے کہا اور اس کی بات سن کر مارشل ڈریگر چونک پڑا۔

''میرا کام''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یاد نہ آ رہا ہو کہ اس نے ڈاکٹر کرس کو کون سا کام کرنے کا کہا تھا۔

''ہاں۔ تم جو چاہتے تھے اس کا میں نے سارا انتظام کر دیا ہے۔ اب بس چند دنوں کے بعد اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن

ملک آران مکمل طور پر اور ہمیشہ کے نیست و نابود ہو جائے گا''۔ ڈاکٹر کرس نے کہا تو مارشل ڈریگر بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ مجھے یاد آ گیا۔ میں نے آپ سے ایک ملاقات میں کہا تھا کہ آپ مہا وچ ڈاکٹر اور پراسرار طاقتوں کے مالک ہیں تو آپ کوئی ایسا انتظام کیوں نہیں کرتے کہ کسی طرح سے آران مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے۔ آپ شاید اسی حوالے سے بات کر رہے ہیں ڈاکٹر''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس روز تمہاری بات میرے دل کو لگی تھی اور میں اسی کام میں لگا ہوا تھا کہ میں ایسا کیا انتظام کروں کہ آران کو مکمل طور پر نیست و نابود کیا جا سکے۔ میں نے اس سلسلے میں اپنی تمام پراسرار طاقتوں کو استعمال کیا تھا۔ ایک پراسرار طاقت سے بات کرتے ہوئے مجھے ملک آران کو تباہ و برباد کرنے کا ایک طریقہ معلوم ہو گیا تھا۔ مجھے اس طاقت نے بتایا کہ آران سائنسی میدان میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ آران ایٹم بم بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے اس لئے اسرائیل کو عظیم اور انتہائی ترقی یافتہ ہونے کے باوجود آران کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے سے گریز کرنا پڑ رہا ہے جبکہ آران کا ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کا مقصد ہی اسرائیل کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ میری طاقت نے مجھے بتایا ہے کہ آران ایٹم بم بنا چکا ہے اور اب وہ وار ہیڈ لے جانے والے میزائلوں پر بھی کام کر رہا ہے تا کہ ایٹمی میزائلوں سے وہ اسرائیل پر حملہ کر کے

اسرائیل کو دنیا کے نقشے سے ہی ہمیشہ کے لئے غائب کر دے''۔ ڈاکٹر کرس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں ڈاکٹر۔ ہمارے علم میں بھی یہ بات ہے کہ آران، اسرائیل کے خلاف استعمال کرنے کے لئے ہی اپنی ایٹمی طاقت بڑھا رہا ہے اور جس دن آران مخصوص تعداد میں ایٹمی ٹیکنالوجی میزائلوں میں شفٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ دن اسرائیل کا آخری دن ثابت ہو گا۔ ابھی آران نے ایٹمی ٹیکنالوجی سے لیس چند میزائل ہی بنائے ہیں جن کے رخ اسرائیل کی طرف ہی ہیں۔ وہ مزید میزائل بنا کر ان کے رخ بھی اسرائیل کی طرف کر دے گا اور پھر اسرائیل کی تباہی اٹل ہو جائے گی''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''میری اس سلسلے میں اپنی ایک پراسرار طاقت سے بات ہوئی تھی مارشل''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''اوہ۔ پھر کیا بتایا ہے آپ کی پراسرار طاقت نے ڈاکٹر کرس''...... مارشل ڈریگر نے چونک کر پوچھا۔

''میری طاقت نے کہا ہے کہ اگر کسی طرح سے آران کی ایٹمی طاقت کو ختم کر دیا جائے تو اس کے ساتھ ہی آران بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ آران کی ایٹمی ٹیکنالوجی کے تباہ ہونے سے آران کا نام و نشان بھی دنیا کے نقشے پر باقی نہیں رہے گا۔ جب آران ہی ختم ہو جائے گا تو پھر اسرائیل کو اس سے کیا خطرہ ہو سکتا

ہے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن آران کی ایٹمی ٹیکنالوجی کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے ڈاکٹر۔ ہماری خفیہ اطلاعات کے مطابق اگر ہم نے آران کی ایٹمی لیبارٹریوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو جواب میں وہ بھی ایک بٹن دبا کر اسرائیل پر ایٹمی میزائل فائر کر دیں گے اور ان کی ٹیکنالوجی ایسی ہے کہ ہم کسی بھی طرح اسرائیل کی طرف آنے والے ایٹمی میزائلوں کو روک نہیں سکتے۔ اگر وہ میزائل اسرائیل میں بلاسٹ ہوئے تو اسرائیل کا وجود دنیا سے غائب ہو جائے گا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ آران کی ایٹمی لیبارٹریوں پر اسرائیل ایٹمی میزائل سے اٹیک کرے گا۔ میں جانتا ہوں کہ آران نے اپنی ٹیکنالوجی کو اس قدر مضبوط کر رکھا ہے کہ اگر اسرائیل نے آران کے کسی بھی حصے پر ایک ایٹمی میزائل فائر کیا تو جواب میں وہ اسرائیل کی طرف کئی ایٹمی میزائل فائر کر دیں گے اور اس طرح دونوں ممالک خوفناک تباہی کی زد میں آ جائیں گے نہ آران رہے گا اور نہ ہی اسرائیل''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''ہاں ڈاکٹر۔ ہمارا خوف اسی بنیاد پر ہے۔ ہمیں اس بات کا بھی افسوس ہے کہ ان کی ایٹمی ٹیکنالوجی کے سامنے ہماری ایٹمی ٹیکنالوجی تقریباً زیرو ہو کر رہ گئی ہے۔ ہم کسی بھی حال میں آران پر ایٹمی وار کرنے میں پہل نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو آران

سے آنے والے ایٹمی میزائلوں سے پہلے اسرائیل میں تباہی آئے گی اور اس کے بعد ہی اسرائیلی میزائل آران پر گریں گے''۔ مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر آران کی ایٹم بم خود ان کے ملک میں ہی تباہی کا باعث بن جائیں تو''...... ڈاکٹر کرس نے کہا تو مارشل ڈریگر ایک بار پھر چونک پڑا۔

''میں کچھ سمجھا نہیں ڈاکٹر''...... مارشل ڈریگر نے چونک کر کہا۔

''لگتا ہے تمہارا دماغ کام نہیں کر رہا ہے مارشل جو تم میری بات سمجھ نہیں رہے ہو یا پھر شاید تم جان بوجھ کر سمجھنا نہیں چاہتے ہو''...... ڈاکٹر کرس نے اس بار بڑے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کا غصہ دیکھ کر مارشل ڈریگر کانپ کر رہ گیا۔

''مم۔ مم۔ میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں تھا ڈاکٹر۔ آپ جیسے عظیم وچ ڈاکٹر کے سامنے بھلا میری کیا اوقات ہو سکتی ہے''۔ مارشل ڈریگر نے فوراً ڈاکٹر کرس کی خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میری عقل اور میری ذہانت کے سامنے تو تم زیرو ہو مارشل۔ بہرحال میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آران کے ایٹم بم اور ایٹمی میزائل فائر ہوئے بغیر آران کی لیبارٹریوں میں ہی بلاسٹ ہوں گے تو اس سے اسرائیل کو بھلا کیا اثر پڑے گا۔ اس تباہی سے صرف اور صرف آران ہی تباہ ہو گا یا پھر تابکاری کے اثرات صرف ان ممالک تک پہنچیں گے جن کی سرحدیں آران سے

ملتی ہیں''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''ہاں ڈاکٹر۔ اگر ان کے میزائل اور ایٹم بم ان کی لیبارٹریوں میں ہی بلاسٹ ہو جائیں تو ان سے آران کو ہی نقصان ہو گا۔ تابکاری کے اثرات اسرائیل پر اثر انداز نہیں ہوں گے''...... مارشل ڈریگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر سمجھ لو کہ میں نے ایسا ہی انتظام کر دیا ہے کہ آران میں جو بھی ایٹمی لیبارٹریاں ہیں یا جہاں جہاں ایٹمی میزائل اور ایٹم بم رکھے ہوئے ہیں وہ اگلے چند دن میں بلاسٹ ہونے والے ہیں اور ان کے بلاسٹ ہوتے ہی آران کا نام دنیا کے نقشے سے ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گا''...... ڈاکٹر کرس نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارشل ڈریگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے ڈاکٹر کہ آران کے ایٹم بم اور ایٹمی میزائل خود بخود بلاسٹ ہو جائیں''...... مارشل ڈریگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا ہو سکتا ہے، ایسا ہی ہو گا میں نے تمہیں یہی سب بتانے کے لئے تو یہاں بلایا ہے نانسنس''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے ڈاکٹر۔ جیسا آپ کہہ رہے ہیں یقیناً ایسا ہی ہو گا''...... مارشل ڈریگر نے کہا لیکن اس کے لہجے میں کھوکھلا پن صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ یہ بات مجبوراً کہہ رہا ہو۔

''ہونہہ۔ تم میری بات پر یقین نہیں کر رہے ہو نانسنس۔ لیکن

میں نے ایسا تمام انتظام کر لیا ہے۔ صرف دس دن۔ دس دن کے بعد آران کے تمام ایٹمی میزائل اور ایٹم بم بلاسٹ ہونا شروع ہو جائیں گے اور ان کے بلاسٹ ہونے سے آران میں ایسی تباہی پھیلے گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے“...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

”یس ڈاکٹر کرس“...... مارشل ڈریگر نے دھیمی آواز میں کہا اس کے لہجے میں بدستور کھوکھلا پن تھا جیسے اسے ڈاکٹر کرس کی باتوں پر واقعی یقین نہ آ رہا ہو۔

”پھر وہی بات۔ کیا تم سمجھ رہے ہو کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور ایسی بات کر رہا ہوں جو ناممکن ہے“...... ڈاکٹر کرس نے گرجتے ہوئے کہا۔

”نن نن۔ نہیں ڈاکٹر۔ میں بھلا ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہوں“...... مارشل ڈریگر نے بوکھلا کر کہا۔

”جھوٹ مت بولو مارشل۔ میں تمہارا دماغ پڑھ رہا ہوں۔ تم میری باتوں پر یقین نہیں کر رہے ہو۔ تم سمجھ رہے ہو کہ میں بے پر کی اُڑا رہا ہوں اور میں نے تمہیں یہاں محض بے تکی باتیں بتانے کے لئے بلایا ہے“...... ڈاکٹر کرس نے غراتے ہوئے کہا اور مارشل ڈریگر بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”میری بات کا جواب دو مارشل۔ کیا میں تمہیں احمق، سنکی اور پاگل نظر آتا ہوں جو تم میرے بارے میں ایسی باتیں سوچ رہے ہو“...... ڈاکٹر کرس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”نن نن۔ نہیں ڈاکٹر۔ یہ سچ نہیں ہے۔ میں۔ میں ایسا نہیں سوچ رہا ہوں“...... مارشل ڈریگر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”پھر جھوٹ۔ نانسنس۔ تم جانتے ہو میرے سامنے جھوٹ بولنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے“...... ڈاکٹر کرس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے گود میں رکھا ہوا سیاہ عصاء اٹھا لیا تھا جس کے ایک سرے پر سیاہ رنگ کے سانپ کا سر بنا ہوا تھا۔

”مم مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ڈاکٹر۔ میں تو بس اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ آخر آران کے ایٹم بم اور ایٹمی میزائل ایک ساتھ اور خود بخود کیسے تباہ ہوں گے“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم میری پراسرار طاقتوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے مارشل۔ ورنہ ایسی بات نہ کرتے۔ بہرحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میں نے آران کی لیبارٹریوں میں موجود ایٹم بم اور ایٹمی میزائلوں کو تباہ کرنے کا کیا انتظام کیا ہے۔ ان بموں اور میزائلوں کو انسان نہیں جنات تباہ کریں گے۔ سمجھے تم“...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

”جج جج۔ جنات“...... مارشل ڈریگر نے چونک کر کہا۔

”ہاں جنات“...... ڈاکٹر کرس نے کہا اور مارشل ڈریگر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے ڈاکٹر کرس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

”میں نے جناتی دنیا کے چند جنات کو اپنے قابو میں کر لیا ہے اور وہ جناتی دنیا سے نکل کر میرے معبد میں آ گئے ہیں۔ میں نے

انہیں آران روانہ کر دیا ہے۔ وہ میرے غلام ہیں اور اب وہ وہی سب کریں گے جس کا میں نے انہیں حکم دیا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''کیا حکم دیا ہے آپ نے انہیں ڈاکٹر کرس''...... مارشل ڈریگر نے اس کی جانب اس بار دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے جنات کو آران کی تمام ایٹمی لیبارٹریوں کو ٹریس کرنے کا حکم دیا ہے۔ جلد ہی وہ تمام لیبارٹریوں تک پہنچ جائیں گے جہاں ایٹم بم اور ایٹمی میزائل موجود ہیں''...... ڈاکٹر کرس نے اسی انداز میں کہا۔

''لیکن ڈاکٹر کرس۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ جنات آخر ایٹمی لیبارٹریوں کو تلاش کر کے کیا کریں گے۔ کیا وہ ان لیبارٹریوں کو تباہ کر دیں گے۔ کیا جنات میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ ایٹمی لیبارٹریوں کو تباہ کر سکیں''...... مارشل ڈریگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جنات کی طاقتوں سے تم آگاہ نہیں ہو۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ میں چاہوں تو ان سے کسی بھی ملک میں آندھیاں اور طوفان بھی لا سکتا ہوں۔ بستیوں کی بستیاں اجاڑ سکتا ہوں۔ ہر جگہ آگ و خون کا طوفان کھڑا کر سکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ آران جس نے ایٹمی ٹیکنالوجی اسرائیل کی تباہی کے لئے تیار کی ہے وہ ٹیکنالوجی آران کی ہی تباہی کا موجب بنے اور آران اپنے

ہی بنائے ہوئے ایٹمی اسلحے سے تباہ و برباد ہو جائے اور دیکھنا اب ایسا ہی ہو گا۔ جو ایٹم بم آران نے اسرائیل کی تباہی اور بربادی کے لئے بنائے ہیں وہی ایٹم بم اب آران کو تباہ کریں گے اور آران کا نام دنیا کے نقشے سے ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گا''۔ ڈاکٹر کرس نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ سب کیسے ہو گا ڈاکٹر کرس۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ جنات ان لیبارٹریوں میں موجود ایٹم بموں کو کیسے تباہ کریں گے۔ ایٹم بم اور میزائل جدید دور کے کمپیوٹرائزڈ نظام سے منسلک ہوتے ہیں جنہیں مخصوص فنکشنز سے ہی چارج اور پھر فائر کیا جاتا ہے اور اس کے لئے بھی کوڈ اور کمانڈ کی ضرورت ہوتی ہے جو ایٹمی ٹیکنالوجی کے حامل مخصوص اعلیٰ حکام کے پاس ہوتے ہیں۔ بغیر کوڈ اور کمانڈ کے ایٹمی ٹیکنالوجی کو کسی بھی طرح سے استعمال میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔ پھر جنات بھلا اس ٹیکنالوجی کو کیسے استعمال کر سکتے ہیں کیا وہ ہمارے کمپیوٹرائزڈ نظام کو سمجھ سکتے ہیں''...... مارشل ڈریگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ میں نے جناتی دنیا کے جو جنات قابو کئے ہیں وہ انتہائی طاقتور ہیں۔ انسان کے مقابلے میں جنات کے پاس جو شکتیاں ہیں وہ سائنسی نظام سے کہیں طاقتور ہیں ان کی طاقتوں کے بارے میں انسان کچھ بھی نہیں جانتا ہے۔ ان طاقتوں کے بارے میں قوم جنات یا پھر انہیں قابو کرنے والا ہی جان سکتا ہے

دوسرا کوئی نہیں۔ میں تمہیں آسان لفظوں میں سمجھاتا ہوں تب شاید تمہیں میری باتوں پر یقین آ جائے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''یس ڈاکٹر۔ اگر آپ آسان پیرائے میں بتائیں گے تو ہوسکتا ہے کہ میں واقعی کچھ سمجھ جاؤں''...... مارشل ڈریگر نے خوشامد کرنے والے انداز میں کہا۔

''جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں نے جناتی دنیا کے چند جنات کو اپنے قابو میں کیا ہے اور ان جنات کو میں نے آران میں ایٹمی لیبارٹریوں اور ان لیبارٹریوں میں کام کرنے والے سائنس دانوں کو ٹریس کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے ہی مجھے یہ ساری معلومات ملیں گی کہ آران کی ایٹمی لیبارٹریاں کہاں ہیں اور ان میں کام کرنے والے سائنس دان کون ہیں تو میں تمام سائنس دانوں پر جنات مسلط کر دوں گا۔ سائنس دان جنات کے قابو میں آ کر وہی کریں گے جسے کرانے کا میں انہیں حکم دوں گا اور جنات میرے حکم پر انہی سائنس دانوں کے ذریعے اپنے ایٹم بم اور ایٹمی میزائل اپنے ملک میں ہی تباہ کرنا شروع کر دیں گے چونکہ تمام سائنس دان جنات کے قابو میں ہوں گے اس لئے انہیں اس بات کا علم ہی نہیں ہوگا کہ وہ اپنے ہی بنائے ہوئے ایٹم بم اور ایٹمی میزائل اپنی تباہی کے لئے ہی استعمال کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر کرس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... مارشل ڈریگر نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس دنیا میں جہاں انسانوں کا وجود ہے وہاں جنات بھی موجود ہیں اور اگر انسان دنیا کا ہر کام کر سکتے ہیں تو جنات کے لئے بھی کچھ کرنا یا کرانا مشکل نہیں ہوتا''...... ڈاکٹر کرس نے کہا تو مارشل ڈریگر کی آنکھوں میں مسرت بھری چمک ابھر آئی۔

''اب میں سمجھ گیا ہوں ڈاکٹر اور آپ کی باتیں سن کر اب مجھے اس بات کا بھی یقین ہو گیا ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔ ہم اپنے طور پر آران کو ہر حال میں تباہ کرنے اور اس کا نام دنیا کے نقشے سے مٹانے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن ہر بار ناکام ہی ہوئے ہیں۔ ہم نے آران کے خلاف جب بھی کوئی کارروائی کی ہے اس کے نتائج الٹا ہمیں ہی بھگتنا پڑے ہیں۔ آران کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں ماورائی طاقتوں کی ہی ضرورت تھی۔ وہ ماورائی طاقتیں جنات کی ہی ہوسکتی ہیں جو کسی بھی ملک کو تباہ و برباد کر سکتی ہیں''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''تو سمجھو اب آران کا آخری وقت آ گیا ہے۔ اب اس ملک کو تباہ و برباد ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر آپ یہ کام جنات سے ابھی کیوں نہیں کرا لیتے ڈاکٹر۔ اس کے لئے آپ مجھے دس دن انتظار کرنے کا کیوں کہہ رہے ہیں۔ آران کو دنیا کے نقشے سے جتنی جلد ختم کر دیا جائے

گا اسرائیل کے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے مارشل۔ اس تباہی میں جنات کا ہاتھ ضرور ہے لیکن وہ یہ کام خود نہیں کریں گے۔ جنات صرف متعلقہ افراد کو اپنے قابو میں کریں گے اور چونکہ انہیں مخصوص افراد کو ٹریس کرنے میں وقت لگ سکتا ہے اس لئے یہ کام فوری نہیں ہو سکتا ہے اور میں نے ابھی جناتی دنیا کے چند جنوں کو اپنے قابو میں کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جناتی دنیا کے تمام طاقتور جن میرے قبضے میں آ جائیں اور ایسا تب ہو گا جب جناتی دنیا کے کسی جناتی قبیلے کا کوئی سردار میرے قابو میں آ جائے۔ جس دن جناتی قبیلے کا کوئی سردار میرے قابو میں آ گیا تو سمجھ لینا کہ اس قبیلے کے تمام جنات میرے قابو میں ہوں گے اور پھر میں ان جنات سے کچھ بھی کرا سکتا ہوں۔ میرے حکم پر جنات آران تو کیا پوری دنیا کے مسلم ممالک کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں اور ابھی میں نے جنات کو ان افراد کی تلاش کے لئے بھیجا ہے جو ایٹمی پروگرامز پر کام کر رہے ہیں۔ جنات ان افراد کو اپنے قابو میں کریں گے اور جب تمام جنات اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو وہ اس کی مجھے اطلاع دیں گے پھر میں انہیں ہدایات جاری کروں گا کہ انہیں ان افراد کے دماغوں کو قابو میں رکھ کر کیا کرنا ہے۔ بظاہر یہ کام آسان معلوم ہوتا ہے لیکن جب تک مرحلے وار یہ کام نہ کئے جائیں گے اس وقت تک ہم اپنا ہدف حاصل نہیں کر سکیں گے اور میں نے دس

دن کے اندر اندر اپنا یہ ہدف کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مجھے اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ جنات عین وقت پر مجھے دھوکہ نہ دے جائیں وہ چونکہ آگ کی بنی ہوئی مخلوق ہے اس لئے ان پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ کب اپنا ارادہ بدل دیں اور میرا کام کرنے سے بھی انکار کر دیں۔ اس کے لئے میں ایک خصوصی عمل کر رہا ہوں تاکہ میرے قبضے میں جو جنات ہیں میں ان کے قبیلے کے سردار کو بھی اپنے قابو میں کر لوں۔ سردار جن میرے قابو میں ہو گا تو پھر جنات میرا کوئی بھی حکم ٹالنے کا سوچ بھی نہیں سکیں گے''۔ ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ جب تک آپ جنات کے قبیلے کے سردار کو اپنے قابو میں نہیں کر لیتے اس وقت تک آران کی تباہی کنفرم نہیں ہے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ہاں۔ اب سمجھے ہو تم میری بات''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''تو کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ان دس دنوں میں جنات کے قبیلے کے سردار جن کو بھی اپنے قابو میں کر لیں گے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے قابو کرنے کے تمام انتظام مکمل کر لئے ہیں۔ اب بس مجھے نو روزہ ایک جاپ کرنا ہے پھر جنات کے قبیلے کا سردار میری مٹھی میں ہو گا اور میں ہر سیاہ و سفید کا مالک بن

جاؤں گا“...... ڈاکٹر کرس نے پرغرور لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے ڈاکٹر۔ اب ساری بات میری سمجھ میں آ گئی ہے اور یہ سن کر مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے کہ اگلے دس دن میں آران کا نام و نشان ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے غائب ہو جائے گا۔ اس سے بڑی خوشی کی بات شاید ہی اسرائیلیوں کے لئے کوئی ہو“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ابھی یہ بات سیکرٹ رکھنی ہے۔ ابھی اس کے لئے مجھے بہت کام کرنے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے کام پورے ہونے سے پہلے ہر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم آران کو تباہ کرنے کی کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں“...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

”میں سمجھ گیا ڈاکٹر۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان ہی رہے گی۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا“۔ مارشل ڈریگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہیں ایک کام کرنا ہے جس کے لئے میں نے خصوصی طور پر تمہیں یہاں بلایا ہے“...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

”حکم ڈاکٹر“...... مارشل ڈریگر نے مؤدب لہجے میں کہا۔

”کیا تم مجھے کچھ ایسی ڈیوائسز لا کر دے سکتے ہو جو صرف ایک ریموٹ کنٹرول سسٹم پر کام کرتی ہوں“...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

”ایک کنٹرول پر کام کرنے والی ڈیوائسز۔ میں سمجھا نہیں“۔ مارشل ڈریگر نے اور زیادہ حیرت سے کہا۔

”نانسنس ہو تم جو میری بات بھی نہیں سمجھتے۔ جنات کے ذریعے میں نے آرانی ایٹمی سائنس دانوں کو قابو کرنا ہے اور میں بتا چکا ہوں کہ یہ جن عین وقت پر مجھے دھوکہ بھی دے سکتے ہیں۔ ابھی وقت ہے۔ میں ان کے ذریعے ایسے بہت سے کام لے سکتا ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اگر میں جنات کے ذریعے متعلقہ سائنس دانوں تک ایسی ڈیوائسز پہنچا دوں جو ایک ریموٹ کنٹرول سے کام کرتی ہوں تو جنات، آرانی سائنس دانوں کے دماغوں پر قبضہ کر کے ان کے ذریعے وہ تمام ڈیوائسز لیبارٹریوں میں موجود ایٹم بموں اور ایٹمی میزائلوں کے ساتھ لگا دیں گے۔ اگر عین موقع پر جنات نے میرا ساتھ دینے سے انکار کیا تو ہمارے پاس آران کو تباہ کرنے کا متبادل طریقہ بھی موجود ہو گا۔ ہم ریموٹ کنٹرول سے ڈیوائسز کو چارج کر دیں گے جن سے ایٹمی اسلحہ بلاسٹ ہو جائے گا اور اس طرح ہم اپنا ہدف آسانی سے حاصل کر لیں گے“...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ یہ بات تو بے حد اہمیت کی حامل ہے ڈاکٹر۔ اگر جنات آپ کا کام نہ کر سکے تو ہم واقعی اپنے ہاتھوں سے آران کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو“...... مارشل ڈریگر نے شیطانی دماغ کے مالک ڈاکٹر کرس کی بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”میرا تم سے وعدہ ہے مارشل ڈریگر کہ آج سے ٹھیک دس دن

بعد آران کا کوئی باسی اگلا سورج نہیں دیکھ سکے گا بلکہ دن نکلنے تک آران کا وجود دنیا کے نقشے سے ہمیشہ کے لئے غائب ہو چکا ہو گا ہر صورت میں اور ہر حال میں''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''ضرور ضرور۔ آپ نے کہہ دیا ہے تو ایسا ضرور ہو گا ڈاکٹر۔ میں جا کر فوری طور پر ایسی ڈیوائسز حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو ایک وقت میں اور ایک ہی ریموٹ سے کام کرتی ہوں اور جب بھی اس ریموٹ کا بٹن پریس کیا جائے تو تمام ڈیوائسز ایک ساتھ بلاسٹ ہو جائیں اور ان ڈیوائسز کے بلاسٹ ہوتے ہی آران کی ایٹمی لیبارٹریوں پر قیامت ٹوٹ پڑے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''کوشش نہیں۔ تمہیں یہ کام ہر حال میں کرنا ہے مارشل۔ میں تمہارے سامنے ساری حقیقت رکھ چکا ہوں۔ جنات سے جتنی جلد یہ کام کرا لیا جائے ہمارے حق میں اتنا ہی اچھا ہو گا۔ دیر ہونے کی صورت میں ہمارے ہاتھوں یہ اہم وقت نکل گیا تو پھر یہ کام مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر۔ بس مجھے دو دن دے دیں۔ میں آپ کو ایسی ڈیوائسز لا کر دے دوں گا جن کا کنٹرول ایک ہی ریموٹ میں ہو گا اور ان ڈیوائسز سے ایٹم بموں اور میزائلوں کو آسانی سے بلاسٹ کیا جا سکے گا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''شاباش۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں تمہارا انتظار کروں گا اور سنو مجھے چونکہ نو روزہ جاپ کرنا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ مجھ سے

دوبارہ تمہاری ملاقات نہ ہو سکے۔ تم ڈیوائسز لا کر میرے نائب ڈاکٹر ریمنڈ کو دے دینا وہ تمام چیزیں مجھ تک پہنچا دے گا اور میں جنات کو بلا کر وہ تمام ڈیوائسز آران بھیج دوں گا۔ ایک بار آران تباہ ہو جائے اور نو روز کے عمل سے جناتی دنیا کا کوئی سردار جن میرے قابو میں آ جائے تو پھر ہم نہ صرف فلسطین پر بلکہ پوری دنیا کے اسلامی ممالک پر قیامت ڈھا دیں گے۔ آران کے بعد پاکیشیا اور پھر ایک ایک کر کے ہم پوری دنیا سے اسلامی ممالک کا وجود ختم کر دیں گے۔ اس دنیا میں صرف وہی زندہ رہے گا جو یہودی ہو گیا۔ مسلمانوں کی تباہی کے لئے میں ہر وہ کام کروں گا جو مجھ سے ہو سکتا ہے اور بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے جب پوری دنیا پر یہودی راج ہو گا۔ صرف یہودی راج''...... ڈاکٹر کرس نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

''یس ڈاکٹر۔ جس دن دنیا سے اسلامی ممالک کا وجود غائب ہو گا وہ دن اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے انتہائی عظیم دن ہو گا۔ اس دن کو ہم یہودی پاور ڈے کے طور پر منائیں گے اور یہودی پاور میں آ کر پوری دنیا کا کنٹرول سنبھال لیں گے''۔ مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا مارشل ڈریگر میں اسی بیس پر تو کام کر رہا ہوں۔ بس تم میرے لئے دعا کرو کہ میں نو روز کے عمل سے کسی طرح جناتی دنیا کے کسی سردار جن کو اپنے قابو میں کرنے میں کامیاب ہو

جاؤں۔ میری کامیابی تمہاری بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کی کامیابی ہو گی اور یہودی جو مسلمانوں کا وجود دنیا سے مٹانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔ ہماری اس خواہش کو اب جنات پوری کریں گے“...... ڈاکٹر کرس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”یس ڈاکٹر کرس۔ میری اور ساری دنیا کے یہودیوں کی نیک تمنائیں آپ کے لئے ہیں۔ آپ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”اب تم جاؤ اور ان ڈیوائسز کو انتظام کرو“...... ڈاکٹر کرس نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس ڈاکٹر۔ میں نے آپ سے دو روز کا وقت لیا ہے۔ دو روز تک ڈیوائسز آپ تک پہنچ جائیں گی“...... مارشل ڈریگر نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر کرس کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بوسہ دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ الٹے قدموں چلتا ہوا غار سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوشی اور اطمینان کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے ڈاکٹر کرس نے اسے ملک آران کی تباہی کا مژدہ سنا کر واقعی بہت بڑی خوشخبری دے دی ہو۔

عمران سٹور سے سیاہ رنگ کی دو لکڑیاں اور سیاہ رنگ کا ایک تختہ لے آیا تھا۔ تختے پر رنگ نیا تھا جو ابھی گیلا تھا۔ عمران شاید اس تختے کو سیاہ رنگ کر کے لایا تھا۔ اسی طرح اس کے ہاتھ میں جو لکڑیاں تھیں وہ دو فٹ کی تھیں جو بالکل سیدھی اور ایک طرف سے موٹی جبکہ دوسری طرف سے پتلی اور نوکیلی تھیں۔ ان لکڑیوں کو بھی سیاہ رنگ کیا گیا تھا۔ عمران نے لکڑیاں اور تختہ دھوپ میں سوکھنے کے لئے رکھ دیا۔

”یہ سب کیا ہے ماسٹر۔ تختے اور لکڑیوں کو تم نے سیاہ رنگ کیوں کیا ہے“...... جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ جوزف کے چہرے پر بھی حیرت دکھائی دے رہی تھی جیسے اسے بھی سمجھ نہ آ رہا ہو کہ عمران اس سے کیا کرانا چاہتا ہے۔

”ان سیاہ لکڑیوں سے سیاہ تختے پر لکھ کر جوزف اپنی بات ثابت کر سکتا ہے کہ خط میں لکھی گئی تحریر جناتی ہے یا انسانی“...... عمران

نے سنجیدگی سے کہا۔

''لیکن کیسے باس۔ میں بھی اس تختے اور لکڑیوں کو دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''افریقہ کے مارگی قبیلے پر مارگی دیوی حکمرانی کرتی تھی اس کا تعلق قوم جنات سے تھا وہ کبھی قبیلے والوں کے سامنے نہیں آتی تھی۔ وہ اپنے احکامات قبیلے والوں کو خشک پتوں اور درخت کی چھالوں پر لکھ کر دیتی تھی۔ جسے قبیلے کا سردار پڑھ کر قبیلے والوں کو سناتا تھا۔ اس قبیلے کے کچھ شر پسند وحشی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے تھے کہ جو تحریر انہیں بھیجی گئی ہے وہ جن زادی مارگی دیوی کی ہے اس لئے وہ مارگی دیوی کی باتوں کو رد کر دیتے تھے۔ مارگی دیوی کو جب اس بات کا علم ہوا کہ قبیلے کے کچھ وحشی اس کی تحریر پر یقین نہیں کرتے تو اس نے قبیلے کے سردار کو ان وحشیوں کو یقین دلانے کا ایک طریقہ بتایا کہ وہ سیاہ تختے پر سیاہ اور نوکیلی لکڑیوں سے درختوں کے پتوں اور چھالوں پر لکھی گئی اس کی تحریر کی نقل کرے۔ سردار نے جب مارگی دیوی کی تحریر کی سیاہ لکڑیوں کی نوک سے سیاہ تختے پر نقل کرنا شروع کی تو سیاہ تختہ یکلخت سفید ہو گیا۔ تختے پر صرف وہی الفاظ سیاہ رنگت کے موجود رہ گئے تھے جو سردار نے سیاہ لکڑی سے تحریر کئے تھے۔ یہ پراسس بالکل ایسا ہی تھا جیسا آج کے زمانے میں کتب کی پرنٹنگ کے لئے تحریر کو کسی لیمینیڈ پلیٹ پر اتارا جاتا ہے۔ روشنی دینے سے پلیٹ پر صرف سیاہ الفاظ

ابھرتے ہیں باقی پلیٹ پر لگا سارا کیمیکل صاف ہو جاتا ہے اور پھر اس پلیٹ کو پریس مشین میں لگا کر کتب کی پرنٹنگ لی جاتی ہے''۔ عمران نے کہا تو جوزف بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں مارگی دیوی کے مافوق طریقے سے اس خط کی نقل اس تختے پر تحریر کروں۔ اگر یہ خط جناتی دنیا کے کسی جن کا لکھا ہوا ہو گا تو تختہ سفید ہو جائے گا اور اس پر صرف تحریر کے سیاہ الفاظ باقی رہ جائیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ تختے پر تحریر کرتے ہوئے تمہیں ایک ایک لفظ کو زبان سے بھی ادا کرنا ہو گا۔ جب تک تم تختے پر خط کی ساری تحریر نقل نہیں کرو گے اس وقت تک تختے پر کوئی تحریر نظر نہیں آئے گی لیکن جیسے ہی تحریر مکمل ہو گی اسی لمحے تختے کی سیاہی غائب ہو جائے گی اور تختہ سفید ہو جائے گا۔ اس پر صرف وہی تحریر باقی رہے گی جس کی تم نے نقل کی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ طریقہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن اس کے لئے تو مقدس تختے اور مقدس قلموں کی ضرورت ہوتی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''میں نے تمہارے لئے یہ مقدس تختہ اور مقدس قلمیں بنا دی ہیں۔ سفید اور بے داغ لکڑیوں سے بنا ہوا یہ تختہ اور قلمیں میں خود کاٹ کر لایا ہوں اور ان کا حجم اور سائز بھی اتنا ہی ہے جتنا مارگی دیوی کے پیغام کی حقیقت دکھانے کے لئے قبیلے کا سردار استعمال

کرتا تھا۔ تختہ چیڑ کے درخت کا ہے جبکہ قلمیں انار کے درخت کی بنی ہوئی ہیں۔ تختے اور چھڑیوں کو سیاہ کرنے کے لئے میں نے کیلے کے درخت کے خشک پتوں کو جلا کر ان کی راکھ بنائی تھی اور پھر میں نے راکھ میں لیموں کا عرق ملا کر اس کا لیپ بنایا تھا جسے میں نے تختے اور لکڑیوں کو سیاہ کرنے کے لئے استعمال کیا تھا''...... عمران نے کہا تو جوزف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے عمران انسان نہیں بلکہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔

''تت تت۔ تمہیں مارگی دیوی کا یہ خفیہ اور مقدس راز کیسے معلوم ہوا ہے باس۔ اس راز سے تو میں بھی واقف نہیں تھا۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ فادر جوشوا کو بھی بعض تحریری پیغام جنات کی دنیا سے ملتے تھے اور وہ ان پیغامات کی حقیقت جاننے کے لئے مقدس سیاہ تختے اور مقدس سیاہ لکڑیوں کی نوکیلی قلموں کا استعمال کرتے تھے لیکن انہوں نے مجھے یہ کبھی نہیں بتایا تھا کہ مقدس سیاہ تختہ اور مقدس قلمیں بنانے کے لئے وہ کون سی چیزیں استعمال کرتے تھے اور تم یہ سب کچھ جانتے ہو۔ یہ جان کر مجھے واقعی بے حد حیرت ہو رہی ہے اور مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے فادر جوشوا کی روح تمہارے جسم میں حلول کر گئی ہو''...... جوزف نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''فادر جوشوا کی روح مجھ میں نہیں سمائی ہے۔ میرا چونکہ بار بار

ماورائی دنیا سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اس لئے میں نے فارغ اوقات میں قدیم دور کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ کچھ روز قبل میں اتفاق سے مارگی دیوی پر لکھی گئی ایک قدیم کتاب پڑھ رہا تھا۔ یہ ترکیب مجھے اسی کتاب سے ملی تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر بھی باس۔ ماورائی دنیا کے بارے میں جو معلومات تمہارے پاس ہیں اس کے مقابلے میں، میں کچھ بھی نہیں جانتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''اچھا چھوڑو اور اب آگے آؤ۔ سیاہ لکڑیوں کی قلموں اور تختے کا سیاہ رنگ خشک ہونے سے پہلے پہلے تمہیں اس پر خط کی تحریر لکھنی ہے اگر تختے یا قلموں کا رنگ خشک ہو گیا تو مجھے انہیں بنانے کے لئے پھر سے محنت کرنی پڑے گی''...... عمران نے کہا تو جوزف آگے بڑھ آیا۔ عمران نے دونوں لکڑیوں کی قلمیں اسے تھما دیں۔

''تختے پر تحریر کے لئے تمہیں دونوں قلمیں ایک ساتھ استعمال کرنی ہیں۔ تم دونوں ہاتھوں سے خط کے الفاظ تختے پر تحریر کرو گے''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جوانا خط لے کر تختے کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اس نے خط جوزف کے سامنے کر دیا تھا۔ جوزف خط کی تحریر کو بلند آواز میں پڑھتے ہوئے سیاہ قلموں سے ایک ساتھ تختے پر لکھنا شروع ہو گیا۔ گو کہ دونوں ہاتھوں سے لکھنا بے حد مشکل تھا لیکن وہ جوزف ہی کیا جو کسی بھی

مشکل سے گھبرا جائے۔ شروع شروع میں اسے دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ لکھنے میں مسئلہ ہوا تھا لیکن جیسے جیسے اس کا ہاتھ چلنا شروع ہوا وہ رکے بغیر لکھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ خط کی پوری تحریر تختے پر اتار چکا تھا۔ چونکہ لکڑیوں کی قلموں اور تختے کی سیاہی ابھی گیلی تھی اس لئے تختے پر حروف ابھرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''گڈ شو۔ اب تختے سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ چند لمحے اس پر دھوپ پڑنے دو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا تختے سے پیچھے ہٹ گئے۔ ان تینوں کی نظریں تختے پر جمی ہوئی تھیں۔ تختے کا رنگ دھوپ میں چمک رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اچانک تختہ سفید ہونا شروع ہو گیا جیسے دھوپ سے تختے کا سیاہ رنگ اُڑتا جا رہا ہو اور پھر یہ دیکھ کر نہ صرف جوانا اور جوزف بلکہ عمران کی آنکھیں بھی پھیلتی چلی گئیں کہ تختہ تو سفید ہو رہا تھا لیکن جوزف نے قلموں سے تختے پر جو تحریر کیا تھا وہ تختے پر مزید ابھر کر سامنے آنا شروع ہو گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں تختہ مکمل طور پر سفید ہو گیا۔ اس پر صرف جوزف کی لکھی ہوئی تحریر ہی دکھائی دے رہی تھی جو سیاہ رنگ کی تھی۔

''اوہ مائی گاڈ۔ تختے پر صرف سیاہ حروف ہی باقی رہ گئے ہیں باقی سارا تختہ سفید ہو گیا ہے''...... جوانا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب تمہیں یقین ہو جانا چاہئے کہ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ یہ لکھائی انسانی ہاتھ کی نہیں ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اس کا تو مجھے بھی یقین ہو گیا ہے کہ یہ خط مجھے جناتی دنیا کے کسی جن نے لکھا ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ پیغام دینے کے لئے جن نے مجھے تحریر لکھ کر کیوں دی ہے۔ اس نے میرا اور میری والدہ کا نام لیا تھا تو وہ میرے سامنے بھی آ سکتا تھا یا پھر زبان سے سے ہی یہ سب کچھ بتا سکتا تھا۔ پھر اس نے ایسا کیوں نہیں کیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہاں آپ اکیلے نہیں تھے باس۔ آپ نے بتایا ہے کہ وہاں آپ کے ساتھ بے شمار لوگ بھی موجود تھے۔ زیادہ انسانوں کی موجودگی میں جنات کبھی ظاہر نہیں ہوتے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن میں ان سب افراد سے کافی فاصلے پر تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اس جن کو اتنی اجازت نہ ہو کہ وہ آپ کے سامنے آئے اور آپ سے بات کر سکے''...... جوزف نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ خط کسی اور جن نے لکھا تھا اور پہنچایا کسی اور جن نے''...... جوانا نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”لیکن یہ بھی تو سوچنے کی بات ہے کہ کیا اس جن کو پتہ تھا کہ میں سردار نور آباد آنے والا ہوں اور وہاں آ کر میں اس قبرستان اور پھر خاص طور پر برگد کے درخت کے پاس ضرور جاؤں گا“۔ عمران نے کہا۔

”نو باس۔ میرا خیال کچھ مختلف ہے“...... جوزف نے کہا۔

”تمہیں اپنا خیال پیش کرنے کی مکمل اجازت ہے کالے دیو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں جوزف کے ساتھ ساتھ جوانا بھی مسکرا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ جنات کو یہ خط آپ تک پہنچانا مقصود تھا اور جب جناتی دنیا سے ابوشوہول نے آپ کو خط بھیجا تو آپ سردار نور آباد میں موجود تھے۔ خط چونکہ آپ کو پہنچانا مقصود تھا اس لئے پیغام دینے والا جن آپ کو وہاں ملا تھا ورنہ جہاں بھی آپ موجود ہوتے وہ جن خط آپ کو وہیں دیتا“...... جوزف نے کہا۔

”چلو۔ یہ سب باتیں تو ہو گئیں۔ اب یہ بتاؤ کہ اس خط کا ہم کریں گے کیا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے جناتی دنیا میں جانا چاہئے“...... عمران نے کہا۔

”خط میں جو صورتحال لکھی گئی ہے۔ اسے مدِ نظر رکھ کر تو آپ کے لئے جناتی دنیا میں جانا بے حد ضروری ہے۔ آپ کو خط لکھنے والا آپ کا اور خاص طور پر مسلمانوں کا مخلص ہے“...... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تو ہے لیکن اب میں جناتی دنیا میں جاؤں کیسے۔ خط میں جس ویڈیو کلپ کا اشارہ دیا گیا تھا وہ کلپ تو مجھے مل ہی نہیں رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اس سلسلے میں آپ کی میں کوئی مدد نہیں کر سکتا باس۔ یہ جناتی معاملہ ہے۔ اگر یہ خبیث بدروحوں اور شیطانی ذریتوں کا کوئی معاملہ ہوتا تو میں قدم قدم پر آپ کا ساتھ دے سکتا تھا لیکن جناتی دنیا سے چونکہ میرا کوئی واسطہ نہیں ہے اس لئے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا“...... جوزف نے کہا۔

”جانتا ہوں۔ لگتا ہے مجھے اس سلسلے میں شاہ صاحب سے ہی جا کر بات کرنی پڑے گی۔ یہ معاملہ مجھے حد سے زیادہ خطرناک اور حساس معلوم ہو رہا ہے“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ ابوشوہول کی یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ اس دنیا کا کوئی شیطان صفت انسان جنات کو اپنے قابو میں کر کے ان کے ذریعے ایٹمی دھماکے کرا دے گا جس سے وہ اسلامی ممالک فوری طور پر تباہی کی لپیٹ میں آ جائیں گے جن کے پاس ایٹمی پاور موجود ہے“...... جوزف نے کہا۔

”اسی لئے تو میں اس خط کو اہمیت دے رہا ہوں ورنہ شاید میں اس معاملے پر زیادہ توجہ نہ دیتا“...... عمران نے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر نمبر پریس کرنے لگا۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ میں شاہ صاحب کا چھوٹا بیٹا عبدالقدوس بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری جانب سے شاہ صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے کی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم والسلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں دارالحکومت سے علی عمران بات کر رہا ہوں"...... عمران نے بھی جواباً سلام کا مکمل جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ فرمائیں جناب۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"......عبدالقدوس نے بڑے مؤدب لہجے میں کہا۔

"بیٹا میں شاہ صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کہاں ہیں وہ۔ کیا تم میری ان سے بات کرا سکتے ہو"......عمران نے کہا۔

"لیکن والد صاحب تو ان دنوں عمرہ کا سعادت حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں"......عبدالقدوس نے کہا۔

"اوہ۔ کب لوٹیں گے وہ"......عمران نے چونک کر کہا۔

"انہیں گئے ابھی تین دن ہی ہوئے ہیں جناب۔ واپسی کا ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا"......عبدالقدوس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب وہ آئیں گے تو میں خود ہی ان سے رابطہ کر لوں گا"......عمران نے کہا اور پھر اس نے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"شاہ صاحب تو عمرہ کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ان کی جلد واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے"......عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے

کہا۔

"تب پھر آپ کسی ایسے آدمی کو ڈھونڈیں باس جو شاہ صاحب کے پائے کا ہو اور وہ آپ کو اس مشکل کا حل بتا سکے"...... جوزف نے کہا۔

"شاہ صاحب کے پائے کا آدمی مجھے کہاں ملے گا"......عمران نے سوچتے ہوئے کہا پھر اچانک اسے گورے بابا کا خیال آیا۔ یہ گورے بابا وہی تھے جو اسے گورے گاؤں میں ملے تھے اور انہوں نے کٹانگا دیوی کے سلسلے میں عمران کی رہنمائی کی تھی۔ **اس کے لئے ظہیر احمد کے حیرت انگیز اور انوکھے واقعات پر مشتمل ناول، سیاہ چہرہ اور موت کا سایہ ضرور پڑھیئے۔**

"میرا خیال ہے گورے بابا اس سلسلے میں میرے کچھ کام آ سکتے ہیں مجھے جا کر ان سے ملنا چاہئے"......عمران نے کہا۔

"یہ وہی گورے بابا ہیں نا جنہوں نے آپ کی کٹانگا دیوی کے سلسلے میں معاونت کی تھی"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ وہ بھی بے حد ذہین، انتہائی نیک اور شاہ صاحب کے پائے کے بزرگ ہیں۔ وہ یقیناً مجھے اس سلسلے میں کوئی صحیح مشورہ دے دیں گے"......عمران نے کہا۔

"تو کیا آپ ان سے ملنے گورے گاؤں جائیں گے"۔ جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ شاہ صاحب کی طرح میں ان سے بھی فون پر بات

کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر میری ان سے فون پر بات ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر مجھے گورے گاؤں جا کر ہی ان سے ملاقات کرنی ہو گی“...... عمران نے کہا اور پھر وہ سیل فون پر گورے گاؤں کے ایک دیہاتی لڑکے کو کال کرنے لگا جو عموماً قبرستان جا کر گورے بابا کو کھانا پہنچاتا تھا۔ عمران نے گورے بابا سے اس لڑکے کا نمبر لیا تھا۔

”السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ میں احمد دین بات کر رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی ایک دیہاتی کی آواز سنائی دی۔

”احمد دین میں دارالحکومت سے علی عمران بول رہا ہوں“۔ عمران نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران صاحب آپ۔ کیسے ہیں آپ۔ کافی دنوں بعد آپ نے فون کیا ہے۔ گورے بابا اکثر آپ کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں کہ آپ کی کال آئی ہے یا نہیں“...... احمد دین نے عمران کی آواز سن کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس مصروفیت کے باعث میں کال نہیں کر سکا تھا۔ تم کیسے ہو اور گورے بابا کیسے ہیں“...... عمران نے کہا۔ اسے واقعی افسوس ہو رہا تھا کہ جب سے کٹا نگا دیوی کا کیس ختم ہوا تھا اس نے ایک بار بھی گورے بابا سے ملنے یا ان سے فون پر بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

”اللہ تعالیٰ کا مجھ پر لاکھ لاکھ احسان ہے عمران صاحب اور

گورے بابا بھی انشاء اللہ ٹھیک ہی ہوں گے“...... احمد دین نے کہا اور اس کے ٹھیک ہی ہوں گے سن کر عمران چونک پڑا۔

”ٹھیک ہی ہوں گے۔ کیا مطلب۔ کیا وہ یہاں نہیں ہیں“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ کچھ روز قبل دوسرے گاؤں میں موجود ان کے عزیز کا انتقال ہو گیا تھا وہ اس کی تدفین کے لئے اس گاؤں میں گئے تھے۔ آج انہیں چار روز ہو گئے ہیں۔ ابھی تک تو وہ لوٹ کر نہیں آئے ہیں۔ جب وہ واپس آئیں گے تو میں انہیں آپ کے بارے میں بتا دوں گا“...... احمد دین نے کہا۔

”کیا جاتے ہوئے گورے بابا نے میرے لئے کوئی پیغام چھوڑا ہے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہوں نے اتنا ہی کہا تھا کہ اگر آپ کا فون آئے تو ان کا میں آپ کو سلام کہہ دوں“...... احمد دین نے کہا۔

”کیا تم بتا سکتے ہو کہ گورے بابا کس گاؤں میں گئے ہوئے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ انہیں چونکہ وہاں جانے کی جلدی تھی اس لئے میں ان سے نہیں پوچھ سکا تھا کہ وہ کس گاؤں میں جا رہے ہیں اور جلدی کی ہی وجہ سے انہوں نے خود بھی مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ انہوں نے یہ ضرور کہا تھا کہ وہ جلد ہی لوٹ آئیں گے“...... احمد دین نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جب وہ لوٹ کر آئیں تو میرا بھی انہیں سلام کہہ دینا اور مجھے فون کر کے ان کی آمد کے بارے میں بتا دینا تاکہ میں ان سے بالمشافہ ملنے گورے گاؤں آ سکوں''...... عمران نے کہا۔

''ضرور بتا دوں گا عمران صاحب۔ میرے لائق کوئی اور خدمت ہو تو بتائیں''...... احمد دین نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں شکریہ۔ اپنا خیال رکھنا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

''گورے بابا بھی اپنے گاؤں میں موجود نہیں ہیں۔ اب کیا کیا جائے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یہ پہلا موقع ہے باس کہ اس معاملے میں آپ دلچسپی لیتے نظر آ رہے ہیں ورنہ ہمیشہ آپ ایسے معاملوں سے جان چھڑانے اور بچنے کی ہی کوشش کرتے تھے''...... جوزف نے کہا۔

''معاملہ بے حد پراسرار اور پیچیدہ ہے جوزف۔ خط میں پوری دنیا کے ان اسلامی ممالک کے بارے میں کہا گیا کہ جو ایٹم بم بنا چکے ہیں یا بنانے جا رہے ہیں۔ اگر شیطانی عمل یا جنات کی مدد سے ایٹم بموں کو تباہ کر دیا جائے تو دنیا سے اس ملک کا نام ونشان بھی غائب ہو جائے گا جس میں پاکیشیا کا نام بھی آتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''خط میں صرف اس دنیا کے شیطان صفت انسان کا لکھا ہے کہ اس نے جناتی دنیا کے چند جنات کو مسلم ممالک کے خلاف استعمال

کرنے کے لئے قابو میں کیا ہے۔ خط میں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ شیطان صفت انسان کون ہے اور اس کا تعلق کس ملک یا کس مذہب سے ہے''...... جوزف نے بھی ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اگر مجھے اس شیطان صفت انسان کا پتہ چل جاتا تو میں فوراً اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے نکل جاتا اور وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں کیوں نہ ہوتا میں اسے تلاش کر کے اس کے انجام تک ضرور پہنچاتا''...... عمران نے کہا۔

''اگر تم کہو تو میں فادر جوشوا سے رابطہ کروں۔ ہوسکتا ہے وہ اس خط کی حقیقت سے کچھ پردہ اٹھا سکے''...... جوزف نے کہا۔

''ظاہر ہے اب اس کے سوا اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے۔ تم کوشش کر دیکھو اگر بات بن جائے تو ٹھیک ہے ورنہ شاہ صاحب یا گورے بابا کی واپسی کا ہی انتظار کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں فادر جوشوا کی روح سے ملنے اور اس سے بات کرنے کی تیاری کرتا ہوں۔ جیسے ہی اس سے میری بات ہو گی میں آپ کو اس سے آگاہ کر دوں گا''...... جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اور جوانا تم بھی کوشش کرو کہ کسی طرح سے وہ ویڈیو کلپ مل جائے۔ ہوسکتا ہے کہ تم نے یا جوزف نے غلطی سے اس کا نام بدل کر کسی دوسرے فولڈر میں ٹرانسفر کر دیا ہو اور کوشش کرنے سے وہ مل ہی جائے''...... عمران نے کہا۔

”کمپیوٹر میں ہزاروں فولڈرز ہیں۔ آپ اگر مجھے کلپ کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات دے دیں تو میں ایک ایک کر کے تمام کلپس دیکھ لوں گا اور اگر آپ کا مطلوبہ ویڈیو کلپ مل گیا تو میں اسے نکال کر ڈیسک ٹاپ پر سیو کر لوں گا“...... جوانا نے کہا۔

”اس کلپ کا تھوڑا سا حصہ میں نے چلا کر دیکھا تھا۔ ویڈیو کلپ کا آغاز ایک پرانے کھنڈر سے ہوتا ہے جس سے اچانک چمگادڑوں کے غول نکلتے ہیں اور پھر کھنڈرات کے پیچھے ایک عورت کا چہرہ نمودار ہوتا ہے۔ چہرہ سفید ہے اور اس عورت کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ عورت کی باچھوں سے خون کی لکیریں نکلتی دکھائی دیتی ہیں اور اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”بس میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ میں تمام ویڈیو کلپس چلا چلا کر دیکھتا رہوں گا۔ جیسے ہی مجھے مطلوبہ ویڈیو کلپ ملے گا میں آپ کو کال کر کے بتا دوں گا“...... جوانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر وہ کچھ دیر ان دونوں سے باتیں کرتا رہا اور پھر وہ رانا ہاؤس سے نکلتا چلا گیا۔

ڈاکٹر کرس غار کی چٹان پر بیٹھا آنکھیں بند کئے کچھ پڑھنے میں مصروف تھا کہ اسے کسی کے تیز تیز سانسیں لینے کی آوازیں سنائی دیں۔ سانسوں کی آوازیں اتنی تیز تھیں جیسے کوئی ناگن زور زور سے پھنکار رہی ہو۔ یہ آواز سنتے ہی ڈاکٹر کرس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

”شمشانہ“...... ڈاکٹر کرس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ آقا۔ میں شمشانہ ہوں۔ مجھے اپنے سامنے آنے اجازت دو“...... اچانک ایک پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اجازت ہے۔ آ جاؤ سامنے“...... ڈاکٹر کرس نے کہا تو اس لمحے زمین سے دھواں سا اٹھا اور ڈاکٹر کرس کے سامنے ایک جگہ جمع ہوتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس دھوئیں نے مجسم ہو کر ایک عورت کا روپ دھار لیا۔ اس عورت نے سیاہ رنگ کا لبادے نما لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سفید بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کا رنگ سفید تھا

اور اس کی آنکھیں خون میں رنگی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ عورت کی باچھوں سے خون کی پتلی پتلی لکیریں سی نکلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں اور اس کی گردن دائیں طرف مڑی ہوئی تھی جیسے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو۔ شکل وصورت سے وہ انتہائی بھیانک بدروح دکھائی دے رہی تھی۔

''میں نے تمہیں جناتی دنیا کے سردار جن ابوشوہول پر نظر رکھنے کے لئے کہا تھا اور تمہیں حکم دیا تھا کہ تم ابوشوہول کی مجھے کوئی کمزوری معلوم کر کے بتاؤ۔ کیا پتہ چل گیا ہے تمہیں اس کی کسی کمزوری کا''...... ڈاکٹر کرس نے شمشانہ کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں آقا۔ مجھے ابھی ابوشوہول کے کسی کمزور پہلو کا علم نہیں ہوا ہے جس کا فائدہ اٹھا کر آپ اسے اپنے قابو میں کر سکیں۔ جیسے ہی مجھے اس کی کسی کمزوری کا پتہ چلے گا میں آ کر فوراً آپ کو بتا دوں گی''...... شمشانہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تمہیں ابوشوہول کی کسی کمزوری کا علم نہیں ہوا ہے تو پھر تم یہاں کیوں آئی ہو''...... ڈاکٹر کرس نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو یہ بتانے کے لئے آئی ہوں آقا کہ ابوشوہول نے آدم زاد دنیا کے ایک آدم زاد کے لئے ایک خط تحریر کیا تھا اور وہ خط اس آدم زاد کو پہنچا دیا گیا ہے جس کے لئے وہ خط لکھا گیا

تھا''...... شمشانہ نے کہا تو ڈاکٹر کرس بے اختیار چونک پڑا۔

''خط۔ ابوشوہول نے آدم زاد کے لئے خط لکھا تھا۔ کیا مطلب۔ کیا تھا اس خط میں اور ابوشوہول نے وہ خط کسی آدم زاد کے لئے کیوں لکھا تھا''...... ڈاکٹر کرس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جس وقت ابوشوہول خط لکھ رہا تھا اس وقت میں غیبی حالت میں اس کے پاس ہی کھڑی تھی آقا۔ وہ کسی آدم زاد کو آدم زادوں کی ہی تحریر میں خط لکھ رہا تھا جس میں وہ آپ کے بارے میں اور ان جنات کے بارے میں لکھ رہا تھا جنہیں آپ نے جناتی دنیا سے قابو کیا ہے''...... شمشانہ نے کہا تو ڈاکٹر کرس بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ لیکن یہ سب ابوشوہول کسی آدم زاد کو کیوں بتا رہا تھا کہ میں نے اس کی دنیا کے جنات کو قابو کیا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

''ابوشوہول نے خط میں آپ کا اصل نام نہیں لکھا تھا آقا۔ اس نے آپ کو ایک شیطان صفت انسان کا نام دیا ہے اور اس نے خط لکھ کر اس آدم زاد کو ایک خاص پیغام دیا ہے''...... شمشانہ نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر کرس کو بتانا شروع کر دیا کہ ابوشوہول نے خط میں آدم زاد کے لئے کیا لکھا تھا۔

''ہونہہ۔ تو ابوشوہول کو معلوم ہے کہ میں نے اس کے قبیلے کے

جنات کو کس مقصد کے لئے اپنے قابو کیا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں آقا''...... شمشانہ نے کہا۔

''کیا تم اس آدم زاد کا نام بتا سکتی ہو جس کے لئے ابوشوہول نے خط لکھا تھا۔ کون ہے وہ آدم زاد اور وہ کہاں رہتا ہے''۔ ڈاکٹر کرس نے پوچھا۔

''شیطانی ذریت ہونے کی وجہ سے میں اپنے منہ سے اس آدم زاد کا نام نہیں لے سکتی ہوں آقا لیکن میں آپ کو یہ ضرور بتا سکتی ہوں کہ اس کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ وہ انتہائی ذہین، تیز طرار اور انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے جو اپنے ملک کے مفاد کے لئے لڑتا ہے۔ غیر ملکی ایجنسیوں اور ایجنٹوں کے خلاف کام کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ماورائی دنیا کے خلاف بھی کام کرتا رہتا ہے اور اب تک وہ کئی ماورائی طاقتوں کو ختم کر چکا ہے''...... شمشانہ نے کہا۔

''ایک آدم زاد ایجنٹ جو ایجنسیوں اور ایجنٹوں سے ٹکرانے کے ساتھ ساتھ ماورائی دنیا کے خلاف بھی کام کرتا ہے۔ کیا مطلب۔ ایسا کون سا انسان ہے جو ماورائی دنیا کے خلاف لڑتا ہے اور جس نے کئی ماورائی طاقتوں کو ختم کیا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کو بتا دیا ہے آقا کہ شیطانی ذریت ہونے کی

وجہ سے میں اپنے منہ سے اس انسان کا نام آپ کو نہیں بتا سکتی۔ اگر اس کے بارے میں آپ کو معلومات چاہئیں تو آپ شیاؤ کو بلا لیں وہ آپ کو اس انسان کا نام بھی بتا دے گا اور اس کے بارے میں باقی معلومات بھی فراہم کر دے گا کہ وہ کس پائے کا انسان ہے اور اس نے ماورائی دنیا اور شیطانی ذریات کے خلاف کیا کیا، کیا ہے اور انہیں کتنا نقصان پہنچایا ہے''...... شمشانہ نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں شیاؤ سے یہ سب پوچھ لوں گا تم مجھے یہ بتاؤ کہ ابوشوہول نے خط کس طرح سے اس انسان تک پہنچایا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے پوچھا۔

''ابوشوہول نے خط لکھ کر قبیلے کے ایک جن قنطام کے ذریعے وہ خط اس خاص انسان کو بھیجا تھا۔ وہ انسان اپنے کسی عزیز کی تدفین کے لئے گیا ہوا تھا۔ قنطام جن اس کے پیچھے اسی قبرستان میں پہنچ گیا جہاں وہ خاص انسان موجود تھا۔ قنطام کو اس بات کا انتظار تھا کہ وہ خاص انسان قبرستان میں موجود دوسرے انسانوں سے الگ ہو تو وہ جا کر اسے خط دے دے۔ پھر ایسا ہی ہوا، خاص انسان قبرستان کے قریب ایک جنگل کے پاس آ گیا تو قنطام جن نے اس کا اور اس کی ماں کا نام لیا جس پر اس خاص انسان نے ہاں کہا تو قنطام جن نے اس سے بغیر مزید کچھ کہے خط اس کے قدموں میں پھینک دیا تھا''...... شمشانہ نے کہا۔

''کیا قنطام جن اس خاص انسان کے سامنے نمودار ہوا تھا''۔

ڈاکٹر کرس نے پوچھا۔

''نہیں۔ قنطام جن نے غیبی حالت میں اس خاص انسان اور اس کی والدہ کا نام لیا تھا اور پھر اس نے اسی حالت میں خط خاص انسان کے قدموں کے پاس پھینک دیا تھا اور پھر وہ واپس جناتی دنیا میں چلا گیا تھا''...... شمشمانہ نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور جناتی دنیا میں جا کر ابوشوہول جن پر نظر رکھو اور جلد سے جلد اس کی کوئی ایسی کمزوری ڈھونڈ کر مجھے بتاؤ کہ وہ آسانی سے میرے قابو میں آجائے۔ میں شیاؤ کو بلا کر اس خاص انسان کے بارے میں معلوم کرتا ہوں''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''جو حکم آقا''...... شمشانہ نے کہا اور وہ ایک بار پھر دھویں میں تبدیل ہوئی اور دھواں وہاں سے تحلیل ہوتا چلا گیا۔

''حیرت ہے۔ خط لکھ کر ابوشوہول ایک انسان سے کیا مدد لینا چاہتا ہے اور کیا وہ آدم زاد ایسا ہے جو مجھ سے اور میرے قابو میں کئے ہوئے جنات سے ان ممالک کو بچا سکے جن کی میں نے تباہی کا پروگرام بنایا ہے''...... شمشانہ کے جانے کے بعد ڈاکٹر کرس نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سائیڈ میں رکھا ہوا سانپ جیسا عصاء اٹھایا اور اس کا رخ دائیں دیوار کی طرف کر دیا۔

''شیاؤ۔ میرے پاس آؤ۔ مجھے تم سے ضروری باتیں کرنی

ہیں''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔ اسی لمحے عصاء کے سرے پر بنی سانپ کی آنکھوں میں تیز چمک پیدا ہوئی پھر اچانک تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ سائیڈ کی دیوار ہٹتی چلی گئی اور دوسری طرف ایک خلاء دکھائی دینے لگا جہاں تاریکی تھی۔ چند لمحوں کے بعد اچانک اس تاریکی سے ایک دبلا پتلا سیاہ فام نکل کر باہر آ گیا۔ اس سیاہ فام انسان کا سر گنجا تھا اور اس نے سیاہ رنگ کا لمبا سا لبادہ پہن رکھا تھا۔ سیاہ فام اس قدر دبلا پتلا تھا کہ اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے بانس پر سیاہ لباس ٹنگا ہوا ہو۔ اس کا چہرے کا گوشت اور آنکھیں بھی اندر کی طرف دھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''شیاؤ حاضر ہے آقا''...... سیاہ فام نے خلاء سے نکل کر ڈاکٹر کرس کے سامنے آ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز بے حد بھاری اور گونجدار تھی جیسے بادل گرج رہے ہوں۔

''شیاؤ۔ تمہیں اس بات کا علم ہو گا کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے سیاہ فام کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''ہاں آقا۔ مجھے پتہ ہے۔ آپ مجھ سے اس انسان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں جسے جناتی دنیا کے سردار جن ابوشوہول نے خط لکھ کر مدد کے لئے جناتی دنیا میں بلایا ہے''...... شیاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بتاؤ۔ کون ہے اور انسان اور اس میں ایسی کون سی

خوبیاں ہیں جو ابو شوہول جیسے طاقتور جن نے اسے اپنی مدد کے لئے جناتی دنیا میں آنے کے لئے کہا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''اس کا نام علی عمران ہے آقا''...... شیاؤ نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر کرس کو عمران کے بارے میں تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ وہ کس قبیل کا انسان ہے اور اس نے اب تک کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ شیاؤ نے ڈاکٹر کرس کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کس طرح ماورائی دنیا کے خلاف کام کیا تھا اور ان معاملات میں انہیں کون کون سی کامیابیاں ملی تھیں۔ شیاؤ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین باتیں سن کر ڈاکٹر کرس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں اور وہ شیاؤ کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے شیاؤ کی کسی بھی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

''تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز ایک انسان اس قدر مافوق الفطرت کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے آج تک کسی بھی معاملے میں شکست کا سامنا ہی نہیں کرنا پڑا ہے۔ اس کے مقابلے پر دنیا بھر کے ایجنٹ ہی نہیں بلکہ ماورائی طاقتیں بھی شکست کھا جاتی ہیں اور تم بتا رہے ہو کہ علی عمران اور اس کے ساتھیوں نے ماورائی دنیا کو انتہائی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ سب سچ کیسے ہو سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''شیاؤ کبھی جھوٹ نہیں بولتا آقا۔ شیاؤ کا بتایا ہوا ایک ایک لفظ

سچ ہوتا ہے۔ علی عمران انتہائی نیک اور باکردار انسان ہے جس نے اپنی زندگی ملک و قوم اور خاص طور پر اپنے مذہب کی سر بلندی کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اس کا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جو انتہائی نیک اور شریف ہے اور ان سے کسی کو آج تک معمولی سی بھی تکلیف نہیں پہنچی ہے۔ خاص طور پر علی عمران کی بوڑھی ماں جو ایک نیک خاتون ہے اپنے بیٹے کے لئے ہر وقت دعائیں کرتی رہتی ہے۔ ان کا پیر و مرشد جو انتہائی اعلیٰ اوصاف کا مالک ہے۔ اس کا تعلق روشنی کی دنیا سے ہے وہ بھی علی عمران کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہے اور روشنی کی دنیا کے بے شمار نمائندوں نے بھی عمران کے سر پر اپنا دست رکھا ہے اس لئے عمران اپنے ملک و قوم اور اپنے مذہب کی سر بلندی کے لئے اپنے ہر مشن میں کامیاب رہتا ہے''...... شیاؤ نے کہا۔

''پھر بھی ایک انسان میں اتنی خوبیاں کیسے ہو سکتی ہیں کہ وہ ایجنسیوں کے طاقتور ایجنٹوں کا بھی مقابلہ کر سکتا ہو اور ماورائی دنیا کے شیطانوں سے بھی ٹکرا سکتا ہو''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''علی عمران ایسا ہی ہے آقا۔ میں اس کے بارے میں آپ کو سب کچھ بتا چکا ہوں۔ اس کے کارناموں کی فہرست بہت لمبی ہے اگر میں نے آپ کو اس کے کارناموں کی تفصیل بتانی شروع کر دی تو مجھے اس میں بہت زیادہ وقت لگ جائے گا''...... شیاؤ نے کہا۔

''حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آ

رہا ہے کہ علی عمران میں اس قدر حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین خوبیاں ہوسکتی ہیں کہ وہ مجھ جیسے طاقتور وچ ڈاکٹر اور ماورائی طاقتوں کا بھی مقابلہ کرسکتا ہو اور اس کے پاس ماورائی دنیا کے بارے میں تمام معلومات بھی ہوں''...... ڈاکٹر کرس نے اسی انداز میں کہا۔

''جو سچ تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے آقا''...... شیاؤ نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ یہ علی عمران کیا واقعی ہمارے لئے بھی خطرے کا باعث بن سکتا ہے اور کیا اس شخص میں ایسی خصوصیات ہیں کہ وہ ان جنات کے خلاف کام کر سکے جنہیں میں نے قابو کیا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''ہاں آقا۔ اس معاملے میں اگر روحانی دنیا کے انسانوں نے اس کا ساتھ دیا تو وہ بہت کچھ کرسکتا ہے۔ وہ ان تمام جنات کو روک دے گا جن کے ذریعے آپ مسلم ممالک کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ جنات کو روکنے اور انہیں فنا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ آپ کے خلاف بھی کام کرسکتا ہے اور اگر اس نے آپ کے خلاف کام کرنے کے لئے ایک قدم بھی اٹھایا تو وہ قدم آپ کے لئے موت کا قدم بن جائے گا اس سے بچنا آپ کے لئے بھی ناممکن ہو جائے گا پھر نہ آپ کی پراسرار طاقتیں آپ کو علی عمران سے بچا سکیں گی اور نہ ہی کوئی جن آپ کو علی عمران سے محفوظ رکھ سکے

گا''...... شیاؤ نے کہا تو ڈاکٹر کرس کے چہرے پر غصے سے تناؤ آ گیا۔

''ہونہہ۔ عمران اور میری طاقتوں کا مقابلہ کرے گا۔ میں اسے مچھر کی طرح انگلیوں میں مسل دوں گا''...... ڈاکٹر کرس نے غرا کر کہا۔

''اگر آپ کہیں تو میں آپ کو علی عمران کو ان تمام کاموں سے روکنے کے لئے ایک مشورہ دوں''...... شیاؤ نے کہا۔

''ہاں۔ بولو۔ کیا مشورہ دینا چاہتے ہو تم''...... ڈاکٹر کرس نے پوچھا۔

''اگر آپ اپنے منصوبے پر عمل کرنا اور اس میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ سب کچھ چھوڑ کر سب سے پہلے عمران کو ہلاک کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے آپ جنات کا سہارا لیں یا کسی ماورائی طاقت کا۔ اگر علی عمران ہلاک ہوگیا تو پھر آپ کو مسلم ممالک کو تباہ کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکے گی اور اگر آپ علی عمران کو ہلاک کرنے میں ناکام ہو گئے اور وہ کسی طرح سے بچ نکلا تو پھر آپ اپنے منصوبے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے''...... شیاؤ نے کہا تو ڈاکٹر کرس غرا کر رہ گیا۔ وہ شیاؤ کی جانب انتہائی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے شیاؤ کی باتیں سن کر اس کا خون کھول رہا ہو لیکن شیاؤ کا چہرہ سپاٹ تھا۔

''ہونہہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ مجھے اپنے منصوبے پر عمل

کرنے کے لئے سب سے پہلے علی عمران کو ہلاک کرنا ہو گا"۔ ڈاکٹر کرس نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا۔ یہ بہت ضروری ہے"...... شیاؤ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم چونکہ کھری اور سچی بات کرتے ہو اس لئے مجھے تمہاری ہر بات پر یقین ہے۔ میں تمہاری کسی بھی بات کو جھٹلا نہیں سکتا ہوں۔ اگر تمہارے کہنے کے مطابق اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے علی عمران کو ہلاک کرنا اتنا ہی ضروری ہے تو میں سب سے پہلا کام یہی کروں گا۔ میں ابھی اپنی ماورائی طاقتوں کو بھیجتا ہوں وہ فوراً عمران کو ہلاک کر دیں گی اور اس کی لاش تک جلا کر بھسم کر دیں گی"...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

"ماورائی طاقتیں علی عمران کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں آقا۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ علی عمران پر روشنی کی دنیا کے نمائندوں کا سایہ ہے۔ شیطانی طاقتیں، عمران کے نزدیک جانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتیں۔ اگر وہ اس کے نزدیک گئیں تو عمران کے گرد موجود روشنی کے حصار کی وجہ سے وہ جل کر راکھ بن جائیں گی"...... شیاؤ نے کہا۔

"اوہ۔ اتنا طاقتور انسان ہے وہ"...... ڈاکٹر کرس نے چونک کر کہا۔

"شیطانی دنیا کے لئے وہ آپ کی سوچ سے بھی زیادہ طاقتور اور خطرناک ہے آقا"...... شیاؤ نے کہا۔

"تو پھر تم بتاؤ کہ میں اس کا خاتمہ کیسے کروں۔ تم نے ہی کہا ہے کہ جب تک وہ زندہ ہے میرا کوئی بھی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا تو پھر میں کیا کروں گا"...... ڈاکٹر کرس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"عمران کو ہلاک کرنے کے لئے آپ کو عام انسانوں کو ہی آگے کرنا پڑے گا آقا"...... شیاؤ نے کہا۔

"عام انسان۔ کیا مطلب۔ تم بتا رہے ہو کہ عمران دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے اور وہ انتہائی طاقتوں کا مالک ہے۔ جس کے قریب جاتے ہی شیطانی طاقتیں فنا ہو جاتی ہیں اس انسان کو بھلا عام انسان کیسے ہلاک کر سکتے ہیں"...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

"آپ شاید میری بات سمجھے نہیں ہیں آقا۔ عام انسانوں سے میری مراد ایسے لوگ جن کا تعلق ماورائی دنیا سے نہ ہو۔ آپ کا یہ کام جرائم پیشہ افراد زیادہ آسانی سے کر سکتے ہیں"...... شیاؤ نے کہا۔

"وہ کیسے"...... ڈاکٹر کرس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اپنی ماورائی طاقتوں کو پاکیشیا کے جرائم پیشہ افراد کو اپنی گرفت میں لینے کے احکامات دے کر بھیج دیں۔ شیطانی طاقتیں جب جرائم پیشہ افراد پر حاوی ہوں گی تو جرائم پیشہ افراد وہی کریں گے جو آپ نے انہیں کرنے کا حکم دیا ہو گا۔ جرائم پیشہ افراد جو

ماورائی طاقتوں کے زیر اثر ہوں گے۔ آپ کے حکم پر علی عمران پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیں گے جس سے آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا''...... شیاؤ نے کہا۔

''بہت خوب۔ جرائم پیشہ افراد کے ساتھ ساتھ میں جانوروں کو بھی عمران کا دشمن بنا سکتا ہوں، جن میں سڑکوں میں پھرنے والے آوارہ کتے، بلیاں اور چوہے شامل ہیں''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''ہاں آقا۔ آپ اپنی کوششیں ابھی سے شروع کر دیں کیونکہ عمران اگر جناتی دنیا میں داخل ہو گیا تو مشکل ہو جائے گی''۔ شیاؤ نے کہا۔

''کیسی مشکل''...... ڈاکٹر کرس نے پوچھا۔

''ابو شوہول کا تعلق قوم جنات سے ہے آقا اور وہ جنات کے ایک قبیلے کا سردار بھی ہے۔ وہ چاہے تو علی عمران کی حفاظت کے لئے اس کے سر پر جنات بھی مسلط کر سکتا ہے اور اسے کوئی ایسی چیز بھی دے سکتا ہے جس سے عمران شیطانی طاقتوں سے خود کو محفوظ رکھ سکے۔ ابو شوہول اسے آپ کے بارے میں بھی سب کچھ بتا دے گا اور عمران اگر آپ کی راہ پر لگ گیا تو آپ شدید مشکل میں آ جائیں گے اس لئے ضروری ہے کہ عمران کو جناتی دنیا میں جانے سے ہر حال میں روکا جائے اور اسے ہر حال میں ہلاک کر دیا جائے''...... شیاؤ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ڈاکٹر کرس اتنا بھی تر نوالہ نہیں ہے جسے عمران جیسا

انسان آسانی سے نگل سکے۔ میری قوتوں کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر اس نے میرے راستے میں آنے کی کوشش کی تو اسے منہ کی کھانی پڑے گی۔ میں اس کا بھیانک حشر کر دوں گا''...... ڈاکٹر کرس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرا مشورہ مان لیں آقا۔ علی عمران کو ہلاک کرنے کا انتظام کر لیں یہی آپ کے مفادات کے لئے بہتر ہے''...... شیاؤ نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تم اتنا ہی اصرار کر رہے ہو تو یہ کام تم کیوں نہیں کر لیتے۔ جاؤ اور جا کر کر دو عمران کو ہلاک۔ اس کے لئے میں تمہیں اپنے تمام اختیارات دینے کے لئے تیار ہوں''...... ڈاکٹر کرس نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے آقا۔ اگر آپ مجھے اپنے اختیارات دینے کے لئے تیار ہیں تو میں یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں۔ میں علی عمران کو ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا''...... شیاؤ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم علی عمران کا جناتی دنیا میں جانے کا راستہ کیسے روکتے ہو''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں آقا۔ اب یہ میرا کام ہے اور میں کسی طور پر عمران کو جناتی دنیا میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ میں اس پر ہر

طرف سے موت کی یلغار کر دوں گا جس سے بچنا اس کے لئے ناممکن ہو گا''...... شیاؤ نے کہا۔

''تو پھر جاؤ۔ تمہیں جو بھی کرنا ہے کرو۔ مجھے اب تمہاری طرف سے علی عمران کی موت کی ہی خبر ملنی چاہئے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''ٹھیک ہے آقا۔ میں بہت جلد آپ کے پاس علی عمران کی ہلاکت کی خبر لے کر آؤں گا''...... شیاؤ نے کہا اور پھر اس نے سر خم کر کے ڈاکٹر کرس کو سلام کیا اور پھر الٹے قدموں چلتا ہوا واپس دیوار میں بنے ہوئے خلاء کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ خلاء میں جا کر اندھیرے میں غائب ہوا اسی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار بند ہوتی چلی گئی۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ واقعی یہی سمجھ رہے ہیں کہ یہ خط آپ کو جناتی دنیا سے لکھا گیا ہے اور کسی جن نے لکھا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران رانا ہاؤس سے سیدھا دانش منزل آ گیا تھا۔

دانش منزل آ کر اس نے بلیک زیرو کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا اور قبرستان سے ملنے والا خط بھی نکال کر اسے دے دیا تھا جسے پڑھنے کے بعد بلیک زیرو نے یہ سب کہا تھا۔

''ہاں۔ جوزف ایک خاص عمل سے یہ تصدیق کر چکا ہے کہ خط انسانی ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ جنات بھلا ایٹمی اسلحے کو کیسے تباہ کر سکتے ہیں۔ ایٹمی اسلحے کا کنٹرول کمپیوٹرائزڈ ہوتا ہے اور انہیں کوڈ اور کمانڈ سے ہی کنٹرول کیا جاتا۔

جنات تو کمپیوٹروں کے ماسٹر ہو نہیں سکتے کہ وہ کمپیوٹروں میں ایسا رد و بدل کر سکیں کہ مسلم ممالک کے ایٹم بم خود بخود بلاسٹ ہونا شروع ہو جائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مانتا ہوں کہ جنات کمپیوٹروں کو چھیڑنے یا ان میں رد و بدل کرنے کے ماہر نہیں ہوں گے لیکن جنات میں اتنی پاور تو بہرحال موجود ہے کہ وہ کسی بھی انسان کو اپنے شکنجے میں لے کر اس سے اپنی مرضی کا کام کرا سکتے ہیں۔ یہ تو تم نے اکثر سنا ہی ہو گا کہ فلاں شخص پر جن کا سایہ ہو گیا ہے اور وہ پاگل ہو کر وہی کچھ کرتا پھر رہا ہے جو جن اس سے کرانا چاہتا ہے۔ اسی طرح اگر جنات ایٹمی سائنس دانوں پر سوار ہو جائیں تو سوچو کیا وہ ان سائنس دانوں سے اپنی مرضی کا کام نہیں کرا سکیں گے۔ جنات کو سائنس دانوں پر حاوی ہو کر ان سے وہی کرانا ہے جو کرنے کے لئے انہیں ہدایات دی جائیں گی اور خط کے مطابق مسلم ممالک کے خلاف ہونے والی تباہ کن سازش کے پیچھے ایک شیطان صفت انسان کا ہاتھ ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی جنات اگر سائنس دانوں پر حاوی ہو جائیں تو سائنس دان اپنے ہاتھوں اپنے بنائے ہوئے بم بلاسٹ کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''اسی بات نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ نہ میں یہ جانتا ہوں

کہ وہ شیطان صفت انسان کون ہے اور نہ مجھے اس بات کا پتہ ہے کہ اس شیطان صفت انسان نے آخر کن اسلامی ممالک کے خلاف سازش کی ہے اور وہ اپنی سازش کو کب عملی جامہ پہنائے گا۔ اگر اس شیطان صفت انسان نے آران اور پاکیشیا کے ایٹمی پروگرام کے خلاف کام کیا تو مسلم ممالک میں یہ دونوں ملک ہی تباہی کا شکار ہوں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو پھر آپ یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ یہ ماورائی معاملہ ہے۔ آپ کو تو فوراً جا کر شاہ صاحب سے ملنا چاہئے تھا۔ ایسے معاملات میں وہی آپ کی بہترین معاونت اور رہنمائی کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اس بار اس کے لہجے میں بے پناہ تشویش تھی۔

''شاہ صاحب عمرہ کی ادائیگی کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے بیٹے سے بات کی تھی اور چونکہ انہیں گئے دو تین روز ہی ہوئے ہیں اس لئے ان کی جلد واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ کٹانگا دیوی کے معاملے میں میری گورے گاؤں کے گورے بابا نے مدد کی تھی میں نے ان سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بھی اپنے کسی عزیز کی وفات کی تعزیت کے لئے گئے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اور جوزف اس معاملے میں کیا کہتا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''جناتی دنیا میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اس نے کہا تو ہے کہ وہ فادر جوشوا کی روح سے بات کرے گا لیکن مجھے لگ رہا ہے کہ فادر جوشوا بھی اس معاملے میں ہماری خاص مدد نہیں کر سکے گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''حیرت ہے۔ ہمیں اس قدر ہولناک اور تباہ کن صورتحال کا سامنا ہے اور ہم اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر پا رہے ہیں۔ آپ نے بتایا ہے کہ جس ویڈیو کلپ میں جناتی دنیا میں جانے کا راستہ اور طریقہ بتایا گیا تھا وہ ویڈیو کلپ بھی رانا ہاؤس کے کمپیوٹر سے غائب ہو چکا ہے۔ یہ سب چکر کیا چل رہا ہے''...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''چکر نہیں گھن چکر کہو پیارے۔ ایسا گھن چکر جس کا کوئی سرا ہاتھ ہی نہیں آ رہا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ ایک کام کیوں نہیں کرتے''...... بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ نے جس ویب سائٹ سے ویڈیو کلپ ڈاؤن لوڈ کیا تھا اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں کہ وہ ویڈیو کلپ کس نے اپ لوڈ کیا تھا اور اس ویب سائٹ کا آنر کون ہے۔ آخر کسی نے تو وہ ویڈیو کلپ بنایا ہی ہو گا۔ اس کا اگر پتہ چلا لیا جائے تو اس سے

بات کر کے پوچھا جا سکتا ہے کہ وہ جناتی دنیا کے بارے میں کیا جانتا ہے اور اس سے اس جگہ کی نشاندہی بھی کرائی جا سکتی ہے جسے اس نے جناتی دنیا میں جانے کا راستہ قرار دیا ہے اور پھر جس نے ویڈیو کلپ جاری کیا ہے اسے خود بھی معلوم ہو گا کہ جناتی دنیا میں جانے کا طریقہ کیا ہے''...... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے مجھے پھر کمپیوٹر پر بیٹھنا پڑے گا اور سرچ انجن سے سرچ کرنا پڑے گا کہ وہ ویڈیو کلپ کہاں سے اور کس نے اپ لوڈ کیا تھا۔ اس کے لئے مجھے متعلقہ کمپنیوں سے بھی رابطے کرنے پڑیں گے جو ویب سائیٹس لاؤنچ کرتی ہیں۔ اس کام میں وقت تو لگ جائے گا لیکن بہرحال ہم اور کچھ نہیں تو اس شخص تک ضرور پہنچ جائیں گے جس نے ویڈیو کلپ بنایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ کہیں تو میں اس کے لئے سرچ کروں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کر سکتے ہو تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ میرے ذہن میں پروفیسر مصطفیٰ کمال کا نام آ رہا ہے۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال روحانیت کی دنیا کے بہت بڑے اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ماہر جنات بھی ہیں''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''ماہر جنات۔ میں سمجھا نہیں۔ ماہر جنات ہونے سے آپ کا کیا مطلب ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ کہ انہوں نے جنات کو حاضر کرنے کے علم پر بھی دسترس حاصل کر رکھی ہے۔ وہ جنات کو اپنے سامنے بلا کر ان سے بات چیت کر سکتے ہیں اور ان سے چھوٹے موٹے کام بھی لیتے رہتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو وہ آپ کے کافی کام آ سکتے ہیں۔ اگر ان کے قبضے میں جن ہے تو وہ اس جن کو بلا کر آپ کی رہنمائی بھی کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے غلام جن کے ذریعے آپ کو جناتی دنیا میں بھی پہنچا دیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ سب تو ان سے ملنے پر ہی پتہ چلے گا''......عمران نے کہا اور پھر وہ چند لمحے سوچنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا جیسے اس نے واقعی پروفیسر مصطفیٰ کمال سے ملنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

''کیا آپ ابھی ان سے ملنے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس معاملے نے مجھے بری طرح سے الجھا رکھا ہے۔ جب تک ساری صورتحال واضح نہیں ہو جاتی میری الجھن ختم نہیں ہو گی''......عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے اللہ حافظ کہا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکلا اور پھر اپنی کار میں سوار ہو کر دانش منزل سے نکلتا چلا گیا۔

مین روڈ پر آتے ہی عمران کو دائیں سائیڈ پر سیاہ رنگ کی ایک کار دکھائی دی جس میں چار غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں غیر ملکی عمران کو ہی گھور رہے تھے۔ عمران نے انہیں دیکھ کر پہلے تو کوئی نوٹس نہ لیا لیکن وہ جیسے ہی آگے بڑھا سیاہ کار اس کی کار کے ساتھ آگے بڑھنا شروع ہو گئی تو عمران کا ماتھا ٹھنکا۔ عمران نے کار کی رفتار بڑھائی اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ سیاہ کار بدستور عمران کی کار کے پیچھے آ رہی تھی جس سے عمران کو یقین ہو گیا کہ غیر ملکی اسی کے پیچھے ہی آ رہے ہیں۔ عمران نے کار کی رفتار بڑھائی تو سیاہ کار کی رفتار بھی بڑھ گئی۔ سیاہ کار کی رفتار بڑھتے دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کون ہو سکتے ہیں یہ اور یہ میرے پیچھے کیوں آ رہے ہیں''......عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کار مین سڑک سے ہی اس کے تعاقب میں تھی جیسے چاروں غیر ملکیوں کو پہلے سے ہی پتہ ہو کہ عمران کار لے کر اس راستے سے گزرنے والا ہے اسی لئے وہ سڑک کی سائیڈ پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

سیاہ کار تیزی سے دوڑتی ہوئی اس کی کار کے نزدیک آنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن عمران بھلا انہیں آسانی سے کہاں اپنے قریب آنے دے سکتا تھا۔ عمران جاننا چاہتا تھا کہ یہ غیر ملکی کون ہیں اور اس کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں اس لئے اس نے کار کو مختلف سڑکوں پر دوڑانا شروع کر دیا۔ سیاہ کار بدستور اس کی کار کے

پیچھے لگی ہوئی تھی۔ عمران کچھ دیر تک کار یونہی سڑکوں پر دوڑاتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر کار شہر سے دور ایک پرانے قصبے کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ لی۔ اس طرف سڑک کے دونوں اطراف میں دور دور تک گھنے درخت پھیلے ہوئے تھے اور چونکہ یہ سڑک ویران علاقے کی طرف جاتی تھی اس لئے وہاں ٹریفک نہیں ہوتی تھی۔ عمران کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے ایک مخصوص جگہ پہنچ کر کار روکی اور کار سے اتر کر تیزی سے ایک گھنے درخت کی طرف بڑھا اور تیزی سے اس درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ درخت ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے اس لئے عمران اوپر جا کر تیزی سے ایک درخت سے دوسرے درخت پر جا سکتا تھا۔ وہ ایک درخت کی شاخوں اور پتوں میں چھپ کر بیٹھ گیا جہاں سے وہ اپنی کار کے ساتھ سڑک کی دونوں اطراف پر نظر رکھ سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے غیر ملکیوں کی سیاہ کار کو آتے دیکھا تو وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے لمبی نال والا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔

سیاہ کار عمران کی کار سے کافی پیچھے ہی رک گئی تھی۔ کار رکتے ہی اس میں سے چاروں غیر ملکی نکل کر باہر آ گئے۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں اور پھر وہ دو اطراف میں پھیل کر عمران کی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران خاموش بیٹھا ان کی

حرکات دیکھ رہا تھا۔

غیر ملکی عمران کی کار کے قریب پہنچے اور پھر وہ تیزی سے عمران کی کار کے گرد پھیل گئے۔ دوسرے لمحے ماحول مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں سے بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا۔ غیر ملکیوں نے عمران کی کار چاروں طرف سے گھیر کر اس پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی جس سے عمران کی کار مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ عمران خاموشی سے ان کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ مسلح افراد نے اس کی کار چھلنی کر کے رکھ دی تھی۔

''کار میں تو کوئی نہیں ہے۔ جلدی کرو۔ وہ نزدیک ہی ہوگا۔ پکڑو اسے اور جہاں دکھائی دے اسے گولیوں سے اُڑا دو''...... بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس گروپ کا انچارج ہے اور اس کے تین ساتھی اس کا حکم سنتے ہی تیزی سے درختوں میں گھستے چلے گئے جبکہ انچارج بیچ سڑک پر کھڑا گہری نظروں سے اردگرد کے درختوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران نے سڑک پر کھڑے شخص کو ٹارگٹ کر لیا تھا تاکہ وہ اسے زندہ رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کر سکے کہ وہ کون ہے اور وہ اسے کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ عمران نے ادھر نظر ڈالی جدھر باقی تین غیر ملکی گئے تھے۔ غیر ملکی درختوں کے پیچھے سے نکل کر وہاں موجود کھیتوں کی طرف دوڑ رہے تھے۔ شاید ان کا خیال تھا کہ عمران ان کھیتوں کی طرف بھاگ گیا ہے۔ عمران نے ریوالور سیدھا

کیا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ ریوالور سے ٹھک ٹھک کی مخصوص آوازوں کے ساتھ تین شعلے نکلے اور کھیتوں میں دوڑتے ہوئے تینوں غیر ملکی منہ کے بل زمین پر گرتے چلے گئے۔ عمران نے ان پر فائر کرتے ہی تیزی سے اپنا جسم موڑا اور پھر اس نے سڑک پر کھڑے شخص پر چوتھا فائر کر دیا۔

گولی سڑک پر کھڑے آدمی کے ہاتھ میں موجود مشین گن پر پڑی تھی اور مشین گن اس آدمی کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری۔ عمران نے بڑی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آدمی پر فائر کر کے اس کے ہاتھوں سے مشین گن گرا دی تھی کیونکہ سڑک پر کھڑے آدمی نے درخت سے شعلے نکلتے دیکھ کر عمران کی پوزیشن چیک کر لی تھی اور وہ مشین گن اٹھا کر اس طرف فائرنگ کرنے ہی والا تھا کہ عمران نے بروقت فائر کر کے اس کے ہاتھوں میں موجود مشین گن گرا دی۔

مشین گن ہاتھ سے نکلتے ہی غیر ملکی دو قدم پیچھے ہٹا اور اس نے حیرت انگیز پھرتی سے جیب سے ایک ریوالور نکال لیا لیکن عمران پہلے ہی اس سچویشن کے لئے تیار تھا۔ اس نے پہلے سے بھی زیادہ پھرتی سے دوسرا فائر کیا اور مشین گن کی طرح ریوالور بھی غیر ملکی کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔ اس بار جیسے ہی غیر ملکی کے ہاتھ سے ریوالور نکلا اس نے فوراً درختوں کی طرف چھلانگ لگائی اور وہاں موجود جھاڑیوں میں گھس گیا۔

عمران نے ذرا سا پہلو بدلا تو اسے جھاڑیوں میں غیر ملکی کے ہاتھ میں ایک اور ریوالور دکھائی دیا۔ عمران چاہتا تو درخت پر سے آسانی سے اسے نشانہ بنا سکتا تھا لیکن وہ اس غیر ملکی کو زندہ پکڑنا چاہتا تھا تاکہ وہ اس سے پوچھ سکے کہ آخر وہ اسے کس دشمنی کی بنیاد پر ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ غیر ملکی کے جھاڑیوں میں جاتے ہی عمران فوراً درخت کی گھنی شاخوں کے پیچھے چلا گیا تھا تاکہ غیر ملکی اس کی واضح پوزیشن چیک نہ کر سکے۔

غیر ملکی جھاڑیوں کے پیچھے دبکا تھوڑا سا سر اٹھائے اسی درخت کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن اس درخت پر اسے اب کوئی حرکت دکھائی نہیں دے رہی تھی شاید یہی وجہ تھی کہ اس نے ابھی تک اس طرف کوئی فائر نہیں کیا تھا۔

عمران نے کچھ سوچا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر دو فٹ کے فاصلے پر موجود ایک شاخ کو پکڑ کر زور سے ہلایا اور پھر تیزی سے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق جھاڑیوں کی آڑ میں موجود غیر ملکی نے اس شاخ پر فائر کر دیا اور فائر ہوتے ہی عمران نے ایک زور دار چیخ ماری اور ساتھ ہی اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ درخت کے نیچے چونکہ اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں اس لئے عمران کو زخمی ہونے کا ذرا سا بھی خدشہ نہ تھا۔ وہ اس انداز میں نیچے گرا جیسے وہ غیر ملکی کی گولی کا شکار ہو گیا ہو۔

نیچے گرتے ہی عمران نے ہاتھ پیر سیدھے چھوڑ دیئے۔ اسے

پوری توقع تھی کہ غیر ملکی اس کے داؤ میں پھنس جائے گا اور اس کی توقع درست ثابت ہوئی۔ اس کے نیچے گرتے ہی غیر ملکی تیزی سے جھاڑیوں کی آڑ سے نکلا اور مسرت بھرے انداز میں نعرے لگاتا ہوا اس طرف بھاگا جہاں جھاڑیوں میں اس نے عمران کو گرتے دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا لیکن اس نے ریوالور اس انداز میں پکڑ رکھا تھا جیسے اس کے خیال میں اب اسے ریوالور کے استعمال کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

غیر ملکی جیسے ہی جھاڑیوں کے قریب آیا عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی دونوں ٹانگیں غیر ملکی کی گردن کے گرد آکٹوپس کی طرح لپٹ گئیں اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے کروٹ بدل گیا اور غیر ملکی بھی اس کے ساتھ ہی چیختا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور یہی عمران چاہتا تھا۔ غیر ملکی کو گراتے ہی عمران تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے پلٹ کر غیر ملکی پر چھلانگ لگا دی جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن غیر ملکی ضرورت سے زیادہ ہوشیار معلوم ہوتا تھا اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے فوراً سائیڈ میں چھلانگ لگا دی اور عمران ٹھیک اس جگہ گرا جہاں ایک لمحہ قبل غیر ملکی موجود تھا۔ اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا غیر ملکی نے الٹی قلابازی لگائی اور اس کی دونوں ٹانگیں بھرپور انداز میں عمران کے پہلو پر پڑیں اور عمران اچھل کر زمین پر گرا اور لڑھکتا چلا گیا۔

غیر ملکی نے عمران کے پہلو میں ٹانگیں مارتے ہی اپنا جسم گھمایا اور ماہر جمناسٹک کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اٹھتے ہی اس نے عمران کی بجائے سڑک کے کنارے پر پڑے اپنے ریوالور کی طرف چھلانگ لگائی۔ دوسرے لمحے ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ ریوالور لے کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بس۔ اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے''...... غیر ملکی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی گرجدار لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کون ہو تم''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں اطمینان تھا جیسے اسے ریوالور سے کوئی خطرہ نہ ہو۔

''تمہاری موت''...... غیر ملکی نے غرا کر کہا اور پھر اس نے اچانک ٹریگر دبا دیا۔ گولی چلی اور عمران فوراً عقب کی طرف کسی کمان کی طرح مڑتا چلا گیا۔ غیر ملکی کی چلائی ہوئی گولی ٹھیک اس کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔ اگر عمران نے بروقت اپنا جسم کمان کی طرح نہ موڑ لیا ہوتا تو گولی ٹھیک اس کے سینے میں اتر جاتی۔

اپنا وار خالی جاتے دیکھ کر غیر ملکی کے چہرے پر شدید غصہ ابھر آیا اور اس نے عمران پر لگاتار فائرنگ کرنا شروع کر دی لیکن اس کھلی جگہ پر عمران کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرنا کون سا مشکل تھا۔ جس کے نتیجے میں غیر ملکی کی چلائی ہوئی ایک بھی گولی

عمران کو چھو نہ سکی تھی یہاں تک کہ غیر ملکی کے خالی ہونے والے
ریوالور سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"کوئی اور ریوالور ہے تو وہ بھی نکال کر آزما لو"...... عمران نے
اس کے خالی ریوالور کی آواز سن کر ایک جگہ ٹھہرتے ہوئے کہا۔ غیر
ملکی نے غرا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے غصے میں خالی
ریوالور عمران پر کھینچ مارا جسے عمران نے بڑے اطمینان سے ہوا میں
ہی دبوچ لیا۔ اسی لمحے غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے اپنی ٹانگ میں
بندھی ہوئی چمڑے کی بیلٹ سے ایک خنجر نکال لیا۔ اس کے چہرے
پر وحشت چھائی ہوئی تھی۔ خنجر ہاتھ میں لیتے ہی غیر ملکی نے اسے
انتہائی ماہرانہ انداز میں اچھال اچھال کر پکڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس
کا انداز دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ غیر ملکی خنجر زنی میں بے پناہ مہارت
کا حامل ہے لیکن اس کے باوجود وہ اطمینان سے کھڑا غیر ملکی کو خنجر
اچھالتے دیکھتا رہا۔

غیر ملکی چند لمحے خنجر اچھالتا رہا۔ خنجر اچھالتے ہوئے اس کی
نظریں بدستور عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے خنجر اچھالا اور پھر
جیسے ہی خنجر دوبارہ اس کے ہاتھ میں آیا اس نے زور دار چیخ ماری
اور پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرف عمران کی طرف بڑھا۔ اس کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ خنجر عمران کے سینے میں مار دے گا لیکن عمران
ایسے داؤ خوب سمجھتا تھا۔ جیسے ہی غیر ملکی خنجر لئے اس کے نزدیک
آیا، عمران تیزی سے دائیں طرف جھکا اور اس کی توقع کے عین

مطابق غیر ملکی کا جسم بھی اس کے ساتھ ہی دائیں طرف جھکتا چلا گیا
لیکن عمران تیزی سے بائیں طرف ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ کسی
لٹو کی طرح اپنی ایڑیوں پر گھومتا چلا گیا۔ غیر ملکی اس کے بائیں
طرف جھکتے ہی خنجر کا وار کر چکا تھا مگر عمران کے اچانک گھوم جانے
کی وجہ سے خنجر عمران کے بالکل قریب سے گزرا اور عمران نے لٹو کی
طرح گھومتے ہی غیر ملکی کے تیزی سے سمٹتے ہوئے بازو پر ہاتھ ڈالا
اور پھر غیر ملکی کی چیخ سے ماحول گونج اٹھا۔ غیر ملکی، عمران کے سر
کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کی پشت کی طرف گرا۔ عمران نے بازو پکڑ
کر اسے مخصوص انداز میں مروڑ دیا تھا اور اس مروڑنے کے دو نتیجے
نکلے ایک تو غیر ملکی اسی بازو کے زور سے اٹھتا ہوا عمران کے سر کے
اوپر سے گزرتا چلا گیا اور دوسرا اس کا بازو کندھے کے جوڑ سے
اکھڑ گیا اور پھر جیسے ہی غیر ملکی نیچے گرا، عمران نے اس پر چھلانگ
لگائی اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے غیر ملکی کے سینے پر
پڑے۔ غیر ملکی نے تڑپ کر ایک طرف ہٹنا چاہا مگر اب عمران کھیل
ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے عمران فضا میں ہی مڑا اور اس کے
پیروں کی زور دار ضرب سے غیر ملکی مڑنے کے باوجود نہ بچ سکا اور
اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی۔ عمران ضرب لگاتے ہی
تیزی سے واپس مڑا اور پھر اس نے پوری قوت سے غیر ملکی کے
پہلو میں ضرب لگا دی اور غیر ملکی پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح
تڑپنا شروع ہو گیا۔ تڑپنے کے باوجود غیر ملکی کا ہاتھ اپنی جیب کی

طرف بڑھا اور عمران نے اس کے ہاتھ کو حرکت میں آتے دیکھ کر جھپٹ کر اس کا وہ ہاتھ پکڑا اور ہاتھ پکڑے ہوئے وہ اس کے سر کے اوپر سے چھلانگ لگا گیا۔ یہ داؤ اس قدر خوفناک تھا کہ غیر ملکی کا ہاتھ کاندھے سے اکھڑ گیا اور اب غیر ملکی بری طرح سے پھڑکنے لگا۔ اس کے دونوں ہاتھ بے کار ہو چکے تھے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر طویل سانس لیا اور پھر اس نے جھک کر غیر ملکی کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا اور تیزی سے ان کی لائی ہوئی کار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ غیر ملکیوں نے اس کی کار گولیوں سے چھلنی کر دی تھی اس لئے وہ اب غیر ملکی کو اسی کی کار میں لے جانا چاہتا تھا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر غیر ملکی کو اندر پھینکا اور پھر وہ تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آ گیا۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس نے کار کا انجن اسٹارٹ کیا اور پھر وہ کار بھگاتا ہوا دانش منزل پہنچ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو بلیک زیرو نے کار میں عمران کو دیکھ کر گیٹ کھول دیا۔ جب اس نے کار کو پورچ میں روکا تو بلیک زیرو آپریشن روم سے نکل کر باہر برآمدے میں آ گیا۔

''اسے ڈارک روم میں لے چلو''...... عمران نے بلیک زیرو کو دیکھ کر کار کا عقبی دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر سیٹ سے غیر ملکی

کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور اسے لے کر ڈارک روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اس کے پیچھے جانے کی بجائے دانش منزل کے تہہ خانے میں چلا گیا۔ جب وہ تہہ خانے سے باہر آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں انجکشن کی شیشی اور دوسرے ہاتھ میں ایک خالی سرنج تھی۔ وہ اس غیر ملکی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے غیر ملکی پر تشدد کرنے کی بجائے اس سے انجکشن لگا کر معلومات حاصل کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ عمران ڈارک روم کی طرف بڑھا تو بلیک زیرو ڈارک روم سے باہر آ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر بلیک زیرو وہیں رک گیا۔

''یہ کون ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یہی معلوم کرنے کے لئے تو میں اسے یہاں لایا ہوں''۔ عمران نے مسکرا کر کہا اور پھر وہ ڈارک روم میں داخل ہو گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے اندر آ گیا۔

''اس کا ناک منہ بند کرو۔ میں اس کی قوت ارادی کے خاتمے کا انجکشن لگاتا ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اثبات میں سر ہلا کر غیر ملکی کے عقب میں آ گیا۔ اس نے کرسی کے عقب میں آتے ہی غیر ملکی کا ناک اور منہ بند کر کے اس کا سانس روک دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر غیر ملکی کے ٹوٹے ہوئے بازو میں انجکشن

انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں کے بعد اچانک غیر ملکی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو بلیک زیرو نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے اور اسی لمحے غیر ملکی کی آنکھیں کھل گئیں۔ آنکھیں کھولتے ہی غیر ملکی کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلنے لگیں۔ اس کی آنکھیں دھندلا رہی تھی اور چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے اسے ہوش میں آتے دیکھ کر انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔ لیکن غیر ملکی نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بدستور کراہ رہا تھا اور سر اٹھائے وحشت زدہ نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''بولو کون ہو تم اور تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن غیر ملکی خاموش تھا۔ وہ بدستور کراہ رہا تھا۔ عمران بار بار اس سے اس کا نام پوچھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جیسے ہی اس کے انجیکٹ کئے ہوئے انجکشن کا اثر شروع ہو گا غیر ملکی کی قوت مدافعت ختم ہو جائے گی اور وہ اسے اپنا نام بتا دے گا۔

''جواب دو۔ کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے اس کا تکلیف سے بگڑا ہوا چہرہ دیکھ کر انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تت۔ تت۔ تم مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکتے۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ موت تمہارے پیچھے لگ چکی ہے۔ تم

اپنی موت سے نہیں بچ سکو گے''...... غیر ملکی نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اسی لمحے اس کا منہ چلا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف جھپٹا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ غیر ملکی نے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا لیا تھا۔ اس کے منہ سے اچانک نیلے رنگ کے بلبلے نکلے اور پھر اس کا جسم تیزی سے اکڑتا چلا گیا۔

''عجیب بات ہے۔ کچھ بتائے بغیر ہی اس نے خودکشی کر لی ہے۔ آخر یہ تھا کون''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس کی تلاشی لیتا ہوں۔ شاید اس سے کوئی کام کی چیز مل جائے''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ کر غیر ملکی کی تلاشی لینا شروع ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے ساتھ شدید الجھن نظر آ رہی تھی۔ غیر ملکیوں نے اچانک ہی اس کا تعاقب کرنا شروع کیا تھا اور پھر وہ اسے ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے تھے۔ ان افراد کی عمران سے کیا دشمنی تھی اور وہ کہاں سے آئے تھے اس کے بارے میں عمران کچھ بھی نہیں جان سکا تھا۔

گرین کلب کا مالک گراسن جس کا تعلق ایکریمیا سے تھا اپنے کلب کے آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ اسی لمحے میز کی سائیڈ میں پڑے ہوئے انٹر کام کی بزر بجی تو گراسن نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر انٹر کام کی بزر بجتے دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... گراسن نے انٹر کام کا بٹن پریس کر کے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''سینڈی بول رہی ہوں باس''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''بولو''...... گراسن نے اسی انداز میں کہا۔

''مسٹر بلیک آ گئے ہیں جناب۔ کیا میں انہیں آپ کے آفس میں لے آؤں''...... سینڈی نے پوچھا۔

''اوہ ہاں۔ لے آؤ''...... گراسن نے کہا۔

''یس باس''...... سینڈی نے کہا تو گراسن نے انٹر کام کا بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ اس سیاہ فام نے جینز اور سیاہ شرٹ پہن رکھی تھی۔ دبلا پتلا ہونے کی وجہ سے جینز اور سیاہ شرٹ میں وہ بے حد مضحکہ خیز دکھائی دے رہا تھا۔ سیاہ فام کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور اس کا سر گنجا تھا۔ اس کے پیچھے ایک خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی جو گراسن کی پرسنل سیکرٹری سینڈی تھی۔

''یہ مسٹر بلیک ہیں باس''...... لڑکی نے گراسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو گراسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ غور سے اس سیاہ فام کی طرف دیکھ رہا تھا جو شکل وصورت سے بھی ہڈیوں کا ڈھانچہ دکھائی دے رہا تھا۔

''تشریف رکھیں''...... گراسن نے سیاہ فام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سیاہ فام جس کا نام بلیک تھا آگے بڑھا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں وہ گراسن کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں بے پناہ سرخی تھی اور وہ مسلسل گراسن کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''آپ نے فون کیا تھا اور کہا تھا کہ آپ کا تعلق برازیل سے ہے جہاں آپ کا ایک بڑا گینگ ہے اور آپ مجھ سے ایک بڑی ڈیل کرنا چاہتے ہیں''...... گراسن نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک بہت بڑی ڈیل ہے اگر تم پوری کر سکو تو"۔ بلیک نے کہا۔ اس کی آواز میں کسی خونخوار بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔

"گراسن ہر قسم کی ڈیل کر سکتا ہے"...... گراسن نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوں۔ اسی لئے تو میں تمہارے پاس آیا ہوں"۔ بلیک نے اسی انداز میں کہا۔

"کس قسم کی ڈیل کرنا چاہتے ہو تم۔ اسلحہ کی یا پھر منشیات کی"۔ گراسن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں موت کا بیوپاری ہوں گراسن اور میں موت کا سودا کرنے آیا ہوں"...... بلیک نے کہا تو گراسن بری طرح سے چونک پڑا۔

"موت کا سودا۔ میں کچھ سمجھا نہیں"...... گراسن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم یہاں ہر قسم کا غیر قانونی دھندہ کرتے ہو اور تم یہاں کے معروف ٹارگٹ کلر بھی ہو۔ ایک بار تم جس کے پیچھے پڑ جاتے ہو اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک تم اسے ٹارگٹ ہٹ نہ کر لو"...... بلیک نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ گراسن کو نجانے کیوں اس کی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے عجیب سا خوف محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ بلیک کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کا دل بیٹھا رہا ہو اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہوں۔

"تو تم یہاں کسی ٹارگٹ کلنگ کے لئے آئے ہو"...... گراسن نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... بلیک مین نے کہا۔

"کون ہے وہ اور تمہاری اس سے کیا دشمنی ہے۔ جو تم اسے ہلاک کرانا چاہتے ہو"...... گراسن نے اسی انداز میں پوچھا۔

"ٹارگٹ کلر کام کرتے ہیں، کام کا پس منظر نہیں پوچھتے"۔ بلیک نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر میں پوچھوں گا نہیں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ تم کسے ہلاک کرانا چاہتے ہو"...... گراسن نے سر جھٹک کر کہا۔

"میں تمہیں اس کا مکمل نام و پتہ دے دوں گا۔ تمہیں ہر حال میں اسے ٹارگٹ کرنا ہے۔ اس کے لئے تم کوئی بھی طریقہ استعمال کر سکتے ہو۔ کام تم میرے مطلب کا کرو گے اور دام میں تمہارے مطلب کے دوں گا"...... بلیک نے کہا۔

"شکل وصورت سے تمہارا تعلق پاکیشیا سے نہیں لگتا ورنہ شاید میں تمہیں اپنے آفس میں گھسنے بھی نہ دیتا۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارا تعلق کسی خفیہ ایجنسی سے بھی نہیں ہے اور تم یہاں مجھے کسی چکر میں پھنسانے کے لئے نہیں آئے ہو"...... گراسن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ایک بار پھر بلیک کی آنکھوں سے مل گئی تھیں اور جیسے ہی اس کی نظریں بلیک کی آنکھوں سے ملیں اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس نے فوراً منہ دوسری طرف کر لیا۔

''گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے خلاف کچھ نہیں کروں گا۔ مجھے تم سے جو کام لینا ہے اس کا میں تمہیں بھاری معاوضہ بھی ادا کروں گا''...... بلیک نے کہا اور اس نے اپنے لباس کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ اس کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑی مالیت کی نوٹوں کی چار گڈیاں تھیں۔ اس نے گڈیاں بڑی لاپرواہی سے گراسن کے سامنے میز پر پھینک دیں۔ گڈیاں دیکھ کر گراسن کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''بولو کافی ہیں یا اور دوں''...... بلیک نے گراسن کی آنکھوں میں نوٹوں کی حرص کی چمک دیکھ کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

''پہلے مجھے ٹارگٹ بتاؤ۔ جب تک ٹارگٹ کا تعین نہیں ہو گا میں اس وقت تک تم سے معاوضے کے بارے میں بات نہیں کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا ٹارگٹ کوئی سیاسی یا مذہبی شخصیت ہو۔ میں چھوٹی موٹی وارداتیں کرتا ہوں۔ بڑی شخصیات پر ہاتھ ڈالنا میرے بس کی بات نہیں ہے''...... گراسن نے کہا۔

''میرا ٹارگٹ کوئی سیاسی یا مذہبی شخصیت نہیں ہے۔ وہ ایک عام اور مسخرہ سا آدمی ہے اور عام انداز میں ایک چھوٹے سے فلیٹ میں ایک ادھیڑ عمر ملازم کے ساتھ رہتا ہے''...... بلیک نے کہا۔

''اوہ۔ اگر وہ اتنا ہی معمولی آدمی ہے تو پھر تم اس کے لئے مجھے کیوں ہائر کر رہے ہو اور اتنی بڑی رقم۔ یہ تو کسی بڑی اور خاص شخصیت کی ٹارگٹ کلنگ کے لئے بھی کافی ہے''...... گراسن نے

کہا۔

''میں نے تم سے کہا ہے نا کہ تم آم کھاؤ گٹھلیاں نہ گنو۔ میرا ٹارگٹ عام ہے یا خاص۔ تم میرا کام کرو میں تمہیں اتنا معاوضہ دوں گا جو تم نے ساری زندگی حاصل نہ کیا ہو گا''...... بلیک نے کہا۔

''اس کا نام کیا ہے اور وہ مجھے کہاں ملے گا''...... گراسن نے پوچھا۔

''نام وام میں کچھ نہیں رکھا۔ تم میرے کام کی حامی بھر لو اور مجھے اپنا رابطہ نمبر دے دو۔ میں اس آدمی کی خود نگرانی کروں گا اور جب بھی میں تمہیں کال کروں تم اپنے آدمی بھیج دینا اور وہ اسے دیکھتے ہی اس پر جان لیوا حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیں''۔ بلیک نے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں مجھے ٹارگٹ کے بارے میں پوری انفارمیشن دینی پڑے گی۔ جب تک مجھے تم اس آدمی کا نام و پتہ نہیں بتاؤ گے میں تمہارے کام کی حامی نہیں بھر سکتا''...... گراسن نے خشک لہجے میں کہا۔

''میں تم سے یہ کام زبردستی بھی کرا سکتا ہوں گراسن لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم میرا کام اپنی رضا مندی اور خوشی سے کرو کیونکہ اگر میں نے تم سے زبردستی کی تو تمہارے ساتھ ساتھ میرے لئے بھی مشکل ہو جائے گی اور اگر وہ بچ گیا تو اسے اس بات کا پتہ چل

جائے گا کہ اس کی جان کا دشمن کون ہے اور میں یہ سب نہیں چاہتا۔ اسی لئے میں تمہیں تمہاری امید سے زیادہ دولت دے رہا ہوں اور یہ دولت کچھ بھی نہیں۔ میرا کام پورا کر دو تو میں تمہیں ایسی دس گڈیاں اور دوں گا۔ بولو۔ اب بھی ڈیل کرو گے یا نہیں''۔ بلیک نے اس بار کرخت لہجے میں کہا اور گراسن الجھی ہوئی نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔ گراسن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ بلیک کی بات کا کیا جواب دے۔ کیا وہ اس سے ڈیل کرے یا پھر اسے وہاں سے بھگا دے۔

''اچھی طرح سوچ کر جواب دینا گراسن۔ تم انکار کرو گے تو میرا کام کوئی اور کر دے گا اور پھر تم اس ساری دولت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤ گے''...... بلیک نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہارا کام کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن......'' گراسن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''میں جانتا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو''...... بلیک نے کہا اس کا لہجہ بدستور خشک اور سپاٹ تھا۔ جیسے اس نے زندگی میں کبھی مسکرانا سیکھا ہی نہ ہو۔

''کیا مطلب۔ تم کیسے جانتے ہو کہ میں تم سے کیا کہنا چاہتا ہوں''...... گراسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میرا یہ کام تم خود نہیں کرو گے بلکہ میرا

کام تمہارے آدمی کریں گے''...... بلیک نے کہا اور گراسن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا جیسے وہ حیران ہو رہا ہو کہ بلیک کو اس کے دل کی بات کا کیسے علم ہو گیا ہے۔

''ہاں۔ اس کام کے لئے میرے آدمی ہی آگے آئیں گے۔ اس کام کے لئے میں تمہیں اپنے گروپ کے آدمی مہیا کر دوں گا تم ان سے رابطہ رکھ کر ان سے اپنی مطلب کا کوئی بھی کام لے سکتے ہو''...... گراسن نے کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس انہیں یہ حکم دے دینا کہ میں انہیں جب بھی اور جہاں بھی بلاؤں وہ فوراً وہاں پہنچ جائیں''۔ بلیک نے کہا۔

''او کے۔ اب معاوضے کی بات ہو جائے''...... گراسن نے کہا۔

''نوٹوں کی گڈیاں تمہارے سامنے ہیں اور اب بھی تم معاوضے کی بات کر رہے ہو''...... برائٹ نے کہا۔

''یہ معاوضہ میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ میں اپنا پورا کلرز گروپ تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔ تم مجھے یہ بھی نہیں بتا رہے ہو کہ تمہارا ٹارگٹ کون ہے۔ یہ چونکہ بلائنڈ ٹارگٹ ہے اس لئے اس کا معاوضہ میں اپنے مطلب کا لوں گا''...... گراسن نے کہا۔ وہ دولت کا رسیا تھا اس لئے ہاتھ آیا موقع وہ کیسے جانے دیتا۔ اس کی نظر میں اگر بلیک اسے ایڈوانس میں موٹی رقم دے سکتا تھا تو وہ اس سے مزید رقم بھی مانگ سکتا تھا۔

''او کے۔ بولو۔ کتنا معاوضہ لو گے تم''...... بلیک نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

''میں پر ڈے کے حساب سے تم سے معاوضہ لوں گا۔ اپنے گروپ کے دس افراد میں تمہارے حوالے کروں گا جو ہر قسم کا ٹارگٹ ہٹ کرنے کے ماہر ہیں۔ دس افراد کے ایک دن کے میں تم سے ایک لاکھ ڈالر لوں گا۔ بولو دے سکتے ہو مجھے اتنا معاوضہ''۔ گراسن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''دس افراد کی شاید مجھے ضرورت نہ پڑے''...... بلیک نے کہا۔

''میں پورا گروپ تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔ ان میں سے جتنے چاہے افراد سلیکٹ کر لینا''...... گراسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان افراد کی واقعی مجھے ضرورت پڑ جائے''...... بلیک نے کہا تو گراسن کی آنکھیں چمک اٹھیں اس نے بڑھ چڑھ کر معاوضے کی بات کی تھی اور اسے یقین نہیں تھا کہ بلیک اتنی آسانی سے اتنا بڑا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

''او کے۔ اب یہ بتاؤ کہ معاوضہ کیش کی شکل میں دو گے یا میں تمہیں اپنے بنک کا اکاؤنٹ نمبر دوں جہاں تم روزانہ کی بنیاد پر معاوضہ ٹرانسفر کراؤ گے''...... گراسن نے کہا۔

''میرے لئے دونوں صورتیں ہی ممکن ہیں۔ جیسے تم چاہو ویسے ہی معاوضہ تم تک پہنچ جائے گا''...... بلیک نے کہا تو گراسن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے نوٹ پیڈ پر اپنا بنک اکاؤنٹ

تحریر کیا اور پیڈ کا وہ صفحہ پھاڑ کر بلیک کی طرف بڑھا دیا۔

''تم معاوضہ میرے اکاؤنٹ میں ہی ٹرانسفر کرا دینا''۔ گراسن نے کہا۔

''مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بنک اور تمہارے اکاؤنٹ کا نمبر جانتا ہوں''...... بلیک نے کہا اور گراسن بری طرح سے چونک پڑا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تم بنک اور میرا اکاؤنٹ نمبر کیسے جانتے ہو''...... گراسن نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''بلیک کی نظروں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے گراسن۔ تم ان چکروں میں مت پڑو۔ تمہارا اصول ہے کہ تم صرف پیسے کے لئے کام کرتے ہو اور میری طرف سے تمہیں پیسوں کی کوئی کمی نہیں ہو گی۔ بس اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا''...... بلیک نے خشک لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''میرے گروپ کے انچارج کا نام......'' گراسن نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ بلیک نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا۔

''اس کا نام مکلارس ہے۔ تم بس اس تک میرا نام پہنچا دو۔ میں اس سے خود ہی رابطہ کر لوں گا میرے پاس اس کا رابطہ نمبر بھی موجود ہے''...... بلیک نے کہا اور اس بار گراسن ایک جھٹکے سے اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں اس قدر حیرت

تھی کہ وہ پلکیں تک جھپکنا بھول گیا تھا۔ اس نے بلیک جیسا پراسرار انسان آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے بلیک کے اندر کوئی انتہائی عیار اور شاطر بدروح گھسی ہوئی ہے جو اس کے بارے میں سب کچھ جانتی ہے۔ بلیک نے اس کے اٹھنے اور اس کی حیرت کی کوئی پرواہ نہ کی تھی وہ تیزی سے مڑا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ آفس کا دروازہ کھول کر وہ ایک راہداری میں آ گیا۔ راہداری خالی تھی۔ راہداری میں تیز تیز چلتے ہوئے بلیک آگے بڑھا جا رہا تھا اور آگے بڑھتے ہوئے اس کا جسم دھویں میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بلیک مکمل طور پر دھواں بن کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

عمران نے کار پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ کے گیٹ کے سامنے روکی اور پھر اس نے کار سے نکل کر آگے بڑھ کر گیٹ کے دائیں پلر پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن پریس کیا تو گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور کھڑکی میں ایک بوڑھے کا چہرہ دکھائی دیا۔

''فرمائیں''...... بوڑھے نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ جو شکل و صورت سے ہی ملازم ٹائپ معلوم ہوتا تھا۔

''میں علی عمران ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میری پروفیسر صاحب سے فون پر بات ہوئی تھی''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ پروفیسر صاحب نے مجھے آپ کے بارے میں بتا دیا تھا۔ ایک منٹ میں گیٹ کھولتا ہوں''...... بوڑھے نے کہا اور پھر اس نے ذیلی کھڑکی بند کر دی۔ چند لمحوں کے بعد اس نے گیٹ کھولنا شروع کر دیا۔ عمران واپس اپنی کار میں آیا اور گیٹ کھلتے ہی وہ کار اندر لے گیا اور اس نے کار پورچ میں لے جا کر روک دی۔

"آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو سٹنگ روم میں بٹھاتا ہوں اور پروفیسر صاحب کو آپ کی آمد سے آگاہ کرتا ہوں"۔ بوڑھے ملازم نے کہا تو عمران اثبات میں سر ہلا کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ بوڑھے ملازم نے اسے سٹنگ روم میں لا کر بٹھایا اور پھر وہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو بلانے کے لئے چلا گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اچانک عمران کو بوڑھے ملازم کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دیں۔

"خون۔ خون۔ پروفیسر صاحب کا خون ہوگیا ہے"...... بوڑھا ملازم بری طرح سے چیختا ہوا اس طرف آ رہا تھا اور پھر وہ بھاگتا ہوا سٹنگ روم میں آگیا۔ وہ بے حد ڈرا ہوا اور حواس باختہ دکھائی دے رہا تھا۔ سٹنگ روم میں آتے ہی وہ دروازے کے پاس گرا اور بے ہوش ہوگیا۔ اسے گرتے دیکھ کر عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن اس وقت تک بوڑھا ملازم بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران کے دماغ میں اس بوڑھے ملازم کی چیختی ہوئی آواز ہتھوڑے کی ضربوں کی طرح لگی تھی کہ خون خون، پروفیسر صاحب کا خون ہوگیا ہے۔ عمران نے چند لمحے سوچا پھر وہ تیزی سے اٹھا اور اندرونی کمروں کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

پروفیسر مصطفیٰ کمال کو عمران بخوبی جانتا تھا۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال نے شادی نہیں کی تھی اس نے اپنی ساری زندگی پراسرار علوم کی جستجو میں صرف کر دی تھی۔ ان کا کوئی قریبی عزیز بھی نہیں تھا۔ وہ اس

رہائش گاہ میں ایک بوڑھے ملازم کے ہمراہ ہی رہتے تھے جس کا نام کرامت تھا۔

عمران گو پہلے پروفیسر مصطفیٰ کمال سے ملنے ان کی رہائش گاہ میں نہیں آیا تھا لیکن اس کے پروفیسر مصطفیٰ کمال سے اچھے تعلقات تھے۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال، سر سلطان کے دوستوں میں سے تھے جن سے عمران مختلف فنکشنز میں پہلے بھی ملاقات کر چکا تھا اور اسے سر سلطان کے توسط سے ہی پروفیسر مصطفیٰ کمال کی خوبیوں کا علم ہوا تھا۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال بھی عمران کی بذلہ سنجی سے بے حد متاثر ہوئے تھے اور جب سر سلطان نے پروفیسر مصطفیٰ کمال کو عمران کی ملکی مفاد میں کی گئی خدمات کے بارے میں بتایا تو وہ عمران کے بڑے پرستاروں میں شمار ہو گئے تھے اس لئے عمران جب بھی ان سے ملتا یا فون پر بات کرتا تو وہ اس سے ملنے کے لئے بے چین ہو جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ عمران نے فون پر ان سے ملاقات کا وقت مانگا تو انہوں نے نہ صرف عمران کی کال پر خوشی کا اظہار کیا بلکہ اسے فوراً اپنی رہائش گاہ پر آنے کی دعوت دے دی اور عمران دانش منزل سے سیدھا پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

مختلف کمروں کو دیکھتا ہوا عمران جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوا اسے سامنے پڑے ہوئے بیڈ پر ایک بوڑھا آدمی جس نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی اور جس کی کمر میں ایک بڑا سا خنجر دستے

تک دھنسا ہوا تھا اوندھا پڑا دکھائی دیا۔ بوڑھے کا سفید لباس اور بیڈ اس کے خون سے سرخ ہو رہے تھے۔ عمران نے بوڑھے کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ وہ پروفیسر مصطفیٰ کمال ہی تھے جن کی ابھی کچھ دیر پہلے عمران سے فون پر بات ہوئی تھی۔

عمران چند لمحے کمرے کے دروازے پر کھڑا پروفیسر مصطفیٰ کمال کی لاش دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور کمرے میں آ کر وہ کمرے کا بغور جائزہ لینے لگا۔

کمرہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کا بیڈ روم تھا۔ کمرے میں ضروریات زندگی کے سامان کے سوا کچھ نہیں تھا۔ دائیں طرف ایک میز تھی جس پر کئی نئی اور پرانی کتابیں، ایک ٹیبل لیمپ، نوٹ پیڈ اور قلمدان رکھا ہوا تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر دوسری طرف سے پروفیسر مصطفیٰ کمال کا چہرہ دیکھا۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن ان میں زندگی کی رمق نہیں تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر پروفیسر مصطفیٰ کمال کی نبض چیک کی جو ڈوب چکی تھی۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال کا جسم ابھی گرم تھا جس سے محسوس ہو رہا تھا کہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو ہلاک ہوئے ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔

عمران نے پروفیسر مصطفیٰ کمال کی لاش دیکھنے کے بعد کمرے کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ یہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو آخر اس طرح کس نے اور کیوں قتل کیا ہے۔

کمرے میں ایک کھڑکی تھی جو بند تھی۔ اوپر روشندان کافی بلندی پر تھا جس کا مطلب تھا کہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو قتل کرنے والا دروازے کے راستے ہی آیا تھا اور پروفیسر مصطفیٰ کمال کی کمر میں خنجر مار کر واپس چلا گیا تھا۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال کا جسم جس انداز میں بیڈ پر پڑا تھا اس سے عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بیڈ کے پاس دوسری طرف منہ کئے کھڑے تھے کہ عقب سے کسی نے اچانک آ کر ان کی کمر میں خنجر اتار دیا اور پروفیسر مصطفیٰ کمال الٹ کر بیڈ پر گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ہلاک ہو گئے تھے۔ شاید پروفیسر مصطفیٰ کمال نے بھی قاتل کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔

انتہائی باریک بینی سے دیکھنے کے باوجود عمران کو وہاں قاتل کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اس نے رہائش گاہ کے ایک ایک حصے کا بغور جائزہ لیا تھا لیکن رہائش گاہ کے کسی بھی حصے سے اسے قاتل کے بارے میں کوئی کلیو نہیں ملا تھا۔

پروفیسر مصطفیٰ کمال کا بوڑھا ملازم کرامت اس وقت تک ہوش میں آ چکا تھا اور وہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کے بیڈ روم کے دروازے کے پاس بیٹھا آنسو بہا رہا تھا۔ اس میں شاید اتنی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اندر جا کر پروفیسر مصطفیٰ کمال کی لاش کو بھی دیکھ سکے۔

"کرامت بابا۔ کیسے ہوا ہے یہ سب۔ کس نے ہلاک کیا ہے پروفیسر مصطفیٰ کمال کو"...... عمران نے کرامت کے پاس آ کر انتہائی

سنجیدگی سے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا بیٹا۔ میں کچھ نہیں جانتا''...... کرامت نے روتے ہوئے کہا۔

''آخری بار آپ نے پروفیسر صاحب کو زندہ حالت میں کب دیکھا تھا''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔ کرامت چونکہ بوڑھا شخص تھا اس لئے عمران اس سے عزت اور تکریم سے بات کر رہا تھا۔

''آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے انہوں نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا تھا اور کہا تھا کہ ایک نوجوان علی عمران صاحب آنے والے ہیں۔ جب وہ آ جائیں تو میں باہر جا کر ان کے لئے گیٹ کھولوں اور انہیں لے جا کر سٹنگ روم میں بٹھا دوں اور پھر انہیں کمرے میں آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں''...... کرامت نے کہا۔

''یہ کتنی دیر پہلے کی بات ہے''...... عمران نے ماہر سراغ رساں کے انداز میں پوچھا۔

''زیادہ سے زیادہ بیس منٹ ہوئے ہوں گے''...... کرامت نے جواب دیا۔

''کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان بیس منٹوں میں آپ کہاں تھے'' عمران نے پوچھا۔

''میرا زیادہ کام کچن میں ہوتا ہے۔ پروفیسر صاحب نے تھوڑی

دیر پہلے ناشتہ کیا تھا میں ان کے روم سے برتن اٹھا کر لے گیا تھا اور کچن میں برتن دھو رہا تھا''...... کرامت نے کہا۔

''کچن اور پروفیسر صاحب کے کمرے میں کتنا فاصلہ ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''زیادہ نہیں ہے۔ دو کمرے چھوڑ کر دوسری طرف کچن ہے''۔ کرامت نے کہا۔

''مطلب یہ کہ اگر پروفیسر صاحب کو کوئی ضرورت ہو اور وہ اپنے روم سے آپ کو آواز دیں تو ان کی آواز کچن تک آسانی سے پہنچ جاتی ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں بالکل''...... کرامت نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو کیا میرے آنے سے پہلے آپ نے پروفیسر صاحب کے کمرے سے ان کی چیخ کی آواز نہیں سنی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے کوئی چیخ نہیں سنی تھی''...... کرامت نے کہا۔

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب کو ان کی کمر پر خنجر مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ وہ خنجر کھا کر بیڈ پر گرے تھے اور تڑپتے رہتے تھے۔ شدید زخمی ہونے کی وجہ سے ان کے منہ سے کرب ناک چیخیں نکلنا عام سی بات ہے پھر آپ نے ان کی چیخیں کیوں

نہیں سنی تھیں''...... عمران نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے کہا ہے نا کہ میں نے پروفیسر صاحب کی کوئی چیخ نہیں سنی تھی۔ اگر وہ چیخے ہوتے تو میں پہلے ہی ان کے پاس پہنچ جاتا جبکہ میں آپ کے آنے کے بعد آپ کے بارے میں انہیں بتانے کے لئے گیا تھا تب میں نے ان کی لاش دیکھی تھی''۔ کرامت نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے کرامت کے لہجے سے اندازہ لگایا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''اچھا یہ بتائیں کہ میرے آنے سے پہلے پروفیسر صاحب سے کون ملنے آیا تھا''...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''کوئی بھی نہیں۔ پروفیسر صاحب تنہائی پسند ہیں وہ لوگوں سے کم ہی میل ملاپ رکھتے ہیں بلکہ میں یہ کہوں تو بے جا نہیں ہوگا کہ جب سے میں یہاں ملازم ہوں تب سے شاید ہی ان سے ملنے کوئی ان کی رہائش گاہ میں آیا ہو۔ آپ پہلے انسان ہیں جنہیں پروفیسر صاحب نے اپنی رہائش گاہ میں ملنے کی اجازت دی تھی ورنہ پروفیسر صاحب کو جن سے ملنا ہوتا ہے وہ ان سے باہر جا کر ہی ملتے ہیں۔ کسی ہوٹل یا پھر کسی ریسٹورنٹ میں''...... کرامت نے کہا۔

''اگر رہائش گاہ میں کوئی نہیں آیا تو پھر پروفیسر صاحب کو خنجر کس نے مارا تھا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... کرامت نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس رہائش گاہ میں آپ کے اور پروفیسر صاحب کے سوا کوئی نہیں رہتا ہے۔ اگر یہاں کوئی تیسرا نہیں آیا تھا تو پھر اس کا تو یہی مطلب لیا جا سکتا ہے کہ آپ نے ہی میرے آنے سے پہلے پروفیسر صاحب کو ہلاک کر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ صاحب۔ خدا غارت کرے اسے جس نے پروفیسر صاحب کو ہلاک کیا ہے۔ میں نے تو اپنی ساری زندگی پروفیسر صاحب کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ وہ مجھے اپنا ملازم نہیں بلکہ اپنا دوست اور اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ بھلا کوئی اپنے بھائی کو اس قدر بے رحمی سے ہلاک کر سکتا ہے''...... کرامت نے ایک بار پھر روتے ہوئے کہا۔

''آج کے دور میں بھائی ہی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے کرامت بابا۔ بہرحال مجھے پروفیسر صاحب کی ناگہانی ہلاکت پر بے حد افسوس ہے۔ اب یہ تو تحقیقات کرنے پر ہی پتہ چلے گا کہ انہیں کس نے اور کیوں ہلاک کیا ہے۔ اگر میں نے مقامی پولیس کو بلایا تو وہ پروفیسر صاحب کے قتل کے الزام میں آپ کو دھر لیں گے اس لئے میں پولیس کی بجائے ایک ماہر سراغ رساں کو یہاں بلا لیتا ہوں جو یہاں آ کر رہائش گاہ کے ایک ایک حصے کی چیکنگ کرے گا اور آپ سے چند سوال بھی کرے گا۔ آپ اس سے تعاون کرنا تاکہ اصل قاتل تک پہنچا جا سکے ورنہ آپ کی گردن ہی شکنجے میں آئے گی''...... عمران نے کہا۔

''آپ جس سے کہو گے میں اس سے تعاون کروں گا بیٹا۔ میں نے جب پروفیسر صاحب کو ہلاک ہی نہیں کیا تو مجھے کس بات کا ڈر''...... کرامت نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے سیل فون نکالا اور ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔ اسے پروفیسر مصطفیٰ کمال کا قتل انتہائی حیرت انگیز اور پراسرار معلوم ہو رہا تھا۔ اس لئے اس نے اس قتل کی تفتیش کے لئے ٹائیگر کو بلانا پسند کیا تھا تاکہ وہ یہاں آ کر اس بات کا جائزہ لے کہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو کس نے ہلاک کیا ہے۔

عمران نے ٹائیگر کو کال کر کے اسے ساری صورتحال بتائی اور اسے پروفیسر مصطفیٰ کمال کا ایڈریس بتا کر جلد سے جلد وہاں پہنچنے کے لئے کہا۔ ٹائیگر سے بات کر کے عمران ابھی فارغ ہی ہوا تھا کہ اچانک اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے بے شمار افراد بیرونی دیواریں کود کر رہائش گاہ میں داخل ہو رہے ہوں۔

''اوہ۔ لگتا ہے قاتل ابھی یہیں ہیں۔ آپ فوراً کمرے کے اندر جائیں اور اندر سے دروازہ بند کر لیں۔ جلدی''...... عمران نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو کرامت بوکھلائے ہوئے انداز میں پروفیسر مصطفیٰ کمال کے بیڈ روم میں چلا گیا اور اس نے عمران کی جانب متوحش نظروں سے دیکھتے ہوئے فوراً دروازہ بند کیا اور اسے اندر سے لاک لگا لیا۔

عمران کے حساس کانوں میں باہر برآمدے سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے راہداری کی طرف لپکا اور پھر مختلف راستوں سے ہوتا ہوا باہر برآمدے کی طرف جانے والے دروازے کی طرف لپکا۔ ابھی وہ دروازے کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو مسلح افراد اندر آ گئے۔ دونوں شکل و صورت سے بدمعاش ٹائپ دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

''وہ رہا۔ پکڑو اسے۔ جانے نہ پائے''...... ایک بھاری تن و توش کے مالک بدمعاش نے عمران کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور ساتھ ہی دونوں کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کے رخ عمران کی جانب ہوئے اور دوسرے لمحے ماحول مشین گنوں تیز تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

مکلارس، گراسن کا رائٹ ہینڈ ہونے کے ساتھ ساتھ گراسن کے کرائم گروپ کا انچارج تھا۔ وہ لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا مالک تھا اس کے چہرے پر ہر وقت سفاکی اور حیوانیت چھائی رہتی تھی۔ گراسن کا حکم ملتے ہی وہ اپنے دشمنوں کا انتہائی تیزی اور سفاکی سے خاتمہ کر دیتا تھا۔

مکلارس کے گروپ میں دس افراد تھے جو ہر وقت مسلح رہتے تھے۔ مکلارس کو جہاں بھی کارروائی کرنی ہوتی تھی وہ اپنے ساتھ ان مخصوص افراد کو لے جاتا تھا اور ٹارگٹ کلنگ کے لئے وہ ہر حربہ استعمال کرتا تھا اور اس وقت تک چین نہیں لیتا تھا جب تک کہ وہ اپنا ٹارگٹ ہٹ نہ کر لے۔

مکلارس کارروائی کے لئے ہمیشہ تیز رفتار جیپیں ہی استعمال کرتا تھا۔ اس کے ساتھ چونکہ دس افراد ہوتے تھے اس لئے وہ ہمیشہ تین جیپیں ہی لے جاتا تھا۔ ان میں سے ایک جیپ میں وہ خود ہوتا تھا

جبکہ باقی دو جیپوں میں اس کے ساتھی ہوتے تھے۔ ان کے لباس کے جیبوں میں ہلکا پھلکا اسلحہ ہوتا تھا جبکہ بھاری اور تباہ کن اسلحہ وہ جیپوں کی سیٹوں کے نیچے چھپا کر رکھتے تھے۔

مکلارس اور اس کے ساتھیوں کا ٹولہ مین سڑک سے گزرتا ہوا انتہائی تیز رفتاری سے شہر کی سڑکوں پر گھومتا پھر رہا تھا۔ گراسن نے مکلارس کو کال کر کے بلیک کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ بلیک کے احکامات کی اس طرح سے تعمیل کرے جس طرح وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتا تھا۔ مکلارس حکم کا غلام تھا۔ اس کے لئے گراسن کا حکم فرض تھا اور وہ اپنے فرض کے لئے بلا چوں چراں کئے جان لڑا دینے کا عادی تھا۔

مکلارس کی بلیک سے دو مرتبہ بات ہو چکی تھی۔ بلیک نے اسے فون کر کے اس ٹارگٹ کے بارے میں بتایا تھا جس کے لئے اس نے گراسن سے ڈیل کی تھی۔ پہلی کال کے وقت چونکہ مکلارس دوسرے کاموں میں مصروف تھا اس لئے اس نے بلیک کی کال پر چار افراد وہاں بھیج دیئے تھے جہاں بلیک نے انہیں بلایا تھا۔ اس کے چار ساتھی مسلح ہو کر گئے تھے اور بلیک نے انہیں ایک سڑک سے گزرتی ہوئی سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار دکھائی جس میں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ مکلارس کے ساتھی بلیک کے کہنے پر سرخ سپورٹس کار کے پیچھے لگ گئے تھے۔ اس کے بعد ان کا کیا ہوا تھا اس کے بارے میں مکلارس کو کوئی خبر نہیں تھی لیکن پھر جب اسے

دوبارہ بلیک کی کال آئی تو اس نے مکلارس کو بتایا کہ اس نے جن چار افراد کو بھیجا تھا وہ سب علی عمران کو شکار کرنے کی بجائے اس کے ہاتھوں شکار ہو گئے ہیں اور عمران نے ان چاروں کو ہلاک کر دیا ہے۔

علی عمران کے ہاتھوں اپنے چار ساتھیوں کی ہلاکت کا سن کر مکلارس غضبناک ہو گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بلیک کے ٹارگٹ علی عمران تک اُڑ کر پہنچ جائے اور اس کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا دے۔ بلیک نے اسے فون کر کے کہا تھا کہ وہ علی عمران پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ جلد ہی وہ اسے کال کر کے بتائے گا کہ علی عمران کہاں ہے پھر وہ اپنی فورس کے ساتھ آ کر اسے ہلاک کر سکتا ہے۔ بلیک نے مکلارس کو اس وقت تک شہر کی سڑکوں پر رہنے اور اس کے فون کا انتظار کرنے کا کہا تھا اور مکلارس یہی کر رہا تھا۔

اس کے دس ساتھیوں میں سے چار چونکہ عمران کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے تھے اس لئے مکلارس نے اپنے ساتھیوں کی تعداد پوری کرنے کے لئے گراسن کے کلب سے مزید چار بدمعاش اپنے ساتھ لے کر اپنے گروپ کی تعداد پوری کر لی تھی۔ اب مکلارس انتہائی بے چینی سے بلیک کی کال کا منتظر تھا تا کہ وہ علی عمران کو ہلاک کر کے اس سے اپنے چار ساتھیوں کی ہلاکت کا انتقام لے سکے۔

اچانک مکلارس کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو

مکلارس نے کان پر لگی ہوئی بلیوٹوتھ ڈیوائس کا بٹن آن کر لیا۔

”یس۔ مکلارس بول رہا ہوں“...... مکلارس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ کان پر لگی ہوئی بلیوٹوتھ ڈیوائس کی وجہ سے وہ سیل فون ہاتھ میں لئے بغیر اور توجہ سے جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے کال سن سکتا تھا۔

”بلیک بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے بلیک کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ میں تمہاری کال کا ہی انتظار کر رہا تھا بلیک۔ بتاؤ ہمیں کہاں آنا ہے۔ میرے ہاتھ عمران کی گردن کاٹنے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں۔ کہاں ہے وہ“...... مکلارس نے بلیک کی آواز سنتے ہی تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے ساتھیوں کو لے کر نارتھ کالونی کے ڈی بلاک میں آ جاؤ۔ عمران اس بلاک کی کوٹھی نمبر اکیاون میں موجود ہے“...... بلیک نے جواب دیا اور مکلارس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”کیا وہ اس کوٹھی میں اکیلا ہے“...... مکلارس نے پوچھا۔

”کوٹھی میں اس کے ساتھ ایک بوڑھے ملازم کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس کوٹھی کا مالک ایک پروفیسر تھا جسے میں نے ہلاک کر دیا ہے اب تمہیں وہاں پہنچ کر عمران کو ہلاک کرنا ہے“...... بلیک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں“...... مکلارس نے کہا۔

''جلدی آؤ۔ ایسا نہ ہو تمہارے آنے تک وہ کوٹھی سے نکل جائے''...... بلیک نے کہا۔

''میں نارتھ کالونی سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں۔ دس منٹ تک میں وہاں پہنچ جاؤں گا''......مکلارس نے کہا۔

''میں تمہارا اس کوٹھی کے گیٹ کے پاس کھڑا انتظار کر رہا ہوں''...... بلیک نے کہا اور مکلارس نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''ہونہہ۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس عمران کی بوٹیاں اُڑاؤں گا جس نے میرے چار ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے''...... مکلارس نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نارتھ کالونی کی طرف جانے والی سڑک کی طرف جیپ موڑ دی۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی جیپیں موڑ کر اسی طرف لے آئے۔ مین سڑک پر آتے ہی مکلارس نے جیپ کو انتہائی تیز رفتاری سے بھگانا شروع کر دیا تھا۔ وہ جلد سے جلد بلیک کی بتائی ہوئی رہائش گاہ پر پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہاں جاتے ہی وہ علی عمران پر موت بن کر ٹوٹ پڑے اور اس کے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دے۔

اگلے دس منٹ کے بعد وہ نارتھ کالونی کے ڈی بلاک کی کوٹھی نمبر اکیاون کے سامنے تھا۔ گیٹ کے پاس ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام کھڑا دکھائی دیا جس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا اور وہ بانس جیسا دبلا پتلا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سر پر فلیٹ

ہیٹ تھا اور وہ گیٹ کے پاس یوں کھڑا تھا جیسے کسی نے اس بانس جیسے دبلے پتلے انسان کو وہیں گاڑ دیا ہو۔ مکلارس نے جیپ اس سیاہ فام کے قریب لے جا کر روک دی۔

سیاہ فام سے وہ پہلے نہیں ملا تھا۔ اس دبلے پتلے سیاہ فام کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے مکلارس کے چہرے پر حیرت لہرائی پھر وہ اچھل کر جیپ سے باہر آ گیا۔ سیاہ فام کے چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں اور اس کی آنکھیں چھوٹی مگر انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیاہ لباس اس کے سیاہ جسم سے ہم آہنگ ہو رہا تھا۔

''تم بلیک ہو''...... مکلارس نے سیاہ لباس والے کی طرف بڑھتے ہوئے تیز لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ تمہارا شکار اس کوٹھی میں ہے۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ اور اسے ہلاک کر دو''...... سیاہ فام نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر مکلارس کو یقین ہو گیا کہ یہی بلیک ہے جس کی وہ فون پر آواز سنتا رہا ہے۔

''میں اسے پہچانوں گا کیسے''......مکلارس نے پوچھا۔

''کوٹھی میں ایک بوڑھے ملازم اور عمران کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اندر موجود نوجوان عمران ہی ہے''...... بلیک نے کہا۔

''ٹھیک ہے''......مکلارس نے کہا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو اس کے ساتھی تیزی سے اچھل اچھل کر جیپوں سے

نکلے اور انہوں نے جیپوں کی سیٹیں اٹھا کر ان کے نیچے موجود مشین
گنیں اور ہینڈ گرنیڈ اٹھانے شروع کر دیئے۔

''میں نے تم لوگوں کی سہولت کے لئے گیٹ کھول رکھا ہے۔
اندر جاؤ اور جہاں بھی عمران نظر آئے اسے ہلاک کر دو''...... بلیک
نے کہا تو مکلارس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اپنا ایک ساتھی میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ میں تمہاری کامیابی
تک یہیں انتظار کروں گا''...... بلیک نے کہا تو مکلارس نے اثبات
میں سر ہلایا اور اس نے اپنے ایک ساتھی کو بلیک کے پاس رکنے کا
کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کو لے کر گیٹ کی طرف
بڑھا اس نے لات مار کر گیٹ کھولا اور اپنے ساتھیوں سمیت تیزی
سے اندر بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ایک ساتھی نے اسے بھی ایک
مشین گن لا کر دے دی تھی۔

''کوٹھی میں پھیل جاؤ اور جو نظر آئے اسے اُڑا دو''...... مکلارس
نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے چاروں طرف پھیلتے
چلے گئے۔ مکلارس نے ایک ساتھی کو ساتھ لیا اور برآمدے کی
طرف بھاگتا چلا گیا جہاں رہائشی حصے کی طرف جانے کا راستہ تھا۔
برآمدے میں بھاگتے ہوئے وہ دونوں ایک دروازے کے پاس آ
گئے۔ دروازے کے پاس آتے ہی مکلارس فوراً دروازے کے
سائیڈ کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا اس نے اپنے ساتھی کو اشار
کیا تو اس نے آگے بڑھ کر فوراً دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہ

مکلارس اور اس کا ساتھی فوراً اندر داخل ہوئے تو سامنے ایک
راہداری تھی۔ وہ راہداری میں داخل ہوئے تو انہیں سامنے ایک
نوجوان دکھائی دیا۔

''وہ رہا۔ پکڑو اسے۔ جانے نہ پائے''...... مکلارس نے چیختے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ نوجوان کی طرف
کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سے راہداری بری طرح
سے گونج اٹھی۔ اس کے ساتھی نے بھی نوجوان پر فائرنگ کی لیکن
اس وقت تک نوجوان دیوار کی دوسری طرف کود چکا تھا۔ نوجوان کو
فائرنگ سے بچتے دیکھ کر مکلارس اور اس کا ساتھی سامنے کی طرف
مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے بھاگے۔ انہوں نے نوجوان کے ہاتھ
میں ریوالور دیکھ لیا تھا۔ وہ اسے فائر کرنے کا کوئی موقع نہیں دینا
چاہتے تھے اس لئے وہ راہداری کے اس حصے کی طرف مسلسل
فائرنگ کر رہے تھے تا کہ نوجوان کو فائرنگ کرنے کا موقع نہ مل
سکے۔ راہداری کے سرے پر پہنچتے ہی دونوں سائیڈ کی دیواروں سے
لگ گئے۔

مکلارس نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے جیب سے ایک
ہینڈ گرنیڈ نکالا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچ کر اسے پوری قوت
سے راہداری کے دائیں طرف پھینک دیا۔ ایک لمحے بعد راہداری
میں زور دار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ ہوتے ہی مکلارس نے اپنے ساتھی
کو اشارہ کیا اور وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دیوار کے پیچھے سے

نکل کر اس طرف بڑھے جس طرف مکلارس نے بم پھینکا تھا۔ اس طرف آتے ہی دونوں نے مشین گنوں کے منہ کھول دیا اور فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے سامنے کی جانب بھاگے۔ بم سے راہداری اور ایک کمرے کی دیوار اُڑ گئی تھی اور فرش پر بھی گڑھا بن گیا تھا۔ دونوں گڑھا پھلانگ کر تیزی سے آگے بڑھے۔ مکلارس اچھل کر کمرے کی ٹوٹی ہوئی دیوار سے کمرے میں داخل ہو گیا جبکہ اس کا ساتھی تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

مکلارس چیتے جیسی تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ کمرے میں ایک فولاد کا بنا ہوا بڑا بیڈ، چند کرسیاں اور دو الماریاں تھیں۔ ایک الماری کا پٹ کھلا ہوا تھا۔ مکلارس مشین گن لئے اس الماری کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز بے حد محتاط تھا۔ الماری کا پٹ ہل رہا تھا جس سے مکلارس کو شک ہو رہا تھا کہ عمران اس پٹ کے پیچھے موجود ہے۔ آگے جاتے ہی مکلارس نے الماری کے پٹ پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ پٹ پر بے شمار سوراخ بنتے چلے گئے۔ مکلارس فائرنگ کرتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے لات مار کر الماری کا پٹ سائیڈ میں ہٹا دیا لیکن اس کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ اسی لمحے مکلارس کو اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اس کی انگلی مشین گن کے ٹریگر پر ہی تھی۔ وہ فائرنگ کرنے ہی لگا تھا کہ وہ بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ آنے والا اس کا ساتھی تھا۔

"کیا ہوا۔ ملا وہ"...... مکلارس نے اس سے پوچھا۔

"نہیں۔ آگے ایک کمرہ اور ایک کچن ہے۔ میں نے وہاں اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ وہ وہاں نہیں ہے"...... اس کے ساتھی نے کہا۔

"وہ اسی طرف آیا تھا"...... مکلارس نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے بھی دیکھا تھا"...... اس کے ساتھی نے کہا۔

"اگر وہ دوسرے کمرے میں یا کچن میں نہیں ہے تو پھر اسے اس کمرے میں ہونا چاہئے۔ ڈھونڈو اسے"...... مکلارس نے کمرے کا ایک بار پھر بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک بیڈ کے نیچے سے یکے بعد دیگرے دو فائر ہوئے۔ ایک گولی مکلارس کے ساتھی کے سینے پر پڑی اور وہ چیختا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹا اور الٹ کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ اس کے سینے سے خون کا فوارا سا چھوٹ پڑا تھا۔ دوسری گولی مکلارس کے ہاتھوں میں موجود مشین گن پر لگی تھی جس سے مکلارس کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور جا گری تھی۔ مکلارس بھڑک کر فولادی بیڈ کی طرف پلٹا تو اسے بیڈ کے نیچے سے نوجوان کا چہرہ اور ریوالور والا ہاتھ دکھائی دیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو اس بار گولی تمہاری کھوپڑی میں اتار دوں گا"...... فولادی بیڈ کے نیچے موجود نوجوان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور مکلارس ساکت ہو گیا۔ نوجوان اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ مکلارس پر نظر رکھتا ہوا وہ آہستہ آہستہ بیڈ کے

نیچے سے نکل کر باہر آ گیا۔

''تو تم موت سے بچنے کے لئے بیڈ کے نیچے چھپ گئے تھے''۔ مکلارس نے عمران کی جانب انتہائی درشت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''موت سے بچنے کے لئے نہیں تمہارا شکار کرنے کے لئے''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''میرا شکار۔ ہونہہ۔ میں یہاں تمہارا شکار کرنے آیا ہوں اور تم میرا شکار کرنے کی بات کر رہے ہو''...... مکلارس نے اسی اندا میں کہا۔

''نام کیا ہے تمہارا''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا میں تمہارے سوال کا جواب دینے کا پابند ہوں''۔ مکلارس نے اسے کینہ توز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر تم نے جواب نہ دیا تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں موت سے نہیں ڈرتا''...... مکلارس نے کہا۔

''بڑی خوشی کی بات ہے کہ غنڈوں اور بدمعاشوں میں بھی اتنی دلیری پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے''۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں عام غنڈہ نہیں ہوں''...... مکلارس نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ وہ تو تمہارے چہرے سے ہی پتہ چل رہا ہے کہ تم مہا غنڈے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر تم سمجھ رہے ہو کہ تم میرے ہاتھوں سے بچ جاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے عمران''...... مکلارس نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم میرا نام بھی جانتے ہو''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھور کر کہا۔

''ہاں۔ میں یہاں تمہیں ہلاک کرنے آیا ہوں۔ تمہارا نام و پتہ جاننے کے بعد ہی میں اس کام کے لئے نکلا تھا''...... مکلارس نے کہا۔

''جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میری تم سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ پھر تم اچانک میری جان کے دشمن کیوں بن گئے ہو۔ کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو تم مجھے''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں یہ سب بتانا ضروری نہیں سمجھتا''...... مکلارس نے منہ بنا کر کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو کیا بتانا ضروری سمجھتے ہو''...... عمران نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ کہ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے۔ اس رہائش گاہ کے ہر حصے میں میرے آدمی پھیلے ہوئے ہیں''...... مکلارس نے کہا۔

''کیا پروفیسر مصطفیٰ کمال کو بھی تم نے ہلاک کیا ہے''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کون پروفیسر مصطفیٰ کمال''...... مکلارس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جس رہائش گاہ میں تم موجود ہو یہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہو گی۔ مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ اس رہائش گاہ میں تم موجود ہو۔ میں یہاں صرف تمہاری ہلاکت کے لئے آیا ہوں۔ یہاں اور کون رہتا ہے اس سے مجھے مطلب نہیں ہے''...... مکلارس نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ میرے بارے میں کیا جانتے ہو کون ہوں میں جو تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یہی کہ تم میرا شکار ہو اور بس''...... مکلارس نے سادہ سے لہجے میں کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''گویا تم مجھے یہاں اپنی مرضی سے ہلاک کرنے نہیں آئے ہو۔ میری ہلاکت کے لئے تمہیں ہائر کیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہی سچ ہے''...... مکلارس نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

''اور تم مجھے یہ بتاؤ گے ہی نہیں کہ تمہیں اس کام کے لئے کس نے ہائر کیا ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''بالکل۔ جو بات میرے اصول کے خلاف ہے میں اس پر

بات کرنا پسند نہیں کرتا''...... مکلارس نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مکلارس سے کچھ اور پوچھتا مکلارس نے عمران کے ہاتھ میں موجود ریوالور کی پرواہ کئے بغیر اس پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے اس کے وار سے بچنے کی کوشش کی لیکن مکلارس ضرورت سے زیادہ تیز تھا عمران کو ہٹتے دیکھ کر اس نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں حرکت دیتے ہوئے گھمایا اور اس کی دونوں ٹانگیں عمران کے پیٹ پر پڑیں اور عمران اچھل کر منہ کے بل بیڈ پر جا گرا۔ عمران کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اسی لمحے مکلارس نے چھلانگ لگائی اور بیڈ پر گرے ہوئے عمران پر جا گرا، عمران نے اس طرح الٹے لیٹے ہوئے ہی دونوں پیروں کو پیچھے کی طرف کیا اور مکلارس قلابازی کھا کر بیڈ کے سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر وہ سر کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔

مکلارس کو اچھالتے ہی عمران تیزی سے سیدھا ہوا اور اس نے دونوں ٹانگوں کی مدد سے بیڈ کو پوری قوت سے دیوار سے ٹکرا دیا اور مکلارس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کی عجیب سی پوزیشن بن گئی تھی۔ اس کا سر فرش پر ٹکا ہوا تھا جبکہ ٹانگیں دیوار سے لگی ہوئی تھیں اور بیڈ نے اس کے پیٹ کو دیوار سے بری طرح سے بھینچ دیا تھا۔ عمران نے پوری قوت سے بیڈ کو دیوار کے ساتھ لگائے رکھا اور مکلارس مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اس نے ادھر ادھر نکلنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اپنے جسم کی پوری قوت لگا رکھی تھی۔ اسے علم تھا

کہ اب اگر یہ بدمعاش نکل گیا تو اس کا ہاتھ آنا مشکل ہو گا۔ عمران نے ٹانگوں کی مدد سے بیڈ کو زور زور سے جھٹکے دینے شروع کر دیئے اور مکلارس کی قوت مدافعت آہستہ آہستہ دم توڑتی چلی گئی۔ پھیپھڑوں کا نچلا حصہ بیڈ اور دیوار کے درمیان پھنس جانے کی وجہ سے وہ پوری طرح سے سانس نہ لے سکتا تھا اس لئے وہ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں اس کی ٹانگیں بے جان ہو کر لٹک گئیں تو عمران نے تیزی سے پیچھے ہٹ کر ایک پیر کی مدد سے بیڈ کے پائے کو باہر کی طرف کھسکایا اور اس کے ساتھ ہی مکلارس کا الٹا لٹکا ہوا جسم دھڑام سے درمیانی خلاء میں گرتا چلا گیا۔

عمران نے بیڈ کو اور کھسکایا اور پھر جب خلاء خاصا بڑا ہو گیا تو وہ اس بدمعاش کی طرف بڑھا۔ اس نے بدمعاش کو اٹھایا اور پھر اسے کمرے میں موجود ایک صوفے پر پھینک دیا۔ عمران اس کی تلاشی لینے کے لئے آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے باہر بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے فوراً فرش پر پڑا ہوا اپنا ریوالور اٹھایا اور اچھل کر اس صوفے کے پیچھے آ گیا جس پر اس نے مکلارس کو ڈال رکھا تھا۔ اسی لمحے ٹوٹی ہوئی دیوار کے پاس اسے دو مشین گن بردار دکھائی دیئے۔

''ارے۔ یہ باس کو کیا ہوا''...... ان میں سے ایک نے مکلارس کو صوفے پر بے حس پڑے دیکھ کر کہا۔ دوسرا شخص بھی مکلارس کو اس حالت میں دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ دونوں ٹوٹی ہوئی

دیوار سے اچھل کر کمرے میں آئے ہی تھے کہ عمران فوراً اٹھا۔ اسے دیکھ کر مسلح افراد ٹھٹھک گئے اس سے پہلے کہ وہ مشین گن کا رخ عمران کی جانب کر کے فائر کرتے، عمران کے ریوالور سے دو شعلے نکلے اور وہ اچھل اچھل کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے باہر گرتے چلے گئے۔

مکلارس نے کہا تھا کہ اس رہائش گاہ میں اس کے کئی ساتھی موجود ہیں۔ عمران جانتا تھا کہ اگر اس نے بدمعاش سے یہیں پوچھ گچھ کرنا شروع کی تو اس کا کوئی نہ کوئی ساتھی یہاں آ جائے گا اور اسے مشکل ہو سکتی ہے اس لئے عمران نے پہلے بدمعاش کے ساتھیوں کو ٹھکانے لگانے کا سوچا کہ ان سب کو ہلاک کرنے کے بعد وہ اس بدمعاش کی زبان کھلوائے گا۔ یہ سوچ کر عمران نے سب سے پہلے مکلارس کا منہ کھول کر اس کے دانت چیک کئے لیکن مکلارس کے دانتوں میں کوئی زہریلا کیپسول چھپا ہوا نہیں تھا۔ عمران نے مطمئن ہو کر بیڈ کی چادر پھاڑی اور اسے مروڑ کر رسیوں جیسا بناتا ہوا مکلارس کے قریب آ گیا اور پھر اس نے مکلارس کو باندھنا شروع کر دیا۔

مکلارس کو باندھ کر عمران نے اپنے ریوالور پر جیب سے سائیلنسر نکال کر ایڈجسٹ کیا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے راہداری چیک کی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سائیڈ میں موجود دوسری راہداری کی طرف آ گیا۔ باہر سے اسے بدستور دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ سائیڈ میں موجود

دوسری راہداری کے قریب آتے ہی وہ رکا۔ دیوار سے لگ کر اس نے سائیڈ میں جھانکا تو اسے وہاں ایک اور مشین گن بردار دکھائی دیا۔ عمران نے فوراً اپنا سر پیچھے کر لیا کیونکہ مشین گن بردار آہستہ آہستہ چلتا ہوا اسی طرف آ رہا تھا۔ سر پیچھے کرتے ہی عمران نے ریوالور کا رخ سامنے دیوار کی جانب کیا اور پھر اس نے دیوار پر ترچھے انداز میں فائر کر دیا۔ اس نے چونکہ راہداری میں آنے والے مشین گن بردار کی پوزیشن چیک کر لی تھی اس لئے اس نے ریوالور سے دیوار پر فائر کیا تھا۔ اس کے ریوالور سے نکلنے والی گولی دیوار سے رگڑ کھاتی ہوئی اچٹی اور پھر سیدھی راہداری میں آنے والے بدمعاش کے سر میں گھستی چلی گئی۔ عمران نے بدمعاش کے گرنے کی آواز سنی تو وہ اچھل کر سامنے آ گیا اور پھر بدمعاش کو گرے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور بدمعاش کی لاش پھلانگتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

باہر سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں سن کر عمران کو صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ بدمعاشوں کی تعداد زیادہ ہے اور وہ نجانے رہائش گاہ کے کس کس حصے میں موجود ہیں۔ ان سب کو تلاش کرنے اور انہیں نشانہ بنانے میں عمران کو خاصی دقت کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا اس لئے عمران نے کچھ سوچ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹی

سی ڈبیہ نکال لی۔ یہ ڈبیہ ماچس کی ڈبیہ جتنی بڑی تھی۔ عمران نے ڈبیہ کھولی تو ڈبیہ میں شیشے کی بنی ہوئی چند گولیاں دکھائی دیں۔ گولیاں ریوالور میں استعمال ہونے والی عام گولیوں جیسی تھیں۔ عمران نے ان میں سے ایک گولی نکالی اور ڈبیہ بند کر کے اس نے ڈبیہ واپس کوٹ کی جیب میں ڈال لی پھر اس نے ریوالور کا چیمبر کھولا اور شیشے کی بنی ہوئی گولی اس نے چیمبر کے ایک خانے میں ڈال دی۔ اس نے چیمبر گھما کر شیشے کی گولی فائرنگ پوائنٹ پر ایڈجسٹ کی اور پھر وہ بیرونی دروازے کے قریب آ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کا ہینڈل پکڑا اور پھر ہینڈل گھما کر اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول لیا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے باہر دیکھا تو اسے برآمدے میں مزید دو مشین گن بردار دکھائی دیئے۔ ان دونوں کا دھیان دوسری طرف تھا۔ عمران نے دروازے کی درز سے ریوالور کی نال باہر نکالی اور ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے ٹھک کی آواز کے ساتھ شیشے کی بنی ہوئی بلٹ نکلی اور برآمدے میں موجود مشین گن برداروں کے اوپر سے گزرتی ہوئی سامنے باؤنڈری کی دیوار سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ دھماکے کی آواز سن کر برآمدے میں موجود دونوں مشین گن بردار بری طرح سے چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اسی لمحے اچانک ان کے سر چکرائے اور وہ لہراتے ہوئے گرتے چلے گئے۔ عمران نے فائر کرتے ہی اپنا سانس روک لیا تھا۔ عمران چونکہ وہاں آنے

والے بدمعاشوں کی تعداد سے لاعلم تھا اس لئے اس نے ان سب کو ایک ایک کر کے ہلاک کرنے کی بجائے ان سب کو ایک ساتھ بے ہوش کرنے کا پروگرام بنایا تھا اسی لئے اس نے ریوالور میں ایک گیس بلٹ ڈال کر فائر کر دی تھی جس سے نکلنے والی زود اثر گیس نے برآمدے میں موجود دونوں افراد کو ایک لمحے میں بے ہوش ہو کر گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ رہائش گاہ میں موجود باقی سب افراد بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔ عمران نے اگر سانس نہ روکا ہوتا تو وہ بھی اس گیس کی بو سے بے ہوش ہو سکتا تھا۔ عمران چند لمحے دروازے کے پاس کھڑا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ گیس بلٹ کا اثر صرف ایک منٹ کے لئے رہتا ہے۔ ایک منٹ کے اندر گیس ہوا میں تحلیل ہو جاتی تھی لیکن اس گیس کی رینج میں آنے والا ہر انسان کئی گھنٹوں کے لئے بے ہوش ہو جاتا تھا۔

سانس لیتے ہی عمران نے اطمینان سے دروازہ کھولا اور برآمدے میں آ گیا۔ اس نے پوری رہائش گاہ کا راؤنڈ لگایا۔ رہائش گاہ میں آنے والے مسلح افراد کی تعداد دس تھی۔ جن میں سے ایک کو عمران نے ایک کمرے میں باندھ رکھا تھا۔ چار افراد کو وہ ہلاک کر چکا تھا اور باقی پانچ اسے رہائش گاہ کے مختلف حصوں میں بے ہوش پڑے ملے تھے۔

عمران نے ان سب کو وہیں چھوڑا اور پھر وہ اطمینان بھرے

انداز میں واپس اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس نے مکلارس کو باندھ رکھا تھا۔ مکلارس کے تمام ساتھی چونکہ بے ہوش ہو چکے تھے اس لئے عمران اب اطمینان سے مکلارس سے پوچھ گچھ کر سکتا تھا۔

کمرے میں واپس آ کر عمران جب مکلارس کے نزدیک آیا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ مکلارس صوفے پر بدستور بندھا پڑا تھا لیکن اب وہ لاش کی شکل میں پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن مڑی ہوئی تھی جیسے کسی نے اس کی گردن کو زور دار جھٹکا دے کر توڑ دیا ہو۔ عمران ابھی بدمعاش کی لاش دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اسی لمحے زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ساتھ ہی زور دار گڑگڑاہٹ ہوئی اور عمران کو کمرے کی چھت اپنے سر پر گرتی ہوئی دکھائی دی۔

تیز چیخ کی آواز سن کر ڈاکٹر کرس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی نظریں سامنے دیوار پر پڑیں۔ چیخ کی آواز اسے دیوار کے پیچھے سے سنائی دی تھی۔

''شیاؤ''...... ڈاکٹر کرس نے دیوار کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں آقا۔ میں شیاؤ ہوں۔ مجھے آنے کی اجازت دی جائے''۔ دیوار کے پیچھے سے غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''آ جاؤ''...... ڈاکٹر کرس نے کہا تو اچانک گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ دیوار میں شگاف بنتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد شگاف کے پیچھے ایک تاریک سرنگ دکھائی دی اور پھر اچانک اس تاریک سرنگ سے سیاہ فام شیاؤ نکل کر باہر آ گیا۔ شیاؤ کے سیاہ چہرے پر عجیب سی چمک تھی۔ اس کی آنکھوں میں بھی جیسے طاقتور واٹ کے بلب روشن نظر آ رہے تھے۔

''کافی خوش دکھائی دے رہے ہو شیاؤ۔ کیا کوئی خاص خبر لائے

ہو''...... ڈاکٹر کرس نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں آقا۔ میرے پاس آپ کے لئے ایک بہت بڑی خوش خبری ہے''...... شیاؤ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''خوش خبری۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے علی عمران کو ہلاک کر دیا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''ہاں آقا۔ میں نے آخر کار آپ کے سب سے بڑے دشمن علی عمران کو ہلاک کر دیا ہے''...... شیاؤ نے کہا تو ڈاکٹر کرس کے چہرے پر قدرے سکون آ گیا۔

''کیسے ہلاک کیا ہے تم نے اسے۔ مجھے تفصیل بتاؤ''...... ڈاکٹر کرس نے چند لمحے اسے غور سے دیکھتے رہنے کے بعد سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''میں ظاہری حالت میں علی عمران کے سامنے نہیں جا سکتا تھا آقا اور نہ ہی میں اس پر کوئی ماورائی طاقت استعمال کر سکتا تھا اس لئے میں نے علی عمران کو ہلاک کرنے کے لئے پاکیشیا کے ایک کرمنل گروپ کو آگے کر دیا تھا۔ میں غیبی حالت میں علی عمران کی نگرانی کرتا تھا اور پھر اس گروپ کو احکامات دیتا تھا کہ وہ آ کر عمران پر اٹیک کریں۔ کرمنل گروپ کے چار افراد نے عمران پر ایک ویران سڑک پر حملہ کیا لیکن عمران نے ان میں سے تین افراد کو ہلاک کر دیا اور ان میں سے ایک آدمی کو اٹھا کر اپنے خاص ٹھکانے پر لے گیا۔ وہ آدمی عمران کو میرے بارے میں کچھ نہ بتا

دے اس لئے میں نے غیبی حالت میں اس آدمی کے منہ میں زہریلا کیپسول ڈال دیا جس سے وہ آدمی فوراً ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جب مجھے پتہ چلا کہ عمران جناتی دنیا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے پراسرار علوم کے ماہر کسی پروفیسر کے پاس جا رہا ہے تو میں نے فوراً اس پروفیسر کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر میں نے عمران کے پہنچنے سے پہلے اس پروفیسر کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا۔ عمران اس پروفیسر کی رہائش گاہ میں پروفیسر کو ہلاک کرنے والے کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا تو میں نے فوری طور پر کرمنل گروپ کو وہاں بلا لیا تاکہ وہ اس عمارت میں موجود علی عمران کو ہلاک کر دیں۔ گروپ عمارت میں داخل ہوا مگر عمران نے ان کا بھرپور مقابلہ کیا اور گروپ کے چار افراد کو ہلاک کر کے اس نے سربراہ کو ایک کمرے میں باندھ دیا۔ سربراہ کو باندھنے کے بعد اس نے عمارت میں داخل ہونے والے کرمنل گروپ کے باقی افراد کو ہلاک کرنے کے لئے انہیں کسی گیس سے بے ہوش کر دیا۔ عمران اس گروپ کے سربراہ سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا اور سربراہ چونکہ میرے بارے میں جانتا تھا اس لئے میں نے اندر جا کر اس کی گردن کی ہڈی توڑ دی تاکہ وہ عمران کو میرے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ کرمنل گروپ کا ایک آدمی میرے ساتھ تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ عمران نے اندر موجود تمام افراد کو ہلاک اور بے ہوش کر دیا ہے تو میں نے اس آدمی کا دماغ

اپنے کنٹرول میں لیا اور پھر اس نے میرے حکم سے پروفیسر کی رہائش گاہ پر ایک طاقتور میزائل فائر کر دیا جس سے زوردار دھماکہ ہوا اور عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ عمران چونکہ اس عمارت کے اندر موجود تھا اس لئے اس کے زندہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ عمران عمارت کے ملبے تلے دفن ہو گیا ہے تو میں نے کرمنل گروپ کے اس آدمی کو بھی ہلاک کیا اور اس کی لاش ملبے پر پھینک دی اور پھر میں یہاں واپس آ گیا''...... شیاؤ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ عمران ملبے تلے دفن ہو کر ہلاک ہو چکا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں آقا۔ میں نے اپنی طاقتوں کا بھرپور استعمال کیا تھا۔ مجھے اس عمارت کے نیچے کسی زندہ انسان کے وجود کا نشان نہیں ملا تھا۔ اگر وہاں کوئی زندہ ہوتا تو میری طاقتیں اس کے بارے میں مجھے ضرور آگاہ کرتیں''...... شیاؤ نے کہا۔

''بہت خوب۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم نے واقعی میرے دشمن علی عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں تم سے بے حد خوش ہوں شیاؤ۔ تم نے واقعی وہ کام کر دکھایا ہے جو کسی اور کے بس کی بات نہیں تھی''...... ڈاکٹر کرس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں آقا۔ جس طرح عمران پہلے دو حملوں میں مجھ سے بچتا رہا

تھا اس پر مجھے بھی غصہ آ رہا تھا لیکن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ
جب تک اسے ہلاک نہیں کروں گا اس وقت تک مجھے سکون نہ
آئے گا''...... شیاؤ نے کہا۔

''کیا عمران کی لاش اب بھی اس ملبے تلے دبی ہوئی ہے''۔
ڈاکٹر کرس نے پوچھا۔

''ہاں آقا۔ پروفیسر کی رہائش گاہ کافی بڑی تھی۔ اس کا منوں
وزنی ملبہ آسانی سے نہیں اٹھایا جا سکتا۔ لاش ابھی اس ملبے کے نیچے
ہی ہو گی''...... شیاؤ نے کہا۔

''کیا تم اس ملبے کے نیچے سے وہ لاش لا کر مجھے دکھا سکتے
ہو''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''اوہ۔ آپ کو شاید میری بات پر یقین نہیں ہو رہا ہے''۔ شیاؤ
نے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے ناگواری کا عنصر شامل تھا۔

''نہیں۔ مجھے تمہاری بات پر یقین ہے شیاؤ''...... ڈاکٹر کرس
نے کہا۔

''تو پھر آپ اس کی لاش کیوں دیکھنا چاہتے ہیں آقا''...... شیاؤ
نے اسی انداز میں کہا۔

''مجھے عمران کی لاش کی ضرورت ہے شیاؤ''...... ڈاکٹر کرس نے
کہا۔

''لاش کی ضرورت۔ میں سمجھا نہیں''...... شیاؤ نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

''میں جناتی دنیا کے سردار جن کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے
عمل کر رہا ہوں۔ جب میرا عمل پورا ہو گا تو سردار جن میرے
سامنے آ جائے گا۔ میرا غلام بننے سے پہلے وہ مجھ سے انسانی دل
کی بھینٹ مانگے گا اور وہ مجھ سے کسی ایسے انسان کے دل کی
بھینٹ مانگے گا جو پاک صاف ہو اور ہر برائی سے عاری ہو۔ علی
عمران ایسا ہی انسان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس کی لاش لا
کر دو تاکہ میں اس کے سینے سے اس کا دل نکال کر اپنے پاس
محفوظ کر لوں اور جب سردار جن مجھ سے بھینٹ مانگے تو میں عمران
کا دل اسے دے دوں۔ عمران کے دل کی بھینٹ لے کر وہ میرا
غلام بن جائے گا اور پھر ساری دنیا میری مٹھی میں آ جائے گی۔
میں سردار جن کے ذریعے اس ساری دنیا کو تسخیر کر لوں گا۔ دنیا کی
کوئی طاقت میرے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکے گی''۔
ڈاکٹر کرس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھ گیا ہوں آقا۔ سردار جن کو واقعی جب تک پاک
صاف اور نیک دل انسان کے دل کی بھینٹ نہ دی جائے وہ کسی
کے قابو میں نہیں آ سکتا۔ میں ابھی جاتا ہوں اور ملبے سے عمران کی
لاش نکال کر یہاں لا کر آپ کے قدموں میں ڈال دیتا ہوں۔
آپ اس کا دل نکال کر اپنے پاس محفوظ کر لیں اور اس کا باقی جسم
آدم خور ذریات کے حوالے کر دیں تاکہ وہ عمران کی ایک ایک ہڈی
تک چبا کر اس کا نام و نشان تک مٹا دیں''...... شیاؤ نے کہا۔

''میں ایسا ہی کروں گا شیاؤ۔ تم علی عمران کی لاش لا کر اپنے پاس محفوظ کر لینا۔ جب میرا عمل ختم ہو جائے گا تب میں تمہیں خود آواز دے کر بلاؤں گا اور پھر تم عمران کی لاش میرے پاس لے آنا''...... ڈاکٹر کرس نے کہا تو شیاؤ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے آقا۔ میں جا کر عمران کی لاش لے آتا ہوں۔ میں عمران کی لاش پر سیاہ مصالحے لگا کر اپنے پاس محفوظ کر لوں گا تاکہ اس کی لاش گل سڑ نہ جائے''...... شیاؤ نے کہا تو ڈاکٹر کرس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور شیاؤ الٹے قدموں چلتا ہوا واپس تاریک سرنگ میں چلا گیا اور اس کے جاتے ہی سرنگ کی دیوار برابر ہوتی چلی گئی۔ ابھی شیاؤ سرنگ میں گیا ہی تھا کہ اسی لمحے ڈاکٹر کرس کو ایک اور چیخ کی آواز سنائی دی۔

''ہنجاری۔ یہ تو ہنجاری کے چیخنے کی آواز ہے۔ یہ کیوں آئی ہے۔ میں نے تو اسے نہیں بلایا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں غار میں آنے والے راستے پر جمی ہوئی تھیں۔ چیخ کی آواز اسی طرف سے آئی تھی۔

''آؤ۔ ہنجاری''...... ڈاکٹر کرس نے اونچی آواز میں کہا اچانک تیز زناٹے دار آواز سنائی دی اور ایک بگولا سا ناچتا ہوا آیا اور ڈاکٹر کرس کے سامنے آ کر بجلی کی سی تیزی سے گھومنے لگا بگولے کی رفتار آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد

بگولے میں ایک عورت کا جسم گھومتا ہوا دکھائی دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب بگولا رکا تو وہاں ایک انتہائی حسین لڑکی کھڑی تھی۔ اس لڑکی نے سرخ رنگ کا قدیم شہزادیوں جیسا لباس پہن رکھا تھا۔ لڑکی کا رنگ سفید تھا لیکن اس کی آنکھوں کی جگہ دو گڑھے تھے۔

''ہنجاری ڈاکٹر کرس کی خدمت میں سلام کرتی ہے''...... لڑکی کے حلق سے چیختی ہوئی آواز نکلی۔

''میں نے تمہارا سلام قبول کیا۔ بولو۔ کیوں آئی ہو یہاں۔ کس نے بھیجا ہے تمہیں''...... ڈاکٹر کرس نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہارے پاس کاندیو نے بھیجا ہے ڈاکٹر کرس''...... لڑکی نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''کاندیو۔ کون کاندیو۔ میں کسی کاندیو کو نہیں جانتا''...... ڈاکٹر کرس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کاندیو۔ کالے معبد کا پجاری ہے ڈاکٹر کرس۔ شیاؤ اسی کاندیو کا غلام تھا جسے تم نے اپنی طاقتوں سے اپنے قابو میں کر لیا تھا''۔ ہنجاری نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب سمجھا۔ بولو۔ کیوں بھیجا ہے کاندیو نے تمہیں میرے پاس''...... ڈاکٹر کرس نے منہ بنا کر کہا۔

''کاندیو کا پیغام ہے کہ تم نے شیاؤ کو جس آدم زاد کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا تھا شیاؤ اس آدم زاد کو ہلاک کرنے میں

ناکام رہا ہے''...... ہنجاری نے کہا تو ڈاکٹر کرس بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ شیاؤ کو تو میں نے عمران نامی ایک شخص کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا تھا اور اس نے ابھی کچھ دیر پہلے آ کر مجھے بتایا تھا کہ اس نے علی عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ اگر اس نے علی عمران کو ہلاک نہیں کیا تھا تو پھر اس نے مجھ سے جھوٹ کیوں کہا تھا اور شیاؤ میرے سامنے جھوٹ کیسے بول سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''شیاؤ نے تم سے جھوٹ نہیں بولا تھا ڈاکٹر کرس۔ اس نے عمران کو ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک زندہ انسان کے ذریعے اس نے اس عمارت پر دھماکہ کرایا تھا جس سے عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی۔ شیاؤ جس انسان کو ہلاک کرنا چاہتا تھا وہ اسی عمارت کے اندر موجود تھا۔ وہ ایک کمرے میں موجود تھا۔ جب کمرے کی چھت گرنے لگی تو وہ فوراً کمرے میں موجود ایک فولادی بیڈ کے نیچے چلا گیا تھا۔ چھت اس بیڈ پر گری تھی جس کے دباؤ سے وہ انسان بے ہوش ہو گیا تھا۔ ایک تو وہ آدمی لوہے کے بیڈ کے نیچے تھا اور دوسرا وہ چونکہ بے ہوش ہو چکا تھا اور چند لمحوں کے لئے اس کا سانس بھی رک گیا تھا اس لئے شیاؤ نے جب اپنی طاقتوں سے ملبے کے نیچے زندہ انسانوں کا پتہ لگانے کی کوشش کی تو اسے یہی بتایا گیا کہ ملبے کے نیچے کوئی زندہ

انسان موجود نہیں ہے''...... ہنجاری نے کہا تو ڈاکٹر کرس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ علی عمران ہزاروں ٹن ملبے تلے ابھی تک زندہ ہے''...... ڈاکٹر کرس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ زندہ ہے اور کاندیو کا کہنا ہے کہ اس انسان کو ہلاک کرنے کے لئے دوبارہ شیاؤ کو استعمال نہ کرنا۔ اگر اس بار شیاؤ اس انسان کو ہلاک کرنے گیا تو وہ انسان اسے دیکھ لے گا اور اگر شیاؤ اس انسان کی نظروں میں آ گیا تو وہ اسے ایک لمحے میں فنا کر دے گا''...... ڈاکٹر کرس نے کہا۔

''کیا کہا۔ وہ انسان، شیاؤ کو فنا کر دے گا۔ ایک انسان بھلا شیطانی طاقت کو کیسے فنا کر سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ میں نہیں جانتی۔ مجھے تمہارے پاس کاندیو نے جو پیغام دے کر بھیجا ہے میں وہی تمہیں بتا رہی ہوں''...... ہنجاری نے کہا۔

''لیکن میں نے تو شیاؤ کو پھر وہاں بھیج دیا ہے تاکہ وہ ملبے کے نیچے سے عمران کی لاش نکال کر اسے لا کر اپنے پاس محفوظ کر لے اور جب میں کہوں تو وہ اس کی لاش میرے پاس لے آئے تاکہ میں اس کی لاش سے دل نکال سکوں''...... ڈاکٹر کرس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''تم نے شیاؤ کو وہاں بھیج کر غلطی کی ہے ڈاکٹر کرس۔ ملبہ زیادہ

ہے اگر وہ انسان کچھ دن ملبے کے نیچے دبا رہے گا تو وہ خود بخود ہلاک ہو جائے گا لیکن اگر اسے جلد نکال لیا گیا تو پھر وہ ہلاک نہیں ہو گا بلکہ شیاؤ کے لئے خطرہ بن جائے گا اس لئے جیسے بھی ممکن ہو اسے واپس بلاؤ ورنہ تم بڑی مصیبت میں پھنس جاؤ گے“...... ہنجاری نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”مصیبت۔ کیسی مصیبت“...... ڈاکٹر کرس نے چونک کر کہا۔

”اگر شیاؤ فنا ہو گیا تو تمہاری طاقتوں میں بے پناہ کمی آ جائے گی ڈاکٹر کرس۔ تم شیاؤ کے ساتھ بے شمار شیطانی طاقتوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے جن کی بدولت تم ایک طاقتور وچ ڈاکٹر بنے ہوئے ہو۔ اگر وہ طاقتیں تم سے چھن گئیں تو تمہارے پاس سوائے جناتی دنیا کے جنات کے اور کچھ باقی نہیں بچے گا“...... ہنجاری نے کہا اور اس کی بات سن کر ڈاکٹر کرس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

”اوہ اوہ۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہوا تو میں کمزور ہو جاؤں گا۔ بغیر ماورائی قوتوں کے میں تو کسی بھی کام کا نہیں رہوں گا“...... ڈاکٹر کرس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو کاندیو نے کہا ہے کہ شیاؤ کو دوبارہ اس انسان کے پاس مت بھیجنا۔ اب اگر تم نے اسے بھیج دیا ہے تو اسے جلد سے جلد واپس بلاؤ اور وہ جیسے ہی واپس آئے اسے فوری طور پر شیطانی معبد میں کاندیو کے پاس بھیج دو اسی میں اس کی اور تمہاری بھلائی ہے“...... ہنجاری نے کہا۔

”لل لل۔ لیکن میں اسے واپس کیسے بلاؤں گا۔ ایک بار جب میں اسے کسی کام کے لئے بھیج دیتا ہوں تو اسے واپس بلانے کے لئے میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کام پورا کئے بغیر واپس آتا ہے“...... ڈاکٹر کرس نے اسی انداز میں کہا۔

”شیاؤ کو واپس کیسے بلانا ہے یہ سوچنا تمہارا کام ہے ڈاکٹر کرس۔ میں نے تمہیں کاندیو کا پیغام دینا تھا سو دے دیا ہے۔ اب تم جانو، کاندیو جانے یا شیاؤ۔ میرا کام ختم ہو گیا ہے اس لئے میں جا رہی ہوں“...... ہنجاری نے کہا۔ اسی لمحے اس کا جسم کسی لٹو کی طرح گھومنا شروع ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے گھومتے ہوئے ایک بار پھر بگولے کا روپ دھار لیا اور بگولا تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سے آیا تھا

”ارے ارے۔ کہاں جا رہی ہو۔ میری بات تو سنو“...... ڈاکٹر کرس نے چیختے ہوئے کہا لیکن بگولا نہ رکا اور دیکھتے ہی دیکھتے غار میں غائب ہوتا چلا گیا۔

”اوہ اوہ۔ یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ شیاؤ سے آخر اتنی بڑی غلطی کیسے ہو گئی کہ اس نے زندہ انسان کو مرا ہوا سمجھ لیا تھا“...... ڈاکٹر کرس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ وہ کچھ دیر پریشانی کے عالم میں پہلو بدلتا رہا پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا۔

”کاماری۔ ہاں۔ مجھے کاماری کو بلانا چاہئے۔ وہی شیاؤ کو جا کر واپس بلا سکتی ہے۔ شیاؤ سوائے کاماری کے اور کسی کی بات نہیں

ماننے گا کہ میں نے اسے واپس بلایا ہے''...... ڈاکٹر کرس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اس نے فوراً سائیڈ میں رکھا ہوا ناگ کے سر والا عصاء اٹھایا اور اس کی نوک والا حصہ پوری قوت سے زمین پر مار دیا۔ عصاء کی نوک زمین میں دھنس گئی اور اژدہے کی آنکھیں یکلخت روشن ہو گئیں اور ان آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگیں۔

''کاماری کو بلاؤ۔ جلدی''...... ڈاکٹر کرس نے چیختے ہوئے کہا تو ناگ کے سر سے سرخ روشنی نکل کر سامنے زمین پر پڑی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور زمین میں یکلخت ایک گڑھا سا بن گیا۔ جیسے ہی زمین پر گڑھا بنا۔ گڑھے سے آگ کا شعلہ سا نکلا اور تیزی سے پھیل گیا۔ شعلہ چند لمحے بھڑکتا رہا پھر اچانک اس شعلے نے سرخ رنگ کی ایک عورت کا روپ دھار لیا۔

سرخ رنگ کی عورت کا سارا جسم سرخ رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اس کا لباس بھی سرخ تھا۔ اس کی آنکھیں، اس کے سر کے بال اور اس کے ہاتھ اور پاؤں بھی جیسے سرخ رنگ کے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ انتہائی بدشکل اور بھیانک عورت دکھائی دے رہی تھی۔

''کاماری حاضر ہے ڈاکٹر کرس۔ بولو۔ کیوں بلایا ہے''...... سرخ رنگ والی عورت نے کسی ناگن کی طرح پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

''کاماری۔ فوراً شیاؤ کے پیچھے جاؤ۔ وہ جہاں بھی ہے اور جس حال میں بھی ہے اس سے جا کر کہو کہ وہ میرے پاس فوراً واپس آ جائے۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ فوراً''...... ڈاکٹر کرس نے چیختے ہوئے کہا۔

''جو حکم آقا''...... کاماری نے سر جھکا کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فوراً شعلہ بن گئی۔ چند لمحے شعلہ چمکتا رہا پھر اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔ کاماری کو شعلہ بنتے اور پھر اسے غائب ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر کرس کے چہرے پر قدرے سکون آ گیا۔

''ہونہہ۔ شیاؤ کے واپس آنے کے بعد عمران ملبے تلے دبا رہے گا تو وہ وہیں ہلاک ہو جائے گا اور جب وہ ہلاک ہو جائے گا تب میں شیاؤ کو دوبارہ وہاں بھیجوں گا تاکہ وہ عمران کی لاش نکال کر لے آئے۔ مجھے عمران کا دل حاصل کرنا ہے۔ ہر حال میں اور ہر صورت میں''...... ڈاکٹر کرس نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا عمل جاری رکھنے کے لئے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع ہو گیا۔

عمران کی کال ملتے ہی ٹائیگر فوراً فلیٹ سے نکل آیا تھا۔ عمران نے اسے پروفیسر مصطفیٰ کمال کا ایڈریس بتا کر فوراً وہاں پہنچنے کا حکم دیا تھا۔

عمران کے کہنے کے مطابق پروفیسر مصطفیٰ کمال کو کسی نے ان کی رہائش گاہ میں قتل کر دیا تھا۔ عمران چاہتا تھا کہ ٹائیگر وہاں پہنچ کر اس بات کا پتہ لگائے کہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو کس نے قتل کیا تھا۔ چونکہ ٹائیگر نے پروفیسر مصطفیٰ کمال کے قاتل کا سراغ لگانا تھا اس لئے وہ سراغرسانی کی چند ضروری چیزیں ساتھ لے آیا تھا تاکہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں جا کر وہ ایسے کلیو حاصل کر سکے جن سے قاتل کا سراغ لگانے میں اسے مدد مل جائے۔

پروفیسر مصطفیٰ کمال شور شرابے سے بچنے کے لئے مضافات کے ایک پرسکون علاقے میں رہتے تھے جو شہر سے ہٹ کر تھا۔

ٹائیگر نے کار اس سڑک کی طرف موڑی جو اس کالونی کی

طرف جاتی تھی جہاں پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ تھی۔ اس سڑک پر دور دور تک کوئی گاڑی یا ذی روح دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سڑک کی دونوں جانب درخت موجود تھے۔ ابھی ٹائیگر کار کچھ ہی دور لے گیا ہو گا کہ اسی لمحے اس کی کار کی ایک سائیڈ کا ٹائر برسٹ ہو گیا۔ ٹائر برسٹ ہوتے ہی کار بری طرح سے ڈگمگائی لیکن ٹائیگر نے فوراً کار کنٹرول کر لی اگر وہ پھرتی اور مہارت کا ثبوت نہ دیتا تو تیز رفتار کار الٹ جاتی یا پھر سڑک کے کناروں پر موجود کسی درخت سے جا ٹکراتی۔ کار سنبھالتے ہی ٹائیگر نے بریک لگا دیئے۔ ایک لمحے کے لئے وہ کار میں بیٹھا رہا پھر وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے باہر آ کر دیکھا تو کار کا اگلا دائیں سائیڈ کا ٹائر فلیٹ ہو چکا تھا۔

''ہونہہ۔ اس ٹائر کو بھی ابھی برسٹ ہونا تھا''...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔ چند لمحے ٹائیگر سوچتا رہا پھر اس نے کار سے اسٹپنی نکالنے کے لئے کار کی ڈگی کھولی تو یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ ڈگی میں موجود اسٹپنی بھی پنکچر تھی۔

''لگتا ہے اب مجھے پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ تک پیدل ہی سفر کرنا پڑے گا''...... ٹائیگر نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔ کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد ٹائیگر نے کار سے بریف کیس نکالا جس میں سراغ رسانی کے مخصوص آلات تھے۔ بریف کیس لے کر ٹائیگر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔ پروفیسر

مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ جس کالونی میں تھی وہ کافی فاصلے پر تھی اور ٹائیگر جانتا تھا کہ پیدل چلتے چلتے اسے دو گھنٹوں سے زیادہ وقت لگ جائے گا۔ ٹائیگر نے سوچا کہ عمران جو پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں موجود ہے۔ اگر وہ اسے فون کر دے تو وہ اسے یہاں سے لینے کے لئے آ جائے گا اسی طرح وہ جلد ہی پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں پہنچ جائے گا۔ یہ سوچ کر ٹائیگر نے جیب سے سیل فون نکالا۔ ابھی وہ عمران کو کال کرنے کے لئے نمبر پریس کرنے ہی لگا تھا کہ اسے عقب سے ایک گاڑی کے انجن کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر نے چونک کر پلٹ کر دیکھا تو اسے پیچھے سے ایک کار آتی دکھائی دی۔

کار دیکھ کر ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ اس نے عمران کو کال کرنے کی بجائے اس کار والے سے لفٹ لینے کا پروگرام بنا لیا چنانچہ اس نے سیل فون جیب میں رکھا اور سڑک کی سائیڈ پر کھڑے ہو کر آنے والی کار کی جانب دیکھنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں کار اس کے قریب آ گئی اور یہ دیکھ کر ٹائیگر چونک پڑا کہ کار میں چار افراد موجود تھے جن میں ایک عورت بھی تھی۔ ان افراد پر نظر پڑتے ہی ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ چاروں سیکرٹ سروس کے ممبران تھے جن میں صفدر، جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر شامل تھے۔ صفدر کار ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی اور پچھلی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور تنویر موجود تھے۔ گو کہ وہ چاروں

ہلکے پھلکے میک اپ میں تھے لیکن ٹائیگر نے انہیں فوراً پہچان لیا تھا۔ کار قریب آئی اور پھر صفدر نے ٹائیگر کے قریب آ کر کار کو بریک لگا دیئے۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر بھی میک اپ میں تھا لیکن چونکہ سیکرٹ ایجنٹوں کی نظریں چیتوں کی نظروں جیسی تیز ہوتی ہیں اس نے ان سب نے بھی ٹائیگر کو پہچان لیا تھا۔

''میں ایک ضروری کام کے لئے نارتھ کالونی جا رہا تھا لیکن راستے میں میری کار کا ایک ٹائر برسٹ ہو گیا تھا اس لئے میں اب پیدل ہی جا رہا ہوں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تمہاری کار میں اسٹپنی نہیں ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہے۔ مگر وہ بھی پنکچر ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تو کیا اب تم اتنی دور پیدل ہی جاؤ گے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اور کیا کروں۔ اس طرف تو شاذ و نادر ہی کوئی گاڑی آتی ہے ورنہ کسی سے لفٹ لے کر چلا جاتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہم تو ویسے ہی گھومتے گھماتے اس طرف نکل آئے تھے۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ تم ہمیں یہاں اس حالت میں مل جاؤ گے''...... جولیا نے کہا۔

''شاید میری قسمت اچھی ہے اسی لئے آپ اس طرف آ گئے

ہیں ورنہ طویل سفر اور وہ بھی پیدل چلنے کے خیال سے ہی میری جان نکلی جا رہی تھی“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

”بیٹھو۔ جہاں جانا ہے وہاں ہم تمہیں پہنچا دیتے ہیں“۔ صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر نے سمٹ کر اسے اپنے ساتھ بٹھانے کے لئے جگہ بنائی تو ٹائیگر شکریہ کہتا ہوا کار کا دروازہ کھول کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی صفدر نے کار آگے بڑھا دی۔

”اب بتاؤ کہاں جانا ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”آپ مجھے نارتھ کالونی کے ڈی بلاک تک پہنچا دیں۔ آگے میں خود چلا جاؤں گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ڈی بلاک میں کہاں جانا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”کوٹھی نمبر اکیاون میں“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کوٹھی نمبر اکیاون۔ یہ کوٹھی تو شاید پروفیسر مصطفیٰ کمال کی ہے“...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ کیا آپ پروفیسر صاحب کو جانتے ہیں“...... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ کچھ عرصہ قبل اسی طرح اسی راستے پر پروفیسر مصطفیٰ کمال کی گاڑی خراب ہو گئی تھی۔ میں یہاں سے گزر رہا تھا تو میں نے انہیں پیدل چلتے دیکھ کر ازراہ ہمدردی لفٹ دی تھی اور انہیں

ان کی رہائش گاہ میں پہنچایا تھا تب سے میری ان سے سلام دعا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو آپ کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ کسی نے پروفیسر مصطفیٰ کمال کو قتل کر دیا ہے“...... ٹائیگر نے کہا تو کیپٹن شکیل بری طرح سے چونک پڑا۔

”اوہ۔ کب۔ کس نے قتل کیا ہے انہیں“...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”معلوم نہیں کس نے قتل کیا ہے انہیں۔ باس نے مجھے ان کے قتل کی تحقیق کرنے کے لئے وہاں بلایا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ کیا عمران بھی وہیں ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”جی ہاں“...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”عمران صاحب، پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں کیا کرنے گئے تھے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ پروفیسر صاحب ان کے جاننے والے ہوں اور وہ ان سے ملنے گئے ہوں“...... صفدر نے کہا۔

”کس ٹائپ کے پروفیسر ہیں یہ پروفیسر مصطفیٰ کمال“...... جولیا نے پوچھا۔

”ان کی شخصیت بے حد عجیب ہے۔ جب میں ان کی رہائش گاہ میں انہیں ڈراپ کرنے گیا تو انہوں نے راستے میں مجھ سے بہت سی باتیں کی تھیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ وہ پراسرار علوم کے ماہر

ہیں اور ان کے رابطے جنات کی دنیا سے بھی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جنات کی دنیا سے رابطے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ کچھ ایسی ہی باتیں کر رہے تھے وہ جو کم از کم میری سمجھ سے بالاتر تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے قبضے میں چند جنات ہیں جن کی مدد سے وہ جنات کی دنیا کے اسرار جاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ وہ جنات کی دنیا کے رہن سہن، ان کے اطوار اور ان کی طرز زندگی کی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ وہ جنات کی دنیا کے اسرار سے پردہ اٹھا سکیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ایک ایسی کتاب تحریر کر رہے ہیں جس میں وہ جنات کی دنیا کے بہت سے اسرار سے پردے اٹھا سکیں گے اور ان کی تحریر کردہ کتاب پوری دنیا میں جنات کی دنیا کے حوالے سے انقلاب برپا کر دے گی اور عام انسان کو بھی جنات کی حقیقت کا علم ہو جائے گا کہ جنات کیسے ہوتے ہیں۔ ان کا طرز زندگی کیا ہے اور وہ کہاں کہاں موجود ہو سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو کیا جنات انہیں یہ سب معلومات فراہم کرتے ہوں گے''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کرتے ہوں گے اسی لئے تو وہ کتاب تحریر کر رہے ہیں اگر انہیں معلومات نہیں ملیں گی تو وہ کتاب کیسے لکھیں گے''...... کیپٹن

شکیل نے کہا۔

''پروفیسر صاحب سب سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور ان کا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر انہیں کون قتل کر سکتا ہے اور کیوں''۔ صفدر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ یہ کام ان کی کسی پراسرار طاقت نے ہی کیا ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ کسی جن نے انہیں ہلاک کیا ہو گا''۔ جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ جنات کو یہ بات پسند نہ آئی ہو کہ کوئی انسان ان کے اسراروں سے پردہ اٹھائے اور ان کے راز انسانوں پر افشاں ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن عمران کا پروفیسر مصطفیٰ کمال سے کیا تعلق ہے جو وہ ان سے ملنے گیا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''اس کا جواب تو عمران صاحب ہی دے سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکرا کر کہا۔

''تمہیں کیا بتایا تھا عمران نے۔ وہ پروفیسر مصطفیٰ کمال سے کیوں ملنے گیا تھا''...... جولیا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میری اس سلسلے میں باس سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے پروفیسر صاحب کے قتل کا بتایا تھا اور کہا تھا کہ میں فوراً وہاں پہنچ جاؤں اور اس بات کی تحقیقات کروں کہ پروفیسر صاحب

کوکس نے ہلاک کیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''کیا اب بھی عمران وہیں ہے''......تنویر نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ باس نے کہا تھا کہ وہ میرا وہیں انتظار کریں گے''۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''آپ اس ویران علاقے میں کیسے آ گئے''...... ٹائیگر نے چند لمحوں کے بعد پوچھا۔

''ہم مس جولیا کے ساتھ لنچ کرنے ہالیڈے ریسٹورنٹ جا رہے تھے جو نیو ماڈل ٹاؤن میں ہے اور ہالیڈے ریسٹورنٹ جانے کا شارٹ کٹ نارتھ کالونی سے ہی جاتا ہے''......صفدر نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابھی وہ باتیں کرتے ہوئے کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں دور سے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی۔

''یہ دھماکہ کیسا تھا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید نارتھ کالونی یا پھر نیو ماڈل ٹاؤن علاقے میں بلاسٹ ہ ہے۔ دھماکے کی آواز اسی جانب سے آئی ہے''...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ نجانے ہمارے ملک کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔ آئے رو ایسے دھماکے ہوتے رہتے ہیں اور سینکڑوں معصوم اور بے گناہ انسا موت کی بھینٹ چڑھا دیئے جاتے ہیں''...... جولیا نے ہون

چباتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہراؤں گا بلکہ یہ کہوں گا کہ یہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اعمال اچھے ہوں تو ان کے نتائج اچھے ہوتے ہیں اور برے اعمال ہوں تو پھر نتائج ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ہمارے ملک کے ہیں''......تنویر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ دو تین موڑ مڑنے کے بعد انہیں سڑک پر ایک عمارت سے دھواں نکلتا دکھائی دیا۔

''اوہ۔ یہ تو اسی عمارت سے دھواں نکلتا دکھائی دے رہا ہے جہاں عمران صاحب نے مجھے بلایا تھا''...... ٹائیگر نے پریشانی کے عالم میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے کہا۔

''ٹائیگر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں نے چونکہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ دیکھ رکھی ہے اس لئے مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ دھماکہ اسی رہائش گاہ میں ہوا ہے''...... کیپٹن شکیل نے بھی ٹائیگر کے انداز میں کہا تو صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کار کی رفتار بڑھا دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ ایک ایسی رہائش گاہ کے سامنے تھے جو ملبے کا ڈھیر بن چکی تھی اور ملبے میں جگہ جگہ آگ لگی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس رہائش گاہ پر باقاعدہ میزائل برسائے گئے ہوں اور عمارت مکمل طور پر منہدم ہو گئی ہو۔ اس عمارت کے ساتھ دوسری عمارتوں کو بھی شدید نقصان پہنچا تھا۔ علاقے کے بے شمار افراد وہاں موجود

تھے جو تباہ ہونے والی عمارت کے بارے میں قیاس آرائیاں کر
رہے تھے۔ اس عمارت کا ملبہ دیکھ کر ٹائیگر، جولیا اور اس کے
ساتھیوں کے رنگ بدل گئے تھے۔ صفدر نے کار سائیڈ پر کھڑی کی
اور پھر وہ سب تیزی سے کار سے نکل کر عمارت کے ملبے کی طرف
بھاگتے چلے گئے۔

''میرے اللہ۔ یہ تو ساری کی ساری عمارت تباہ ہو گئی ہے
یہاں تو ہر طرف ملبہ ہی ملبہ ہے۔ کیا عمران اس ملبے تلے دبا ہوا
ہے''۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب نجانے عمارت کے کس حصے میں تھے۔ ہم
انہیں ملبے کے نیچے سے کیسے نکالیں گے''...... صفدر نے بھی پریشانی
کے عالم میں کہا۔

''ہمیں جلد سے جلد ملبہ ہٹانا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ عمران
صاحب کو کچھ نہیں ہوا ہوگا۔ اگر وہ اسی طرح ملبے تلے دبے رہے
تو پھر شاید ان کا زندہ بچنا مشکل ہو جائے''...... کیپٹن شکیل نے تیز
تیز بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہم اتنا ملبہ ہٹائیں گے کیسے''...... تنویر نے بھی اسی انداز
میں کہا۔

''ہم سب کوشش کرتے ہیں۔ چلو جلدی کرو''...... صفدر نے تیز
لہجے میں کہا اور وہ تیزی سے ملبے کی طرف بڑھے اور پھر انہوں
نے دیوانہ وار وہاں سے ملبہ ہٹانا شروع کر دیا۔ انہیں کام کرتے

دیکھ کر وہاں موجود چند نوجوان بھی ان کی مدد کے لئے آ گئے اور
انہوں نے ایک قطار سی بنا کر تیزی سے وہاں سے ملبہ ہٹانا شروع
کر دیا۔ ٹائیگر کچھ دیر ان کے ساتھ ملبہ ہٹانے کا کام کرتا رہا پھر
اچانک اسے ایک خیال آیا۔

''ایک منٹ۔ میرے پاس ایک سرچ مشین ہے۔ میں اس سے
پتہ لگاتا ہوں کہ باس ملبے میں کہاں موجود ہے پھر ہم وہیں سے
ملبہ ہٹائیں گے تاکہ باس کو جلد سے جلد اور صحیح سلامت نکالا جا
سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جو کرنا ہے جلدی کرو۔ عمران صاحب کو کچھ نہیں ہونا چاہئے۔
ہمیں ہر حال میں انہیں یہاں سے نکالنا ہے''...... صفدر نے تیز لہجے
میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا تیزی سے ملبے سے ہٹتا چلا گیا۔ اس
نے کار میں آ کر اپنا بریف کیس نکالا اور پھر اس نے بریف کیس
کار کی چھت پر رکھ کر اسے کھولنا شروع کر دیا۔ بریف کیس سے
اس نے ایک ریکٹ جیسا سائنسی آلہ نکال لیا۔ اس ریکٹ پر جالی
اور کئی بٹن لگے ہوئے تھے۔ ریکٹ کے دستے پر ایک چھوٹا سا مشینی
سسٹم تھا جسے آپریٹ کر کے ملبے تلے دبے ہوئے کسی بھی زندہ
آدمی کو آسانی سے تلاش کیا جا سکتا تھا۔ ٹائیگر ریکٹ ملبے کے اوپر
گھماتے ہوئے ہر جگہ کی چیکنگ کر رہا تھا۔ اگر ملبے تلے بیس فٹ
کی گہرائی میں کوئی زندہ انسان موجود ہوتا تو ریکٹ پر اس کا فوراً
کاشن مل جاتا۔ ٹائیگر بے حد پر امید تھا۔ وہ ملبے کا ایک ایک حصہ

چیک کر رہا تھا۔ پھر ایک جگہ چیکنگ کے دوران اچانک ریکٹ نما سائنسی آلے سے بیپ کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس نے ایک بار پھر اس جگہ ریکٹ گھمایا تو ریکٹ سے تیز بیپ کی آواز نکلنے لگی۔

''یہاں کسی زندہ انسان کا کاشن مل رہا ہے۔ ہمیں جلد سے جلد یہ جگہ کھودنی ہو گی''...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

''زندہ انسان کتنی گہرائی میں موجود ہے۔ کیا لائیو ڈیٹکٹر سے اس بات کا پتہ چل سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے بے چینی کے عالم میں پوچھا۔

''ڈیٹکٹر دس فٹ کی گہرائی میں زندہ انسان کے ہونے کا کاشن دے رہا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دس فٹ کی گہرائی تک کھدائی کرنی ہو گی''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اتنی گہرائی تک کھودنے کے لئے ہمیں ایک پھاؤڑے اور ایک بیلچے کی ضرورت ہو گی۔ کیا آپ میں سے کسی کے پاس یہ دونوں چیزیں ہمیں مل سکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے وہاں موجود نوجوانوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں لاتا ہوں''...... ایک نوجوان نے کہا اور تیزی سے وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ اس نوجوان کی واپسی تک سب

ہاتھوں سے ہی ملبہ ہٹاتے رہے۔ کچھ دیر بعد نوجوان واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک پھاؤڑا اور دو بیلچے تھے۔ اس سے پھاؤڑا صفدر نے لے لیا جبکہ ایک بیلچہ تنویر نے اور دوسرا بیلچہ کیپٹن شکیل نے سنبھال لیا تھا۔ صفدر نے تیزی سے پھاؤڑا چلانا شروع کر دیا۔ اسے پھاؤڑے سے کھدائی کرتے دیکھ کر تنویر اور کیپٹن شکیل نے وہاں موجود مٹی اور پتھر بیلچے سے ہٹانے شروع کر دیئے۔ بیس منٹ تک وہ اسی طرح رکے بغیر کام کرتے رہے اور ایک بڑا سا گڑھا بنا کر اس میں اتر گئے۔ گہرائی میں جاتے ہی انہیں کنکریٹ کے نیچے ایک بڑا سا فولادی بیڈ دھنسا ہوا دکھائی دیا۔

''باس اسی بیڈ کے نیچے ہیں''...... ٹائیگر نے بیڈ دیکھ کر تیز لہجے میں کہا تو صفدر نے بیڈ کے اردگرد سے ملبہ ہٹانا شروع کر دیا۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اس کی مدد کر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں بیڈ کے اوپر سے ملبہ ہٹ گیا اور بیڈ کی ایک سائیڈ پر خلاء بنا لیا گیا۔ بیڈ کی باقی سائیڈیں چونکہ بدستور کنکریٹ کے نیچے پھنسی ہوئی تھیں اس لئے بیڈ وہاں سے اٹھایا نہیں جا سکتا تھا۔ صفدر نے جھک کر خلاء کے نیچے دیکھا تو اسے نیچے عمران دھنسا ہوا دکھائی دیا۔ بیڈ کا درمیانی حصہ ملبے کے وزن سے مڑا ہوا تھا جس کا سارا دباؤ عمران کے پیٹ پر تھا اور عمران بیڈ کے نیچے پھنسا ہوا تھا۔

''کیا نظر آیا عمران''...... جولیا نے بے چینی سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ ٹھیک ہیں۔ بیڈ کا وزن ان کے پیٹ پر ہے لیکن

مجھے ان کا سانس چلتا ہوا دکھائی دے رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔
''رکو۔ میں بیڈ کے نیچے جاتا ہوں''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے پھاوڑا ایک طرف رکھا اور تیزی سے بیڈ کی سائیڈ میں بنے ہوئے خلاء سے بیڈ کے نیچے گھستا چلا گیا۔ اسے بیڈ کے نیچے جاتے دیکھ کر وہ سب سائیڈ میں ہٹ گئے۔
''کیا تم عمران کو اکیلے بیڈ کے نیچے سے نکال سکتے ہو''۔ جولیا نے خلاء میں جھانک کر تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا جو رینگتا ہوا عمران کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔
''اس کے پیٹ پر بیڈ کا خاصا وزن ہے۔ اگر تم سب اس طرف سے تھوڑا سا بیڈ اٹھانے کی کوشش کرو تو میں عمران کو نیچے سے کھینچ لوں گا''...... تنویر نے کہا تو کیپٹن شکیل، صفدر، ٹائیگر اور جولیا کے ساتھ ساتھ دو اور نوجوان بھی خلاء والے حصے سے بیڈ اٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔ ملبے میں دھنسنے کی وجہ سے بیڈ کا وزن بے حد زیادہ ہو رہا تھا۔ وہ سب زور لگا رہے تھے لیکن بیڈ ایک انچ بھی نہیں ہل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر دو نوجوان اور آگے آ گئے اور انہوں نے بھی بیڈ کی سائیڈوں پر آ کر زور لگانا شروع کر دیا جس سے بیڈ میں تھوڑی سی ہل جل ہونا شروع ہو گئی۔
''گڈ۔ تھوڑا زور اور لگاؤ''...... نیچے سے تنویر کی آواز سنائی دی تو ان سب نے پوری قوت سے بیڈ کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ ان کے زور سے بیڈ چند انچ ہی اوپر ہوا تھا۔

''بس ٹھیک ہے۔ میں نے عمران کو نکال لیا ہے۔ اب میں باہر آ رہا ہوں''...... بیڈ کے نیچے سے تنویر کی آواز سنائی دی تو وہ سب پیچھے ہٹ گئے۔ کچھ ہی دیر میں تنویر عمران کا بازو پکڑے کھینچتا ہوا اسے بیڈ کے نیچے سے نکال لایا۔ جیسے ہی عمران باہر آیا۔ کیپٹن شکیل، صفدر اور ٹائیگر آگے بڑھے اور انہوں نے عمران کو احتیاط سے اوپر اٹھا لیا۔
عمران کے جسم پر جا بجا زخموں کے نشان تھے۔ اس کا سانس چل رہا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل جھک کر یہ چیک کر رہے تھے کہ ملبے تلے دبنے سے عمران کی ہڈیاں تو متاثر نہیں ہوئیں لیکن یہ دیکھ کر ان کے چہروں پر اطمینان آ گیا کہ عمران پیٹ پر وزن پڑنے کی وجہ سے صرف بے ہوش ہوا تھا۔ وہ شاید چھت گرنے سے پہلے ہی فولادی بیڈ کے نیچے چلا گیا تھا ورنہ اس بار اس کا زندہ بچنا ناممکن تھا۔ پیٹ پر انتہائی دباؤ پڑنے کی وجہ سے عمران کا دم گھٹ گیا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔
''اس کے جسم کی کوئی ہڈی تو فریکچر نہیں ہوئی''...... جولیا نے بے تابی سے پوچھا۔
''نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ عمران صاحب کو بھاری ملبے تلے چند معمولی خراشیں آئی ہیں اور یہ دم گھٹنے کی وجہ سے بے ہوش ہوئے ہیں۔ باقی سب ٹھیک ہے''...... صفدر نے کہا تو جولیا کے چہرے پر بھی اطمینان آ گیا۔

''عمران صاحب کے ہوش میں آنے کا جلد امکان نہیں ہے۔ طبی امداد کے لئے انہیں جلد سے جلد ہسپتال لے جانا پڑے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو چلو۔ دیر کیوں کر رہے ہو''...... جولیا نے کہا تو صفدر اور تنویر نے مل کر عمران کو اٹھایا اور تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے عمران کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ صفدر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھ گئی۔

''آپ چلیں۔ ہم کسی ٹیکسی میں آ جاتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صفدر نے کار اسٹارٹ کی اور کار لے کر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دو تین سڑکیں مڑنے کے بعد صفدر کار اس سڑک پر لے آیا جہاں سڑک کے دونوں کناروں پر درخت موجود تھے اور دور تک طویل کھیتوں کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔ ابھی صفدر کار لے کر اس سڑک کے وسط میں ہی پہنچا ہو گا کہ اچانک یکے بعد دیگرے کئی دھماکے ہوئے اور کار کے ٹائر برسٹ ہو گئے۔ کار کے ٹائر چونکہ اچانک برسٹ ہوئے تھے اور صفدر تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کر رہا تھا اس لئے جیسے ہی کار کے ٹائر برسٹ ہوئے کار سڑک پر بری طرح سے لہرا گئی۔ صفدر اگر بروقت کار کنٹرول نہ کر لیتا تو کار سائیڈ پر جھکتے ہی الٹ جاتی۔ صفدر نے کار کنٹرول کرتے ہی بریک لگا دیئے۔ کار کے ٹائر چیختے ہوئے سڑک پر جم گئے۔ کار رکتے ہی صفدر تیزی سے کار سے نکلا اور پھر یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ کار کے چاروں ٹائر برسٹ ہو چکے تھے۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے صفدر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات دیکھ کر پوچھا۔

''کار کے چاروں ٹائر فلیٹ ہو گئے ہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔ وہ اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر آئی اور پھر کار کے چاروں ٹائر فلیٹ دیکھ کر اس کی آنکھیں بھی پھیل گئیں۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سڑک تو بالکل صاف تھی۔ پھر یہ چاروں ٹائر ایک ساتھ کیسے فلیٹ ہو گئے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات پر تو میں بھی حیران ہو رہا ہوں''...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ سڑک بھی دونوں اطراف سے دور دور تک خالی دکھائی دے رہی تھی البتہ کھیتوں کی طرف سے کتوں کے بھونکنے کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کھیتوں میں بے شمار کتے موجود ہوں اور وہ کسی شکار کے پیچھے بھاگتے ہوئے زور زور سے بھونک رہے ہوں۔

''اسی سڑک پر ٹائیگر کی کار کا بھی ٹائر برسٹ ہوا تھا نا''۔ جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن وہ جگہ یہاں سے کافی فاصلے پر ہے اور ٹائیگر کی کار کا ایک ٹائر برسٹ ہوا تھا جبکہ ہماری کار کے چاروں ٹائر ایک

ساتھ برسٹ ہوئے ہیں جیسے سڑک پر کانٹے ہی کانٹے بچھے ہوئے ہوں اور کار کے ٹائروں میں وہ سب کانٹے ایک ساتھ گھس گئے ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن ٹائروں میں تو ایک بھی کانٹا چبھا ہوا دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... جولیا نے کار کے ٹائر دیکھتے ہوئے کہا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر کار کے ٹائر ایک ساتھ کیسے برسٹ ہو گئے ہیں''...... صفدر نے اسی انداز میں کہا۔ جولیا عمران کو جلد سے جلد ہسپتال لے جانے کے لئے بے چین تھی۔

''عمران کی حالت بے حد مخدوش ہے۔ ہمیں اسے جلد سے جلد ہسپتال لے جانا ہے۔ اب کیا کریں''...... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھ کر بے چین لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہم کیا کریں۔ ہمارے سیل فون ملبے کے ڈھیر میں کہیں گر گئے ہیں اور کھدائی کرتے ہوئے ہمارے واچ ٹرانسمیٹر بھی ٹوٹ گئے ہیں۔ ہمیں اس وقت ساتھیوں کی مدد کی بے حد ضرورت ہے لیکن اب ان سے رابطہ کیسے کریں''...... صفدر نے بھی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو ہمیں کرنا ہو گا۔ ورنہ......'' جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کہیں تو میں کسی طرف جا کر مدد لاؤں۔ اس میں وقت تو لگے گا لیکن مجھے یقین ہے یہاں سے دور سڑک پر کوئی مل

ہی جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔ میں عمران کا خیال رکھتی ہوں۔ مجھے امید ہے عمران کو اس دوران کچھ نہیں ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''انشاء اللہ کچھ نہیں ہو گا عمران صاحب کو۔ آپ بے فکر رہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے انہیں کھیتوں کی طرف سے بے شمار کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ دونوں بری طرح سے چونک پڑے۔

''اور یہ کھیتوں میں کتے اس قدر کیوں بھونک رہے ہیں''۔ جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ سڑک کے اطراف موجود درخت گھنے تھے اس لئے انہیں کھیت صاف دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ البتہ کتوں کے بھونکنے کی آوازیں بے حد تیز تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے دونوں اطراف سے بے شمار کتے بھونکتے ہوئے ادھر آ رہے ہوں۔

''مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کتے بھونکتے ہوئے اسی طرف آ رہے ہیں''...... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ ان کی آوازیں نزدیک آتی جا رہی ہیں اور کتوں کی تعداد بھی کافی زیادہ معلوم ہوتی ہے''...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پھر اچانک انہوں نے درختوں کے پیچھے سے چند بڑے بڑے اور صحت مند کتوں کو اچھل اچھل کر باہر آتے دیکھا۔

درختوں کے پاس آتے ہی کتے رک گئے تھے۔ ان کی نظریں صفدر اور جولیا پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ دوسری طرف سے بھی کئی کتے اچھلتے ہوئے درختوں کے پاس آ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سڑک کے دونوں اطراف موجود درختوں کے پاس بے شمار کتے دکھائی دینا شروع ہو گئے۔ کتے جو بھونکتے ہوئے آ رہے تھے درختوں کے پاس آتے ہی خاموش ہو گئے تھے مگر ان سب کی نظریں جولیا اور صفدر پر گڑی ہوئی تھیں اور وہ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے زبان نکال کر رالیں ٹپکا رہے تھے۔

''یہ سب کتے ہماری طرف کیوں دیکھ رہے ہیں''...... جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... صفدر نے کہا۔ اس نے فوراً جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ کتے درختوں کے پاس رکے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد پچاس سے کم نہیں تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ خاص طور پر کھیتوں سے جولیا اور صفدر کی بو سونگھ کر اس طرف آئے ہوں۔ ان میں سے کئی کتے پلے ہوئے اور انتہائی طاقتور تھے لیکن ان سب میں جو بات مشترک تھی وہ یہ تھی کہ ان سب کتوں کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں اور ان کی زبانیں ان کے منہ سے باہر نکلی ہوئی تھیں جن سے رال ٹپک رہی تھی۔

''مجھے ان کتوں کے ارادے نیک معلوم نہیں ہو رہے ہیں''۔

جولیا نے وحشت زدہ لہجے میں کہا۔

آپ کار میں جا کر بیٹھ جائیں اور کار کا دروازہ بند کر کے کھڑکی کے شیشے چڑھا لیں''...... جولیا نے کہا۔

''اور تم''...... جولیا نے کہا۔

''اگر ان کتوں نے ہمارے قریب آنے کی کوشش کی تو میں ان پر فائر کھول دوں گا''...... صفدر نے کہا۔ اسی لمحے اس نے دونوں اطراف موجود کتوں کو آگے بڑھتے دیکھا۔

''وہ آ رہے ہیں''...... جولیا نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کار میں چلی جائیں فوراً''......صفدر نے تیز لہجے میں ک
تو جولیا تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر کار میں گھس گئی اور اس ۔
کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے کھڑکی کا شیشہ اوپر کرنا شروع ک
دیا۔

صفدر کی نظریں کتوں پر جمی ہوئی تھیں جو ایک جیسے انداز میں
آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے سڑک کی طرف آ رہے تھے۔ ان
انداز ایسا تھا جیسے وہ مشینی کتے ہوں اور کسی ریموٹ کنٹرول ک
ذریعے وہ ایک ساتھ ایک ہی انداز میں حرکت کر رہے ہوں
سڑک پر آتے ہی وہ نیم دائرے کی شکل میں کار کی طرف بڑھ
شروع ہو گئے تھے۔ ان سب کتوں کو کار کے گرد گھیرا ڈالتے دیکھ
صفدر کو یقین ہو گیا کہ وہ سب انہی کے لئے کھیتوں سے بھاگ
آئے ہیں۔

''کتے بے حد خطرناک ہیں صفدر۔ تم بھی کار میں آ جاؤ''۔ جولیا نے کتوں کے خطرناک تیور دیکھ کر چیختے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ صفدر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ گہری نظروں سے کتوں کی طرف دیکھ رہا تھا جن کے حلقوں سے نکلنے والی غراہٹیں اسے صاف سنائی دے رہی تھیں۔ صفدر چند لمحے کتوں کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے مشین پسٹل کا رخ اوپر کرتے ہوئے ایک فائر کر دیا۔ ماحول زور دار دھماکے سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ زور دار دھماکے کی آواز سن کر کتے ڈر جاتے اور چیختے ہوئے پلٹ کر بھاگ جاتے لیکن یہ دیکھ کر صفدر کی حیرت بڑھ گئی کہ دھماکے کا ان کتوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ کتے رکے بغیر قدم اٹھاتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ صفدر نے ایک اور فائر کیا لیکن اس کا بھی کتوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کتے رکے بغیر صفدر پر نظریں گاڑے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے تم ایسے نہیں مانو گے۔ مجھے کچھ اور ہی کرنا پڑے گا''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے سائیڈ پر موجود ایک کتے کا نشانہ لے کر اس پر فائر کر دیا۔ گولی ٹھیک کتے کے سر پر لگی۔ کتے کے منہ سے ہلکی سی غراہٹ نکلی اور وہ اچھل کر پیچھے جا گرا اور تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔ گولی نے اس کے سر کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ اپنے ساتھی کو اس طرح گولی کا شکار بنتے دیکھ کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے کتے ایک لمحے کے لئے

رکے پھر وہ پلٹ کر ایک بار پھر صفدر کی طرف دیکھنے لگے۔ اس بار ان کے حلق سے نکلنے والی غراہٹوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے کتے رکے پھر انہوں نے اچانک زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا اور پھر بھونکتے ہوئے وہ چھلانگیں مارتے ہوئے کار کی طرف لپکے۔ کتوں کو چاروں اطراف سے اپنی طرف آتے دیکھ کر صفدر بجلی کی سی تیزی سے کار کی طرف لپکا اور کار میں بیٹھتے ہی اس نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔

کتے چھلانگیں مارتے ہوئے آئے اور ان میں سے کئی کتے کار پر چڑھ گئے اور کچھ کار کے گرد جمع ہو کر زور زور سے بھونکنے لگے۔ کار کے فرنٹ، چھت اور ڈگی پر چڑھ کر کتے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بری طرح سے بھونک رہے تھے اور پھر ان کتوں نے انتہائی وحشیانہ انداز میں فرنٹ اور بیک ونڈ سکرینوں پر پنجے اور دانت مارنے شروع کر دیئے جیسے وہ کار کے شیشے توڑ کر اندر گھسنا چاہتے ہوں۔

''یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ کتے تو انتہائی وحشی ہو رہے ہیں جیسے یہ ہمیں بھنبھوڑ کر ہی رکھ دیں گے''...... جولیا نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ سب جنگلی آوارہ کتے ہیں لیکن اس وقت یہ خونخوار بنے ہوئے ہیں اور یہ ہمارے لئے ہی یہاں آئے ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد ان سے جان چھڑانی ہو گی ورنہ یہ واقعی ہمارے ٹکڑے اُڑا دیں

گے''...... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس کی نظریں فرنٹ سکرین کے سامنے موجود کتوں پر جمی ہوئی تھیں جو سرخ سرخ آنکھوں سے انہیں گھورتے ہوئے زور زور سے بھونک بھی رہے تھے اور سکرین پر پنجے اور دانت مارنے کی بھی کوشش کر رہے تھے۔ سائیڈوں پر موجود کتے بھی بھونکتے ہوئے اچھل اچھل کر کار کے دروازوں اور کھڑکیوں پر جھپٹ رہے تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ دروازے اور کھڑکیاں توڑ کر کار کے اندر گھس آئیں اور کار میں موجود عمران، صفدر اور جولیا کے ٹکڑے اُڑا دیں۔

''لیکن ہم ان سے جان کیسے چھڑائیں۔ ہماری کار کے چاروں ٹائر فلیٹ ہو چکے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں کوشش کرتا ہوں کہ کار اسی حالت میں آگے لے جاؤں۔ اگر کام بن گیا تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے باہر نکل کر ان کتوں کو ہلاک کرنا پڑے گا''...... صفدر نے کہا۔ اس نے اگنیشن میں چابی گھما کر کار کا انجن اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن کار کا انجن غرا کر رہ گیا۔ صفدر نے پھر چابی گھمائی لیکن کار کا انجن اسٹارٹ نہ ہوا۔

''ہونہہ۔ اب انجن کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ اسٹارٹ کیوں نہیں ہو رہا ہے''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار کار کا انجن اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کار کا انجن اسٹارٹ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

اسی لمحے انہوں نے بونٹ اور چھت پر موجود کتوں کو چھلانگیں لگا

کر پیچھے ہٹتے دیکھا۔ وہ دوڑ کر کچھ فاصلے پر گئے اور پھر پلٹ کر کار کی طرف دیکھنے لگے۔

''صفدر''...... اچانک جولیا کی سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی تو صفدر نے چونک کر جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا سامنے کھڑے ان چار کتوں کو دیکھ رہی تھی جو بونٹ سے اتر کر کچھ فاصلے پر سڑک پر جا کھڑے ہوئے تھے۔ صفدر نے جولیا کی تقلید میں ان کتوں کی طرف دیکھا تو کانپ کر رہ گیا۔ کتے جو پہلے عام کتوں جیسے دکھائی دے رہے تھے اب ان کے وجود پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے تھے اور ان کی تھوتھنیاں بھی باہر آ گئی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ کتے کم اور بھیڑیئے زیادہ لگ رہے تھے۔ ابھی جولیا اور صفدر ان خوفناک اور خونخوار کتوں کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ اسی لمحے کتے اچانک حرکت میں آئے اور بجلی کی سی تیزی سے کار کی طرف لپکے۔ کتے جس تیزی سے بھاگتے ہوئے آ رہے تھے ان کا انداز دیکھ کر صفدر سمجھ گیا کہ کتے اچھل کر پوری قوت سے کار کی ونڈ سکرین سے ٹکرا کر ونڈ سکرین توڑ کر اندر آنا چاہتے ہیں اور پھر یہی ہوا۔ کار کے فرنٹ پر آتے ہی دو کتے پوری قوت سے اچھلے اور اُڑتے ہوئے ونڈ سکرین کی طرف بڑھے۔ اس سے پہلے کہ کتے ونڈ سکرین سے ٹکرا کر ونڈ سکرین توڑتے صفدر نے مشین پسٹل کا رخ سکرین کی طرف کرتے ہوئے اچانک اچھلے ہوئے کتوں پر فائرنگ کر دی۔ گولیاں ونڈ سکرین چھناکے سے توڑتی ہوئیں کتوں کو لگیں اور کتے

جس تیزی سے اچھل کر ونڈ سکرین کی طرف آئے تھے گولیاں لگتے ہی اس سے زیادہ تیزی سے اچھلتے ہوئے سڑک پر جا گرے۔ ونڈ سکرین ٹوٹتے ہی وہاں موجود کتوں کو جیسے موقع مل گیا۔ وہ چھلانگیں لگا لگا کر کار کے فرنٹ پر آنا شروع ہو گئے لیکن اب جیسے صفدر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ جو بھی کتا چھلانگ لگا کر فرنٹ پر چڑھتا تھا صفدر اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دیتا تھا۔ کتوں کو مسلسل کار پر جھپٹتے دیکھ کر جولیا نے بھی ہینڈ بیگ سے اپنا منی پسٹل نکال لیا اور اس نے بھی سامنے سے آنے والے کتوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ ابھی وہ دونوں سامنے سے آنے والے کتوں کو نشانہ بنا ہی رہے تھے کہ انہیں اچانک عقبی ونڈ سکرین ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ وہ ونڈ سکرین ٹوٹنے کی آواز سن کر تیزی سے پلٹے اور پھر یہ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا کہ ایک کتا ونڈ سکرین سے ٹکرا کر سکرین توڑتا ہوا اندر آ گیا تھا اور وہ سیٹ پر پڑے عمران کے ٹھیک سینے پر گرا تھا۔ عمران پر گرتے ہی اس نے غراتے ہوئے اپنے دانت عمران کی گردن پر مارنے کی کوشش کی، اس سے پہلے کہ کتا عمران کی گردن بھنبھوڑتا جولیا نے فوراً منی پسٹل سے کتے کے سر پر فائر کر دیا۔ زور دار دھماکے سے کتے کے سر کے پرخچے اُڑ گئے اور اس کا خون اور کھوپڑی کے ٹکڑے کار کے اندر پھیلتے چلے گئے۔ کتے کے حلق سے نکلنے والی چیخ انتہائی کربناک تھی وہ بے جان ہو کر عمران کے سینے پر ہی گر گیا تھا اور اس کے سر سے نکلنے والا خون

عمران کی گردن اور اس کے سینے پر پھیلتا چلا گیا۔

''آپ پیچھے آنے والے کتوں پر دھیان رکھیں میں سامنے سے آنے والے کتوں کو سنبھالتا ہوں۔ ان میں سے کسی ایک کتے کو بھی کار کے اندر نہیں آنا چاہئے''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر اپنی توجہ عقبی حصے کی طرف مرکوز کر لی۔ ایک کتا اچھل کر جیسے ہی ڈگی پر آیا۔ جولیا نے اس پر فائر کر دیا۔ گولی کتے کو لگی اور کتا چیختا ہوا پیچھے سڑک پر جا گرا۔ ماحول فائرنگ اور کتوں کے بھونکنے کی خوفناک آوازوں سے بری طرح سے گونج رہا تھا۔ جولیا اور صفدر کار کے نزدیک آنے والے کتوں کو نشانہ لے لے کر ہلاک کرتے جا رہے تھے لیکن کتوں کی تعداد کسی طرح سے کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ کھیتوں سے مزید کتے نکل کر اس طرف آ گئے تھے اور وہ سب کے سب کار کی طرف ہی جھپٹ رہے تھے جیسے اس علاقے کے تمام کتے ان کے دشمن بن گئے ہوں۔

جولیا اور صفدر کتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔ کار کے گرد کتوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں اور مزید آنے والے کتوں کی خونخواری بڑھتی جا رہی تھی۔ ان کے بھونکنے کی آوازوں سے ارد گرد کا ماحول بری طرح سے لرزنا شروع ہو گیا تھا۔ جولیا کے پسٹل کی گولیاں ختم ہو گئی تھیں۔ وہ اپنے ہینڈ بیگ میں مزید گولیاں ڈھونڈ رہی تھی۔ صفدر کے پاس بھی راؤنڈ کم تھے۔

وہ تاک تاک کر کتوں کا نشانہ بنا رہا تھا تاکہ اس کی چلائی ہوئی کوئی بھی گولی ضائع نہ جائے لیکن کب تک۔ اس نے ایک اور کتے کا نشانہ لے کر فائر کرنا چاہا جو سائیڈ سے اچھل کر بار بار کھڑکی کی سکرین سے ٹکرا رہا تھا۔ اس بار صفدر کے مشین پسٹل سے ٹرچ ٹرچ کی آواز نکلی تو صفدر بوکھلا گیا۔

''میرا میگزین بھی ختم ہو گیا ہے''...... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میرے پاس بھی مزید گولیاں نہیں ہیں''...... جولیا نے بھی ہراساں لہجے میں کہا۔ اچانک بھک کی آواز سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔ ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا کہ ان کی کار پر اچانک آگ بھڑک اٹھی تھی۔ آگ کار کے بیرونی حصے پر بھڑکی تھی اور کار یوں جلنا شروع ہو گئی تھی جیسے وہ فولاد کی نہیں بلکہ خشک لکڑی کی بنی ہوئی ہو۔

کار کو آگ لگتے دیکھ کر وہ دونوں بوکھلا گئے۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے کار کے دروازے کھول کر باہر نکلے۔ اسی لمحے ایک بھاری بھرکم کتا صفدر اور ایک کتا جولیا سے ٹکرایا۔ چونکہ جولیا اور صفدر کی نظریں جلتی ہوئی کار کی عقبی سیٹ کی طرف تھیں جہاں عمران بے ہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک کتے کی لاش پڑی تھی۔ صفدر اور جولیا، عمران کو جلتی ہوئی کار میں سے نکالنے کے لئے کار کے عقبی دونوں دروازوں کی طرف بڑھے اس لئے وہ ان کتوں کو حملہ

کرتے نہیں دیکھ سکے تھے۔ کتے ان سے ٹکرائے اور وہ دونوں اچھل کر سڑک پر گر گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے کتے جیسے ان پر حاوی ہوتے چلے گئے۔ کتوں نے ان پر سوار ہوتے ہی اپنے دانت ان کی گردنوں کی طرف بڑھا دیئے اور پھر ماحول اچانک تیز اور انتہائی دردناک چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

''مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ عمران صاحب اس قدر ملبے میں دبے رہنے کے باوجود زندہ بچ گئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے صفدر اور جولیا کے جانے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس نے عقلمندی کا ثبوت دیا تھا جو فوراً فولادی بیڈ کے نیچے گھس گیا تھا۔ اگر وہ فولادی بیڈ کے نیچے نہ گھس گیا ہوتا تو ملبے تلے وہ بری طرح سے کچلا جاتا''...... تنویر نے کہا۔

''لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ عمارت تباہ کیسے ہوئی ہے۔ باس نے تو کہا تھا کہ اس رہائش گاہ میں پروفیسر مصطفیٰ کمال اور ان کا ایک بوڑھا ملازم رہتا ہے۔ کسی نے پروفیسر مصطفیٰ کمال کو قتل کر دیا ہے اور باس نے اپنے طور پر ساری رہائش گاہ کی چیکنگ کی تھی لیکن انہیں وہاں قاتل کا کوئی بھی سراغ نہیں ملا تھا''۔ ٹائیگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو ہلاک کرنے والا رہائش گاہ کے ارد گرد ہی کہیں موجود ہو اور اس نے عمران صاحب کو پہچان لیا ہو۔ اسے ڈر ہو کہ اگر عمران صاحب نے وہاں تحقیقات کیں تو اس کا پول کھل جائے گا اس لئے اس نے رہائش گاہ کو ہی میزائلوں سے اُڑا دیا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو کیا تمہارے خیال میں رہائش گاہ عمران کی وجہ سے تباہ کی گئی ہے''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''ظاہر سی بات ہے۔ قاتل پروفیسر مصطفیٰ کمال کو ہلاک کر چکا تھا اگر اسے پروفیسر مصطفیٰ کمال کے ملازم کو بھی ہلاک کرنا ہوتا تو یہ کام وہ عمران صاحب کے آنے سے پہلے ہی کر سکتا تھا۔ عمران صاحب کے آنے کے بعد ہی اس عمارت کو میزائل مار کر تباہ کیا گیا ہے اور یہ حملہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کے ملازم کو ہلاک کرنے کے لئے نہیں بلکہ عمران صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے کیا گیا تھا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن قاتل کو باس سے کیا خطرہ ہوسکتا تھا۔ کیا وہ جانتا تھا کہ باس یہاں آنے والا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کی روشنی میں تو ایسا ہی لگ رہا ہے کہ پروفیسر مصطفیٰ کمال کو اس لئے ہلاک کیا گیا ہے کہ وہ عمران صاحب سے نہ مل سکیں۔ مجھے نجانے کیوں یہ سارا معاملہ ماورائی معلوم ہو رہا ہے جیسے پروفیسر مصطفیٰ کمال کی ہلاکت اور اس

رہائش گاہ کی تباہی کے پیچھے ماورائی طاقتوں کا ہاتھ ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہونہہ۔ ماورائی طاقتیں میزائلوں سے رہائش گاہیں تباہ نہیں کرتیں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''مانتا ہوں کہ ماورائی طاقتیں یہ کام خود نہیں کر سکتیں لیکن یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ماورائی طاقتوں نے کسی کرمنل گروپ کا سہارا لیا اور ان کے ذریعے یہاں میزائل فائر کرایا ہو تاکہ عمران صاحب اس رہائش گاہ کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ سب ماورائی طاقتوں نے ہی کیا ہو گا''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

''پروفیسر مصطفیٰ کمال کا تعلق پراسرار علوم سے تھا اور وہ اس معاملے میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے تھے اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ پروفیسر صاحب کے قبضے میں جنات بھی تھے جن کے ذریعے وہ جناتی دنیا کی معلومات حاصل کر رہے تھے تاکہ وہ ایک جامع کتاب لکھ سکیں۔ عمران صاحب کا یہاں ہونا اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ کسی مادرائی سلسلے میں ہی پروفیسر صاحب سے ملنے آئے تھے۔ عمران صاحب کے آنے سے پہلے ہی پروفیسر مصطفیٰ کمال کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا اور پھر جب ہم یہاں پہنچے تو یہ رہائش گاہ میزائل سے تباہ ہو چکی تھی۔ تم نے شاید غور نہیں کیا۔ پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ کے باہر دو بڑی

جیپیں موجود ہیں اور یہ جیپیں عام طور پر غنڈوں اور بدمعاشوں کے پاس ہوتی ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی کرمنل گروپ باقاعدہ یہاں آیا تھا اور اس نے پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ پر اس وقت حملہ کیا ہو گا جب عمران صاحب رہائش گاہ کے اندر موجود تھے کیونکہ اگر یہ گروپ پہلے یہاں آیا ہوتا تو عمران صاحب نے جب ٹائیگر کو تحقیقات کے لئے بلایا تھا تو وہ اسے اس گروپ کے بارے میں بھی ہی بتا دیتے''...... کیپٹن شکیل نے حالات کا مکمل تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''جیپیں دیکھ کر تو مجھے بھی شک ہوا تھا کیونکہ باہر موجود کسی بھی شخص کا ان جیپوں سے کوئی تعلق نظر نہیں آ رہا تھا۔ جیپیں لاوارثوں کی طرح کھڑی ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''کیپٹن شکیل صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں ان جیپوں کو پہچانتا ہوں۔ دونوں جیپیں مکلارس گروپ کی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''مکلارس گروپ''...... ان دونوں نے ایک ساتھ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس گروپ کا تعلق ٹارگٹ کلرز سے ہے۔ مکلارس کا تعلق گرین کلب کے گراسن سے ہے۔ گراسن اس گروپ کو کنٹرول کرتا ہے اور یہ گروپ ان افراد کو ٹارگٹ کرتا ہے جس کا گراسن انہیں حکم دیتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو کیا گراسن گروپ کے افراد عام اسلحے کے ساتھ میزائل گنیں بھی استعمال کرتا ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مکلارس اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کے لئے ہر وہ طریقہ اختیار کرتا ہے جس سے اسے کامیابی ملتی ہو۔ اگر ہم ان کی جیپیں چیک کریں تو ان جیپوں کی سیٹوں کے نیچے سے ہمیں اب بھی بہت سا اسلحہ مل جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر یہ کام گراسن یا اس کے مکلارس گروپ کا ہے تو وہ سب اس وقت کہاں ہیں۔ مجھے تو ان لوگوں میں کوئی غنڈہ دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... تنویر نے وہاں موجود افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر وہ دائیں بائیں ہو گئے ہوں تاکہ بھیڑ ہٹتے ہی وہ جیپیں لے کر یہاں سے نکل سکیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ مکلارس ان راسکلز میں سے نہیں ہے جو لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر گھبرا جائے۔ وہ دھڑلے سے اپنا کام کرتا ہے اور اگر کوئی اس کے راستے میں آنے کی کوشش کرے تو وہ اسے بھی ہلاک کر دیتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر وہ سب کہاں ہیں۔ دو جیپیں یہاں ہونے کا مطلب ہے کہ مکلارس اپنے ساتھ آٹھ دس افراد لایا ہو گا لیکن ان میں

سے ایک بھی جیپ کے پاس نہیں ہے''...... تنویر نے کہا۔
''لگتا ہے مکلارس اور اس کے ساتھی پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں داخل ہو گئے ہوں گے اور باہر سے رہائش گاہ پر میزائل فائر کر دیا گیا ہوگا''...... ٹائیگر نے سوچتے ہوئے کہا۔
''تمہارا مطلب ہے کہ رہائش گاہ پر میزائل اس وقت فائر کیا گیا ہوگا جب مکلارس اور اس کا گروپ رہائش گاہ کے اندر چلا گیا ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔
''ہاں''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔
''مکلارس اور اس کے ساتھی اگر عمران کو ہلاک کرنے کے لئے آئے تھے تو پھر ان پر کس نے حملہ کیا تھا کہ وہ جب رہائش گاہ میں گئے تو کسی اور نے رہائش گاہ پر میزائل فائر کر دیا تاکہ عمران کے ساتھ ساتھ مکلارس اور اس کا گروپ بھی ختم ہو جائے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''یہ سب کس نے کیا ہے میں یہ تو نہیں جانتا لیکن مجھے یقین ہے کہ ہوا ایسا ہی ہے۔ اس عمارت کی تباہی سے مکلارس اور اس کے ساتھی بھی ہلاک ہو چکے ہیں ورنہ ان کی جیپیں اس طرح یہاں کھڑی نہ ہوتیں۔ اگر مکلارس نے عمارت پر میزائل فائر کیا ہوتا تو وہ اب تک اپنے ساتھیوں کو لے کر ان جیپوں سمیت یہاں سے نکل گیا ہوتا''...... ٹائیگر نے کہا۔
''بات گھوم پھر کر وہیں آتی ہے کہ کسی اور کو عمران کے ساتھ

مکلارس اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی''...... تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
''اس بات کا جواب یا تو عمران صاحب دے سکتے ہیں یا پھر مکلارس اور اس کا کوئی ساتھی یا پھر وہ شخص جس نے رہائش گاہ پر میزائل فائر کیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔
''اور اس شخص کا اب ہمیں پتہ کیسے چلے گا کہ وہ کون ہے اور اس کی دشمنی عمران سے تھی یا مکلارس اور اس کے ساتھیوں سے''۔ تنویر نے اسی انداز میں کہا۔
''ہم خواہ مخواہ بحث میں پڑ رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ہم نے عمران صاحب کو زندہ حالت میں ملبے کے نیچے سے نکال لیا ہے۔ مکلارس اور اس کے ساتھی اگر ہلاک ہو گئے ہیں تو ہمیں ان سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اور اب ہمیں یہاں رکنے کی بھی ضرورت نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
''تو میں کب کسی کو یہاں رکنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔ ہم ٹیکسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ کوئی ٹیکسی آتی ہے تو ہم بھی یہاں سے نکل جائیں گے''...... تنویر نے کہا۔
''مجھے نہیں لگ رہا کہ یہاں کوئی ٹیکسی آئے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے انہیں دور سے پولیس اور ایمبولینس گاڑیوں کے سائرنوں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ شاید علاقے کے لوگوں نے یہاں ہونے والے دھماکے کے بارے میں متعلقہ پولیس کو اطلاع

دے دی تھی اور پولیس جائے وقوعہ پر آ رہی تھی۔

"پولیس آ رہی ہے۔ ان کے آنے سے پہلے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر مکلارس اور اس کے ساتھی واقعی پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں ہلاک ہو چکے ہیں تو ہم ان کی ایک جیپ لے کر یہاں سے نکل جاتے ہیں۔ اگر مکلارس یا اس کا کوئی ساتھی زندہ ہوا تو وہ ہمیں جیپ لے جانے سے روکنے کی کوشش ضرور کرے گا اس طرح ہمیں پتہ چل جائے گا کہ مکلارس اور اس کے گروپ کا کیا ہوا ہے اور وہ کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ آئیں"...... ٹائیگر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تم دونوں یہاں موجود افراد پر نظر رکھو۔ میں ایک جیپ لے آتا ہوں"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک پر سائیڈ میں کھڑی جیپوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پہلی جیپ کے پاس جا کر اس نے وہاں موجود افراد پر نظر ڈالی اور پھر وہ اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا۔ جیپ کے اگنیشن میں چابی لگی ہوئی تھی۔ تنویر نے جیپ اسٹارٹ کی اور اسے آہستہ آہستہ آگے بڑھا کر سڑک پر موڑتا ہوا اس طرف لے آیا جہاں ٹائیگر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ وہاں موجود افراد نے اسے جیپ اسٹارٹ کرتے اور اس طرف لاتے دیکھا ضرور مگر کسی نے اسے روکنے کی کوشش نہیں

کی۔

جیپ کے قریب آتے ہی کیپٹن شکیل سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر عقبی سیٹ پر چڑھ گیا۔ ان دونوں کے جیپ میں آتے ہی تنویر نے جیپ آگے بڑھا دی۔ سڑک پر موجود افراد نے جیپ دیکھ کر خود ہی انہیں جانے کا راستہ دے دیا تھا۔

"تمہارا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے ہمیں جیپ لے جانے سے کسی نے نہیں روکا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"لگتا ہے عمران صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے مکلارس اور اس کا گروپ یہاں آیا تھا اور اس گروپ کے پیچھے کوئی اور بھی آیا تھا جو مکلارس اور اس کے گروپ کا دشمن تھا اور اس نے جیسے ہی مکلارس اور اس کے گروپ کو جیپیں سڑک پر چھوڑ کر پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں جاتے دیکھا اس نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رہائش گاہ پر میزائل فائر کر دیا تاکہ مکلارس اور اس کے ساتھی ہلاک ہو جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ محض قیاس آرائی ہے یا تم کنفرم ہو کہ ایسا ہی ہوا ہو گا"۔ تنویر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"قیاس آرائی نہیں یہ میرا تجزیہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو مکلارس اور اس کے ساتھی ہمیں اپنی جیپ اس طرح کیوں لے جانے دیتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن پہلے تو تم ماورائی طاقتوں کے بارے میں کچھ کہہ رہے

تھے''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اگر یہ کسی ماورائی طاقت کا کام ہے تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ماورائی طاقت مکلارس اور اس کے گروپ کو اپنے سحر میں جکڑ کر یہاں لائی ہو۔ مکلارس اور اس کے چند ساتھیوں کو ماورائی طاقت نے رہائش گاہ کے اندر بھیج دیا ہو اور ان کا کوئی ایک ساتھی باہر روک لیا ہو۔ مکلارس اور اس کے ساتھی جیسے ہی اندر گئے ہوں ان کا عمران صاحب سے مقابلہ ہوا ہو اور وہ سب عمران صاحب کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہوں۔ جب ماورائی طاقت نے یہ دیکھا ہو کہ مکلارس اور اس کے ساتھی عمران صاحب کو ہلاک کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں تو اس نے مکلارس کے اس ساتھی جسے اس نے باہر اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا اس کی مدد سے رہائش گاہ پر میزائل فائر کرا دیا ہو تا کہ عمران صاحب ویسے نہیں تو ایسے ہلاک ہو جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہونہہ۔ سب سے پہلے تو یہ بات تعجب انگیز ہے کہ کسی ماورائی طاقت کو عمران سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے کہ وہ عمران کو اس طرح ہلاک کرنے کے درپے ہو جائے اور اگر یہ کام کسی ماورائی طاقت کا ہی ہے تو پھر اسے مکلارس اور اس کے گروپ کو بلانے کی کیا ضرورت تھی کیا وہ طاقت اتنی ہی کمزور تھی کہ وہ خود عمران کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی''...... تنویر نے کیپٹن شکیل کے تجزیئے سے اختلاف کرنے والے انداز میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ ماورائی طاقت واقعی کمزور ہو اور اس کے پاس اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ عمران صاحب پر ڈائریکٹ حملہ کر سکے یا اپنی طاقت سے انہیں ہلاک کر سکے اس لئے اس نے مکلارس اور اس کے گروپ کا سہارا لیا ہو۔ رہی بات کہ ماورائی طاقت، عمران صاحب کی دشمن کیوں بنی ہوئی ہے تو اس کا جواب ظاہر ہے عمران صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ عمران صاحب کا پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ پر ہونا اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ ایک بار پھر کسی ماورائی چکر میں الجھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی ماورائی طاقت انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں مانتا ان سب باتوں کو۔ یہ سب دقیانوسی اور فضول باتیں ہیں''...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

''عمران صاحب کے ساتھ ہم کئی ماورائی معاملوں پر کام کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود تم یہ کہہ رہے ہو''...... کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جیسے کیپٹن شکیل کی اس بات کا واقعی اس کے پاس کوئی جواب نہ ہو۔

''میں تمہارے تجزیئے کی بات کر رہا ہوں۔ ضروری نہیں ہے کہ واقعی یہی سب کچھ ہوا ہو جو تم نے کہا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تم کہہ سکتے ہو۔ میں نے تو حالات اور واقعات کا تجزیہ کیا ہے جو غلط بھی ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے اعتراف

کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا چھوڑو۔ اب بتاؤ جانا کہاں ہے''...... تنویر نے پوچھا جیسے وہ ماورائی معاملات پر مزید کوئی بات نہ کرنا چاہتا ہو۔

''صفدر اور مس جولیا، عمران صاحب کو فاروقی ہسپتال لے گئے ہوں گے۔ ہمیں بھی وہاں جا کر عمران صاحب کی خیریت معلوم کرنی چاہئے۔ ان کے ہوش میں آنے کے بعد ہی اصل حقائق سے پردہ اٹھ سکے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ کی رفتار تیز کر دی۔ وہ جیپ اسی راستے پر لے جا رہا تھا جس راستے سے جولیا اور صفدر بے ہوش عمران کو لے گئے تھے اور پھر جب وہ اس سڑک پر پہنچے جہاں صفدر اور جولیا کی کار کے ٹائر برسٹ ہوئے تھے اور جہاں کتوں کی کثیر تعداد نے ان پر حملہ کیا تھا۔

صفدر کی کار سڑک کے درمیان کھڑی دیکھ کر تنویر نے بے اختیار جیپ کو بریک لگا دیئے۔ سڑک پر کھڑی کار بری طرح سے جل رہی تھی اور کار کے ارد گرد بے شمار کتوں کی لاشیں پڑی تھیں۔

''یہ سب کیا ہے۔ یہ کتے کہاں سے آ گئے اور انہیں کس نے ہلاک کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''اور یہ کار۔ یہ تو صفدر صاحب کی کار ہے جس میں وہ باس کو لے گئے تھے''...... ٹائیگر نے جلتی ہوئی کار کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کار اس حد تک جل چکی تھی کہ ٹھیک سے اسے پہچانا ہی

نہیں جا سکتا تھا لیکن ٹائیگر کی تیز نظروں نے کار کا جلتا ہوا ڈھانچہ دیکھ کر اسے فوراً پہچان لیا تھا۔

''اوہ اوہ۔ یہ واقعی صفدر کی ہی کار ہے۔ لیکن۔ یہ سب کیا ہوا ہے۔ کار کیسے جل گئی ہے''...... تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اچھل کر جیپ سے باہر آ گیا۔ کیپٹن شکیل اور ٹائیگر نے بھی چھلانگیں لگائیں اور وہ تینوں بھاگتے ہوئے جلتی ہوئی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سڑک پر کتوں کی لاشیں دیکھ کر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ انہیں باقاعدہ فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا ہے۔ جلتی ہوئی کار کے قریب انہیں دونوں سائیڈوں پر ایک ایک انسانی لاش دکھائی دی۔ وہ تیزی سے ان کی طرف لپکے اور پھر یہ دیکھ کر ان کے سانس اوپر کے اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے کہ ان میں سے ایک صفدر تھا اور دوسری جولیا۔ دونوں کار کے دائیں بائیں بے حس و حرکت پڑے تھے جیسے ان میں زندگی کی کوئی رمق موجود نہ ہو۔

''یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ یہ مس جولیا اور صفدر کو کیا ہوا ہے اور عمران صاحب۔ عمران صاحب کہاں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے بوکھلائے ہوئے انداز کہا۔

''میں جولیا کو اٹھاتا ہوں۔ تم صفدر کو اٹھاؤ اور کار سے دور جاؤ اور ٹائیگر تم ارد گرد دیکھو عمران بھی یہیں کہیں ہو گا''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے جولیا کی طرف لپکا۔ کیپٹن شکیل، صفدر کی طرف بڑھا اور اسے اٹھا کر کچھ دور درختوں کے نیچے لے گیا۔

پھر کیپٹن شکیل نے صفدر کو زمین پر لٹایا اور اس کے قریب بیٹھ کر اس کی نبض اور اس کے دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا جبکہ ٹائیگر کار کے اردگرد جا کر عمران کو تلاش کرنے لگا۔

''مس جولیا ٹھیک ہیں۔ یہ صرف بے ہوش ہوئی ہیں''...... تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔

''صفدر بھی بے ہوش ہے۔ اس کی نبض چل رہی ہے اور دل کی دھڑکن بھی ٹھیک ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے صفدر کی ناک پکڑ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ صفدر کا جیسے ہی دم گھٹنا شروع ہوا اسی لمحے اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے جسم میں حرکت ہوتے دیکھ کر کیپٹن شکیل نے فوراً اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ صفدر کی آنکھیں کھلی۔ چند لمحے وہ خالی خالی نظروں سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر بلا کا خوف تھا۔

''وہ۔ وہ کتے کہاں گئے''...... صفدر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کتے۔ کون سے کتے۔ یہاں تو ہر طرف کتوں کی لاشیں بکھری ہوئی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ انہیں میں نے اور مس جولیا نے ہلاک کیا ہے لیکن یہاں اور بھی بہت سے خونخوار کتے موجود تھے اور ان میں سے ایک

کتے نے مجھ پر حملہ بھی کیا تھا۔ وہ مجھ سے ٹکرایا تھا اور میں نیچے گر گیا تھا۔ نیچے گرتے ہی کتا مجھ پر حاوی ہو گیا تھا اور پھر اچانک اس کتے نے میری گردن میں دانت مار دیئے تھے''...... صفدر نے اسی انداز میں کہا اور اس کا ہاتھ بے اختیار گردن کے اس حصے کی طرف گیا جہاں کتے نے دانت گاڑنے کی کوشش کی تھی۔

''لیکن تمہاری گردن پر تو کسی کتے کے دانتوں کے نشان نہیں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ میں اس وقت ہوش میں تھا جب کتے نے میری گردن میں دانت گاڑنے کی کوشش کی تھی اس کے دانت میری گردن میں چبھے ہی تھے کہ اچانک میرے دماغ میں اندھیرا ابھر گیا تھا اور پھر......'' صفدر نے کہا۔

''اور پھر۔ اور پھر کیا''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا اور مس جولیا۔ وہ کہاں ہیں''...... صفدر نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ہوش میں آنے کے باوجود ابھی تک اس کا دماغ اس کے قابو میں نہ آیا ہو اور وہ بہکے بہکے انداز میں بات کر رہا ہو۔

''مس جولیا کار کی دوسری طرف بے ہوش پڑی ہیں۔ تنویر انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوہ۔ اور عمران صاحب۔ وہ کہاں ہیں''...... صفدر نے بے

چینی سے کہا اور پھر اس نے پلٹ کر جلتی ہوئی کار کی طرف دیکھا تو کار کی حالت دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہو گیا۔

''یہ تم بتاؤ کہ عمران صاحب کہاں ہیں۔ تم انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال لے جا رہے تھے۔ پھر تم اس سڑک پر کیوں رک گئے تھے اور یہ ہر طرف کتوں کی لاشیں کیوں بکھری ہوئی ہیں کیا ان کتوں نے تم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی''...... کیپٹن شکیل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان کتوں نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ یہ مجھے اور مس جولیا کو ہلاک کرنا چاہتے تھے''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کو ساری باتوں سے آگاہ کر دیا۔ اس کی باتیں سن کر کیپٹن شکیل حیران رہ گیا۔ ادھر جولیا بھی ہوش میں آ گئی تھی۔ اس نے بھی ہوش میں آ کر صفدر کی طرح حیرت انگیز باتیں کی تھیں۔ یہ سب سن کر تنویر کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ ٹائیگر بدستور درختوں کے اردگرد عمران کو تلاش کر رہا تھا۔

صفدر اور جولیا کی باتیں سن کر کیپٹن شکیل اور تنویر پریشان ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے کہا تھا کہ کتے ان پر حملہ آور ہوئے تھے اور پھر اچانک کار کے گرد آگ بھڑک اٹھی تھی۔ جب کار کو آگ لگی تھی تو اس وقت تک عمران بے ہوشی کی حالت میں کار کے اندر ہی موجود تھا۔ ان دونوں کی باتیں سن کر وہ دونوں جلتی ہوئی کار کے قریب آئے تو انہیں کار کی پچھلی سیٹ پر جلی ہوئی بے شمار ہڈیاں

دکھائی دیں۔ کار کے اگلے حصے کے دونوں دروازے کھلے ہوئے تھے جنہیں صفدر اور جولیا نے کار سے باہر نکلتے ہوئے کھولا تھا جبکہ کار کے عقبی دروازے بند تھے جس کا مطلب صاف تھا کہ عمران کو ہوش نہیں آیا تھا اور کار کو آگ لگنے کے باوجود وہ کار میں ہی بے ہوش پڑا رہا تھا اور پھر وہ شاید اسی حالت میں کار میں جل گیا تھا۔ عمران کار میں زندہ جل کر ہلاک ہو گیا ہے یہ خیال ہی ان سب کے دل ہلا دینے کے لئے کافی تھا۔

مارشل ڈریگر اپنے آفس میں بیٹھا روٹین کے کام کر رہا تھا کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز بج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سن کر مارشل ڈریگر چونک پڑا۔ اس نے فوراً سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی جس کا وہ مطالعہ کر رہا تھا۔

فائل بند کر کے اس نے میز کی دراز سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی اور اس پر لگا ہوا ایک بلب بھی جل بجھ رہا تھا۔ مارشل ڈریگر نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

”ہیلو ہیلو۔ سنوگر کالنگ فرام اے آر این۔ اوور“...... دوسری طرف سے مسلسل کہا جا رہا تھا اور اے آر این کا سن کر مارشل ڈریگر بے اختیار چونک پڑا۔ سنوگر تو کال کرنے والے کا نام تھا لیکن اے آر ون آران کا مخفف تھا جو فارن ایجنٹ کوڈ کے طور پر

استعمال کرتے تھے۔ گویا کال کرنے والا آران سے بول رہا تھا۔

”یس مارشل ڈریگر اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... مارشل ڈریگر نے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

”چیف۔ مجھے آپ سے ایک بے حد اہم بات کرنی ہے۔ اوور“...... مارشل ڈریگر کی آواز سن کر دوسری طرف موجود سنوگر نے انتہائی مؤدب لہجے میں کہا۔

”بولو۔ سن رہا ہوں۔ اوور“...... مارشل ڈریگر نے خشک لہجے میں کہا۔

”چیف۔ میری اطلاعات کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹ آران کی سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کے ساتھ اسرائیل پہنچنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اوور“...... سنوگر نے کہا اور اس کی بات سن کر مارشل ڈریگر بری طرح سے اچھل پڑا۔

”کیا کہا۔ پاکیشیائی ایجنٹ آرانی سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کے ساتھ اسرائیل آ رہے ہیں۔ مگر کیوں۔ اوور“...... مارشل ڈریگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے ان کے مشن کا تو علم نہیں ہو سکا ہے چیف لیکن مجھے اس بات کی حتمی رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آٹھ ممبران پاکیشیا سے آران پہنچے ہیں اور انہوں نے آرانی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل ولید سے خفیہ ملاقات کی تھی۔ ملاقات کے بعد کرنل ولید نے اپنی سیکرٹ سروس کے دو ایجنٹوں کو حکم دیا ہے کہ وہ پاکیشیائی

ایجنٹوں کے ساتھ اسرائیل جانے کی تیاری کریں۔ کرنل ولید نے اپنے ایجنٹوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسرائیل جا کر پاکیشیائی ایجنٹوں کے شانہ بشانہ کام کریں گے اور ان کے احکامات پر مکمل عملدرآمد کریں گے۔ اوور''...... سنوگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا ایک آدمی آرانی سیکرٹ سروس میں موجود ہے چیف جو بظاہر آرانی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے لیکن وہ ہمارا مخبر ہے۔ اس نے آرانی سیکرٹ سروس میں اپنا اچھا مقام بنایا ہوا ہے۔ کرنل ولید نے پہلے اسے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا لیکن پھر اس نے ان دونوں ایجنٹوں کو ڈراپ کرتے ہوئے دو دوسرے ایجنٹوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ اٹیچ کر دیا ہے۔ اوور''...... سنوگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا کرنل ولید نے اس ایجنٹ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ اسرائیل کیوں بھیجنا چاہتا ہے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے غرا کر کہا۔

''نو چیف۔ میرے آدمی نے بتایا ہے کہ کرنل ولید نے اس سے اتنا ہی کہا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ اسرائیل جانے کی تیاری کرے وہاں انہیں ایک اہم مشن درپیش ہے۔ اس کے علاوہ کرنل ولید نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے کرنل ولید کو

کریدنے کی بہت کوشش کی لیکن کرنل ولید نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اوور''...... سنوگر نے کہا۔

''تمہارے ساتھی کا نام کیا ہے جو آرانی سیکرٹ سروس میں کام کرتا ہے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''اس کا اصل نام وائزر ہے لیکن وہ آرانی سیکرٹ سروس میں کسی اور نام سے جانا جاتا ہے۔ اوور''...... سنوگر نے جواب دیا۔

''کیا تم وائزر سے دوبارہ رابطہ کر سکتے ہو۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے ذہن میں کوئی خاص آئیڈیا آ رہا ہو اور وہ اس پر عمل کرانا چاہتا ہو۔

''یس چیف۔ میں جب چاہوں اس سے رابطہ کر سکتا ہوں۔ اوور''...... سنوگر نے کہا۔

''کیا وائزر جانتا ہے کہ کرنل ولید نے کن دو ایجنٹوں کو پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''یس چیف۔ آرانی سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ایک دوسرے کو بخوبی جانتے ہیں۔ اوور''...... سنگوگر نے کہا۔

''تو پھر وائزر سے کہو کہ وہ کچھ بھی کرے اور کسی بھی طرح سے ان دو ایجنٹوں میں سے کسی ایک کی جگہ لینے کی کوشش کرے۔ اسے ہر حال میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ شامل ہونا ہے تا کہ ضرورت پڑنے پر وہ ہمارے کام آ سکے اور ہمیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی نقل و

حرکت کے بارے میں انفارم کر سکے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ وائزر اگر پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ جانے والے دو آرانی ایجنٹوں میں سے کسی ایک کی جگہ لے لے تو ہمیں اس بات کا بھی علم ہو جائے گا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا اسرائیل کے خلاف مشن کیا ہے اور وائزر ہمیں ان کی ایکٹوٹیز کی ایک ایک لمحے کی رپورٹ بھی دے سکتا ہے۔ اوور''۔ سنوگر نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا وائزر جانتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں میں کون کون شامل ہے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''نو چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹ پہلی بار اس کے سامنے آئے ہیں اور ظاہر ہے وہ آران میں میک اپ میں آئے ہیں اس لئے وائزر ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچان سکا تھا۔ اوور''...... سنوگر نے کہا۔

''تب پھر اسے اس بات کا بھی علم نہیں ہو گا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں میں علی عمران بھی موجود ہے یا نہیں۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یس باس۔ وہ اس بات سے لاعلم ہے۔ اوور''...... سنوگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ بہر حال تم وائزر کو ہر صورت میں ان کے ساتھ شامل ہونے کا حکم دو۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ یہ کام آسانی سے ہو جائے گا۔ میں ابھی وائزر سے بات کرتا ہوں۔ اوور''...... سنوگر نے کہا اور مارشل ڈریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا آخر اسرائیل میں آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے اور سب سے حیرت کی بات تو یہ تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس بار ڈائریکٹ اسرائیل آنے کی بجائے آران چلے گئے تھے اور انہوں نے آرانی سیکرٹ سروس کے چیف سے بات بھی کی تھی اور آرانی سیکرٹ سروس کے دو ایجنٹ بھی اپنے ساتھ لئے تھے۔ وہ ان ایجنٹوں کو اپنے ساتھ لے کر اسرائیل کیوں آنا چاہتے تھے۔ ان کا اسرائیل میں ایسا کون سا مشن ہو سکتا تھا جس کے لئے انہیں دو آرانی ایجنٹوں کی بھی ضرورت آن پڑی تھی۔

مارشل ڈریگر مسلسل سوچتا جا رہا تھا لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ جوں جوں سوچتا جا رہا تھا الجھتا جا رہا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اسرائیل میں آنا نیک شگون نہیں ہو سکتا تھا وہ جب بھی اسرائیل آتے تھے اسرائیل میں نہ رکنے والا ایک ایسا طوفان برپا کر دیتے تھے جس سے اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا تھا اور یہ اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کے لئے انتہائی افسوسناک بات تھی کہ ان میں سے آج تک کوئی ایجنسی پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہ اسرائیل داخل ہونے سے روک سکی تھی اور نہ انہیں ان کے مشن میں کامیاب

ہونے سے روک پائی تھیں۔

"ہونہہ۔ کچھ بھی ہو جائے میں اس بار پاکیشیائی ایجنٹوں اسرائیل نہیں آنے دوں گا۔ ان کا مشن کچھ بھی ہو وہ اس با اسرائیل کے کسی حصے میں قدم بھی نہیں رکھ سکیں گے۔ میں ان لئے اسرائیل آنے کا ہر راستہ بند کر دوں گا وہ اسرائیل داخل ہو۔ کے لئے جہاں بھی قدم رکھیں گے وہ قدم انہیں سیدھا موت منہ میں لے جائے گا"...... مارشل ڈریگر نے غراہٹ بھرے میں کہا۔

"میں اسرائیل کے گرد نائٹ فورس کا جال پھیلا دوں گا جن نظروں سے بچ کر پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی صورت میں سرحد کرا نہیں کر سکیں گے اور اگر مجھے ضرورت پڑی تو اس بار میں پاکیش ایجنٹوں کو اسرائیل آنے سے روکنے کے لئے ڈاکٹر کرس اور اس پراسرار طاقتوں سے بھی کام لوں گا۔ پاکیشیائی ایجنٹ انسانوں ڈاج دے سکتے ہیں لیکن وہ ماورائی طاقتوں کو نہ ڈاج دے سکیں اور نہ ان کی نظروں میں آئے بغیر اسرائیل میں داخل ہو سکیں ماورائی طاقتیں انہیں اسرائیل سے باہر یا تو سمندر برد کر دیں پھر کسی صحرا میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں گی"...... مارشل ڈ نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اس نے میز پر پڑے ہوئے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پ کرنا شروع ہو گیا۔

"یس۔ وچ ڈاکٹر ریمنڈ سپیکنگ فرام بلیک ویلی"...... رابطہ ملتے ہی ایک تیز اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"مارشل ڈریگر سپیکنگ"...... مارشل ڈریگر نے اس سے بھی زیادہ کرخت اور غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس مارشل بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ریمنڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا تم میری ڈاکٹر کرس سے بات کرا سکتے ہو"...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

"ڈاکٹر کرس اس وقت بلیک ہول میں ہیں اور وہ وہاں اپنا مخصوص عمل کر رہے ہیں"...... ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا۔ ڈاکٹر ریمنڈ، ڈاکٹر کرس کا نائب تھا۔ ڈاکٹر کرس کی غیر موجودگی میں وہاں کا تمام انتظام ڈاکٹر ریمنڈ ہی سنبھالتا تھا۔

"ہونہہ۔ وہ کب تک بلیک ہول سے باہر نکلیں گے"...... مارشل ڈریگر نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"وہ آج ہی بلیک ہول میں گئے ہیں اور اگلے نو روز تک وہ وہیں رہیں گے"...... ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو میرے لئے مشکل ہو جائے گی"...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

"کیسی مشکل۔ مجھے بتاؤ مارشل ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔ میں ڈاکٹر کرس کا نائب ہوں اور میں بھی پراسرار

طاقتوں کا مالک ہوں ان کی غیر موجودگی میں ان کی تمام پراسرار
طاقتیں میرے حکم کے تابع ہوتی ہیں''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں یہ بات تو بھول ہی گیا تھا ڈاکٹر کرس نے بھی
یہی کہا تھا کہ ان کی غیر موجودگی میں اگر مجھے ضرورت پڑے تو میں
تم سے بات کر سکتا ہوں''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اپنا مسئلہ بتاؤ''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا تو مارشل ڈریگر۔
اسے اپنے فارن ایجنٹ سے ملنے والی رپورٹ کے بارے میں
دیا۔

''تم کیا چاہتے ہو''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے پوچھا۔

''مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ آخر آرانی ایجنٹو
کے ساتھ اسرائیل میں کیا کرنے کے لئے آ رہے ہیں اور کیا
کے ساتھ علی عمران بھی موجود ہے''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''علی عمران تو ان کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے۔ اسے تو ڈاکٹر کر
کی ماورائی طاقت شیاؤ نے ہلاک کر دیا تھا''...... ڈاکٹر ریمنڈ
جواب دیا تو مارشل ڈریگر بے اختیار چونک پڑا۔

''عمران کو ڈاکٹر کرس نے ہلاک کرا دیا ہے۔ کیا مطلب۔
کب کی بات ہے''...... مارشل ڈریگر نے بری طرح مگر خوشی
اچھلتے ہوئے کہا۔

''کل ہوا تھا یہ سب''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا اور پھر وہ ما
ڈریگر کو تفصیل بتانے لگا کہ ڈاکٹر کرس نے کس طرح شیاؤ کو ع

کے خاتمے کے لئے بھیجا تھا اور شیاؤ نے عمران کو ہلاک کرنے کے
لئے کون کون سے حربے استعمال کئے تھے۔

''کیا یہ کنفرم ہے کہ عمران اسی کار میں جل کر راکھ ہو چکا ہے
جسے شیاؤ نے جلایا تھا''...... مارشل ڈریگر نے آنکھیں پھاڑتے
ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات مجھے شیاؤ نے خود بتائی ہے اور وہ مجھ سے کوئی
غلط بات نہیں کر سکتا ہے''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے اعتماد بھرے لہجے
میں کہا۔

''اگر یہ سچ ہے تو پھر میرے لئے اس سے بڑھ کر خوشخبری اور
کیا ہو سکتی ہے کہ اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن ہلاک ہو گیا ہے
اور اسے ہلاک کرنے کے لئے عظیم وچ ڈاکٹر کرس نے کام کیا
ہے''۔ مارشل ڈریگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر کرس اور ڈاکٹر ریمنڈ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے
مارشل۔ ہم وہ سب کچھ کر سکتے ہیں جس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے
ہو''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ اسی لئے تو میں ڈاکٹر کرس اور
تمہارا احترام کرتا ہوں۔ تم دونوں واقعی اسرائیل کا سرمایہ ہو ایک
عظیم سرمایہ''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اب بتاؤ۔ اور کیا چاہتے ہو''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''بس مجھے اس بات کا پتہ کرا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹ آران

کیوں آئے تھے اور ایسا کون سا مشن ہے جسے وہ اسرائیل آ کر پورا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے ان ایجنٹوں کے نام اور اگر ان کے اصل حلیوں کا پتہ چل جائے تو میں انہیں اسرائیل آنے سے روکنے کا خود ہی بندوبست کرلوں گا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اگر کہو تو شیاؤ سے یا پھر اپنی کسی ماورائی طاقت سے کہہ کر ان سب کا خاتمہ کرا دوں''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم مجھے ان سب کے بارے میں انفارمیشن دے دو اور یہ بتا دو کہ وہ اسرائیل میں کس راستے سے داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ میری دیرینہ خواہش تھی کہ علی عمران جیسے انسان کو میں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں لیکن یہ کام ڈاکٹر کرس نے کر دیا ہے اس لئے اب میں چاہتا ہوں کہ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں عمران کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھیوں نے بھی اسرائیل کو بے حد نقصان پہنچایا ہے جس کا میں ان سے بھرپور بدلہ لینا چاہتا ہوں''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلوم کراتا ہوں''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''مجھے بتاؤ میں کتنی دیر تک تمہیں کال کروں''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''ایک گھنٹے بعد کال کر لینا''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا۔

''اوکے اور اگر ہو سکے تو ایک بار پھر یہ کنفرم کرو کہ آیا واقعی

عمران ہلاک ہوا ہے یا نہیں''...... مارشل ڈریگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں اس بات کا یقین نہیں ہے کہ عمران ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے اس بار غرا کر کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ تم نے بتایا ہے کہ جب شیاؤ نے اس کار کو آگ لگائی تھی جس میں عمران بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا تو ڈاکٹر کرس نے اسے فوراً واپس بلا لیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ شیاؤ جلتی ہوئی آگ دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھا ہو کہ عمران جل کر ہلاک ہو گیا ہے اور اس کے جاتے ہی عمران کو ہوش آ گیا ہو اور وہ جلتی ہوئی کار سے نکل گیا ہو''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ایسا ہونا ناممکن ہے۔ شیاؤ کوئی بھی کام ادھورا نہیں چھوڑتا ہے۔ بہرحال تمہارا شک دور کرنے کے لئے میں اسے ایک بار پھر بھیج دیتا ہوں۔ وہی معلوم کر سکتا ہے کہ عمران ہلاک ہوا ہے یا نہیں''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ شیاؤ کو اگر عمران زندہ دکھائی دیا تو وہ اسے پھر سے ہلاک کرنے کی کوشش بھی کر سکتا ہے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم مجھے ایک گھنٹے کے بعد کال کرنا تب میں تمہیں ہر بات کا تفصیل سے جواب دے دوں گا''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... مارشل ڈریگر نے کہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ مجھے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ شیاؤ نے عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ عمران اتنی آسانی سے ہلاک ہونے والا انسان نہیں ہے۔ شیاؤ نے اس پر متعدد حملے کئے تھے اور عمران ان تمام حملوں سے بچ نکلا تھا پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایک کار میں بے ہوش پڑا ہو اور وہ بے ہوشی ہی کی حالت میں کار میں جل کر ہلاک ہو جائے"...... مارشل ڈریگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سر جھٹکا اور دوبارہ فائل دیکھنے میں مصروف ہو گیا جسے وہ آرانی فارن ایجنٹ کی کال آنے سے پہلے دیکھ رہا تھا۔ وہ بے فکر ہو گیا تھا کہ ایک گھنٹے کے بعد اسے پتہ چل ہی جائے گا کہ عمران کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اگر وہ ہلاک ہو گیا ہے تو یہ واقعی اس کے لئے خوشی کی بات تھی اور اگر عمران زندہ ہوتا تو شیاؤ ایک بار پھر اسے ہلاک کرنے کے درپے ہو جاتا۔

دور اندھیرے میں جس طرح جگنو چمکتا ہے بالکل ایسا ہی ایک جگنو عمران کے دماغ کے تاریک پردے پر نمودار ہوا اور پھر تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور عمران کی آنکھیں کھل گئیں۔

آنکھیں کھلنے کے باوجود اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ایک لمحے کے لئے عمران اسی طرح تاریکی میں دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کا لاشعور واپس شعور میں آیا تو نہ صرف اس کا دماغ روشن ہوتا چلا گیا بلکہ اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی تاریکی بھی ختم ہو گئی۔ آنکھیں روشن ہوتے ہی عمران یہ دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑا کہ وہ اس وقت اپنے فلیٹ کے بیڈ روم میں اپنے بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔

"کیا مطلب۔ میں یہاں کیسے آ گیا۔ میں تو"...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ شعور میں آتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے پروفیسر مصطفیٰ کمال کی رہائش گاہ میں

پیش آنے والے واقعات کسی فلم کے منظر کی طرح گھوم گئے۔ اسے وہ آخری لمحات بھی یاد تھے جب اچانک باہر زور دار دھماکہ ہوا تھا اور گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ اسے کمرے کی چھت اپنے سر پر گرتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ چھت گرتے دیکھ کر عمران نے بجلی کی سی تیزی سے فولادی بیڈ کی طرف چھلانگ لگا دی تھی اور پلک جھپکنے کے وقفے میں بیڈ کے نیچے پہنچ گیا تھا۔ ابھی وہ بیڈ کے نیچے گیا ہی تھا کہ اسی لمحے چھت نیچے آ گری تھی اور عمران کو فولادی بیڈ چھت کے ملبے کی وجہ سے اپنے جسم میں گڑتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ پیٹ پر وزن پڑنے سے اس کا سر بے اختیار اٹھ کر بیڈ کے نچلے حصے سے ٹکرا گیا تھا جس سے اس کے دماغ میں اندھیرا چھا گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تو وہ اپنے فلیٹ کے کمرے میں تھا۔

عمران چند لمحے بیڈ پر پڑا رہا پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرت بھری نظروں سے اپنے آپ کو دیکھنے لگا۔ اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو اس نے حادثے کے وقت پہن رکھا تھا اور ملبے تلے آنے کی وجہ سے لباس اور جسم گرد اور خون سے بھر گیا تھا۔ عمران اس وقت گرد وغبار اور خون سے اٹا ہوا ایک بھوت ہی معلوم ہو رہا تھا۔

''کیا میں سچ مچ زندہ ہوں''...... عمران نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جسم کے مختلف حصے چھو کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر میں تمہیں موت کے منہ سے نکال کر نہ لاتی تو تمہارا زندہ رہنا ناممکن تھا''...... اچانک ایک مہین آواز سنائی دی اور عمران اس

بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے سر پر ہینڈ گرنیڈ پھٹ پڑا ہوا۔ آواز کسی لڑکی کی تھی اور یوں لگ رہا تھا جیسے لڑکی عمران کے قریب ہی موجود ہو۔ عمران نے بوکھلا کر چاروں طرف دیکھا لیکن اسے وہاں کوئی لڑکی دکھائی نہ دی۔

''یہ میرے کان بجے ہیں یا سچ مچ میں نے کسی لڑکی کی آواز سنی ہے''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا تو کمرہ اچانک تیز اور کھنکتی ہوئی ہنسی سے گونج اٹھا اور عمران ہنسی کی آواز سن کر حقیقتاً گھبرائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھنا شروع ہو گیا کیونکہ اسے ہنسی کی آواز تو صاف سنائی دے رہی تھی لیکن ہنسنے والی لڑکی اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''کک کک۔ کون ہو تم''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''فرانا''...... آواز آئی اور عمران سمٹ گیا اور غور سے اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سے اسے آواز سنائی دی تھی۔

''کون فرانا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک جن زادی''...... آواز آئی اور جن زادی کا سن کر عمران کا چہرہ سپاٹ ہوتا چلا گیا۔

''جن زادی''...... عمران نے قدرے ہکلا کر کہا۔

''ہاں۔ میں جن کی بیٹی ہوں اور جن کی بیٹی، جن زادی ہی ہوتی ہے''...... آواز آئی۔

"لل۔ لل۔ لیکن تم یہاں کیوں آئی ہو اور تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہی ہو"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ ایک جن زادی اس کے کمرے میں موجود تھی اس کی اسے آواز تو سنائی دے رہی تھی لیکن وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی یہ بات واقعی عمران کے لئے حیران کن بھی تھی اور پریشان کن بھی۔

"تم کہو تو میں تمہارے سامنے آ سکتی ہوں"...... فرانا کی آواز سنائی دی۔

"میں کہوں تو۔ مطلب یہ کہ جب تک میں نہیں کہوں گا تم اس وقت تک میرے سامنے نہیں آؤ گی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں جن زادی ہوں اور جن زادی اپنی مرضی سے کسی مرد آدم زاد کے سامنے ظاہر نہیں ہو سکتی"...... فرانا نے کہا۔

"کیوں"...... عمران نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"یہ ہماری دنیا کا اصول ہیں"...... فرانا نے جواب دیا۔

"اور کیا جناتی دنیا کا یہ اصول نہین ہے کہ کسی مرد انسان کے کمرے میں جا کر اسے ڈرانا نہیں چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا تم مجھ سے ڈر رہے ہو"...... فرانا نے پوچھا۔

"ہاں۔ تم جن زادی ہو اور جنات سے کون نہیں ڈرتا"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے تمہارے چہرے پر خوف نام کی تو کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی ہے"...... فرانا نے کہا۔

"میرا چہرہ ہی ایسا ہے۔ خوف میرے چہرے پر نہیں میرے دل میں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس خوف کی وجہ سے میرا دل کہیں دھڑکنا ہی نہ بھول جائے"...... عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں یاد دلا دوں گی"...... فرانا نے کہا۔

"کیا یاد دلا دو گی اور کسے یاد دلا دو گی"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے دل کو کہ وہ دھڑکنا نہ بھولے"...... فرانا نے شوخ لہجے میں کہا اور اس کا شوخ جواب سن کر عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"تم یہاں آئی کیوں ہو"...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"میں اپنی مرضی سے نہیں آئی ہوں"..... فرانا نے جواب دیا۔

"تو پھر کس کی مرضی سے آئی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"تمہاری مرضی سے"...... فرانا نے کہا۔

"میری مرضی سے۔ کیا مطلب۔ کیا تم میرے کہنے پر یہاں آئی ہو لیکن میں تو تمہیں جانتا ہی نہیں پھر بھلا تم میری مرضی سے یہاں کیسے آ سکتی ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضروری نہیں کہ تم بلاتے تب ہی میں یہاں آتی۔ تمہاری جان خطرے میں تھی اور تمہیں بچانا بے حد ضروری تھا اس لئے میں تمہاری مدد کے لئے آ گئی اور پھر میں تمہیں موت کے منہ سے نکال کر یہاں لے آئی"...... فرانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو تم مجھے ملبے کے نیچے سے نکال کر لائی ہو“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ جس ملبے کے نیچے تم دبے ہوئے تھے وہاں سے تو تمہارے ساتھیوں نے تمہیں نکالا تھا۔ میں تو تمہیں آگ سے نکال کر لائی تھی“...... فرانا نے جواب دیا۔

”میں سمجھا نہیں۔ ملبے کے نیچے سے اگر میرے ساتھیوں نے مجھے نکالا تھا تو پھر تم نے مجھے کون سی آگ سے نکالا تھا“...... عمران نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ جو مسلسل حادثات پیش آ رہے ہیں وہ کیوں اور کیسے ہو رہے ہیں“...... فرانا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

”کن حادثات کی بات کر رہی ہو تم“...... عمران نے کہا۔

”جب سے تمہیں جناتی دنیا سے سردار جن ابوشوہول کا خط ملا ہے اس کے بعد سے تم جن حالات سے دوچار ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تمام حالات محض اتفاق تھے جن میں پروفیسر مصطفیٰ کمال کا قتل اور تم پر قاتلانہ حملے ہونا بھی شامل ہیں“...... فرانا کی آواز آئی تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ یہ سب اسی خط کی وجہ سے ہو رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ سب اسی خط کا ردِعمل ہے“...... فرانا نے جواب دیا۔

”تو کیا یہ سب واقعات ماورائی دنیا سے رونما ہو رہے ہیں“۔ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ تم جناتی دنیا میں جاؤ اور اس کے خلاف کام کرو اس لئے وہ تمہیں ہلاک کرانا چاہتا ہے“...... فرانا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”لیکن مجھ پر کسی ماورائی طاقت نے نہیں بلکہ عام انسانوں نے حملے کئے تھے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان سب کے پیچھے ماورائی طاقت ہی کام کر رہی ہے۔ وہ تم پر ڈائریکٹ حملہ کرنے کی بجائے عام انسانوں اور جانوروں کو استعمال کر رہی ہے“...... فرانا نے کہا۔

”جانور“...... عمران نے چونک کر کہا۔ وہ چونکہ بے ہوش تھا اس لئے اسے صفدر اور جولیا پر کتوں کے حملے کا علم نہیں تھا۔

”ہاں۔ جن افراد نے تم پر حملہ کیا تھا انہیں ایک ماورائی قوت کنٹرول کر رہی ہے اور اسی قوت نے پروفیسر مصطفیٰ کمال کو بھی ہلاک کیا تھا تاکہ تم اس سے جناتی دنیا میں جانے کا راز معلوم نہ کر سکو۔ اسی ماورائی طاقت نے تمہارے مشینی ڈبے سے وہ فلم بھی ختم کر دی تھی جو تمہیں جناتی دنیا میں جانے کا راستہ دکھا سکتی تھی اور طریقہ بتا سکتی تھی“...... فرانا نے کہا۔

”تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔ کیا تم مجھے ان

سب باتوں کی تفصیل بتا سکتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں''...... فرانا کی آواز سنائی دی اور پھر جو کچھ ہوا تھا اس کے بارے میں فرانا نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔ فرانا نے عمران کو شیاؤ، ڈاکٹر کرس، اس کے منصوبے اور اس کا ساتھ دینے والے اسرائیلی نائٹ فورس ایجنسی کے چیف مارشل ڈریگر کے بارے میں ایک ایک بات تفصیل سے بتا دی۔

''شیاؤ یہی سمجھا تھا کہ تم ملبے تلے دفن ہو کر مر چکے ہو۔ اس نے یہ خبر اپنے آقا ڈاکٹر کرس کو بھی بتا دی تھی۔ ڈاکٹر کرس نے شیاؤ کو حکم دیا تھا کہ وہ ملبے کے نیچے سے تمہاری لاش نکال کر لے آئے تاکہ وہ تمہارا دل نکال کر اپنے پاس محفوظ کر لے اور جب وہ جناتی دنیا کے سردار جن ابو شوہول کو قابو کرے تو وہ اسے تمہارے دل کی بھینٹ دے سکے۔ شیاؤ جب واپس آیا تو اس وقت تک تمہارے ساتھی ملبہ ہٹا کر وہاں سے تمہیں نکال چکے تھے۔ تمہیں زندہ دیکھ کر شیاؤ کو بے حد غصہ آیا تھا۔ اس عمارت کی تباہی سے چونکہ پیشہ ور قاتل بھی ہلاک ہو چکے تھے اور شیاؤ تمہیں ہلاک کرنے کے لئے تم پر خود وار نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے اس گاڑی کا پیچھا کیا جس میں تمہارے دو ساتھی تمہیں ہسپتال لے جا رہے تھے۔ جب گاڑی ایک ویران جگہ پہنچی تو شیاؤ نے اس گاڑی کے چاروں ٹائر برسٹ کر دیئے اور پھر اس نے اردگرد کے علاقے سے کتوں کو اپنے کنٹرول میں کیا اور انہیں لے کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں

گاڑی کھڑی تھی۔ کتوں نے تمہارے ساتھیوں پر حملہ کیا لیکن انہوں نے کتوں کا بھرپور مقابلہ کیا۔ کتے، شیاؤ کے حکم سے تمہاری لاش کے ٹکڑے کرنا چاہتے تھے لیکن تمہارے دونوں ساتھی ان کتوں کو تمہارے قریب بھی نہیں پہنچنے دے رہے تھے۔ انہیں کتوں سے لڑتا دیکھ کر شیاؤ کو غصہ آ گیا اور اس نے اس کار کو آگ لگا دی جس میں تم بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے کار کو باہر سے آگ لگائی تھی تاکہ تم کار کے اندر دم گھٹنے سے ہلاک ہو جاؤ اور وہ تمہاری لاش اٹھا کر لے جائے چونکہ کار کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے اس لئے آگ کار کے اندر پہنچ گئی تھی اور تم اس آگ میں جل کر ہلاک ہو سکتے تھے اس لئے مجھے فوراً وہاں آنا پڑا اور تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے ساتھیوں کی بھی جان بچانی پڑی۔ میں نے وہاں پہنچتے ہی اپنی طاقتوں سے شیاؤ کے بھیجے ہوئے کتوں کو وہاں سے بھگا دیا تھا اور پھر تمہیں جلتی ہوئی کار سے نکال کر یہاں لے آئی''...... فرانا نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ساری کارستانی اسرائیل کے شیطان ڈاکٹر کرس کی ہے۔ وہ آران کو اپنے ہی بنائے ہوئے ایٹمی اسلحے سے تباہ کرنے کی گھناؤنی سازش کر رہا ہے''...... عمران نے ساری تفصیل سن کر ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کا پروگرام صرف آران کو ہی نہیں بلکہ جنات کو قابو کر کے پوری دنیا کے مسلم ممالک کو ختم کرنے کا ہے۔ اس کا آغاز وہ

مارشل ڈریگر کے کہنے پر آران سے کرنا چاہتا ہے جسے خطرہ ہے
آران، اسرائیل پر کسی بھی وقت ایٹمی حملہ کر سکتا ہے''...... فرانا
جواب دیتے ہوئے کہا۔
''ہونہہ۔ اسرائیل کو تو ایک دن مٹنا ہے۔ ایسے نہ سہی ویسے
سہی''...... عمران نے غرا کر کہا۔
''اسرائیل کے مٹنے کا جب دن آئے گا تب کی تب دیکھا
فی الحال تم ان شیطانوں سے آران کو بچاؤ۔ اگر ڈاکٹر کرس ا
مقصد میں کامیاب ہو گیا تو آران کا نام و نشان تک مٹ جا
گا''...... فرانا نے کہا۔
''اسرائیل کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔ میں انہیں آرا
تباہ کرنے کا موقع کبھی نہیں دوں گا''...... عمران نے اسی انداز
غراتے ہوئے کہا۔
''تو پھر تم فوری طور پر جناتی دنیا میں جانے کی تیاری
جناتی دنیا میں جا کر ہی تم اس بات کا پتہ لگا سکتے ہو کہ ڈاکٹر کر
آران کے خلاف گھناؤنی سازش کرنے سے کیسے روکا جا
ہے''...... فرانا نے کہا۔
''کیا تمہارا تعلق بھی جناتی دنیا سے ہے''...... عمران نے پو
''ہاں۔ میں جناتی دنیا سے ہی آئی ہوں''...... فرانا نے کہا
''تم اپنی مرضی سے آئی ہو یا تمہیں کسی نے بھیجا ہے''۔
نے پوچھا۔

''تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں اپنی مرضی سے آئی ہوں''...... فرانا
ل مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔
''میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... عمران نے کاندھے اچکا کر کہا۔
''مجھے ابوشوہول بابا نے ہی بھیجا ہے''...... فرانا نے کہا تو عمران
بے اختیار چونک پڑا۔
''بابا۔ کیا تم جناتی دنیا کے سردار جن ابوشوہول کی بیٹی ہو''۔
مران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں''...... فرانا نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے
کر رہ گیا۔
''کیا تم میرے سامنے ظاہر ہو سکتی ہو''...... عمران نے پوچھا۔
''ہاں کیوں نہیں۔ میں نے کہا تو تھا کہ تم کہو گے تو میں
تمہارے سامنے ظاہر ہو جاؤں گی''...... فرانا نے کہا۔
''تو پھر ظاہر ہو جاؤ۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں''...... عمران
نے کہا۔
''نہیں۔ پہلے تم جا کر غسل کرو۔ تمہارے جسم اور لباس پر سحر زدہ
کتوں کا خون لگا ہوا ہے۔ جب تک تم پاک صاف نہیں ہو جاتے
میں تمہارے سامنے ظاہر نہیں ہوں گی''...... فرانا نے کہا تو عمران
نے چونک کر دیکھا واقعی اس کا جسم اور لباس خون سے بھرا ہوا تھا۔
''اوہ۔ ہاں۔ مجھے بھی اس خون سے گھن آ رہی ہے۔ تم کچھ دیر
رکو میں ابھی نہا کر اور نیا لباس پہن کر آتا ہوں''...... عمران نے

کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گی"...... فرانا نے کہا

عمران اٹھ کر فوراً واش روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد نہا کر اور نیا لباس پہن کر واپس آیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"فرانا۔ کیا تم یہیں ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں یہیں ہوں"...... فرانا نے کہا۔

"اب میں پاک صاف ہو گیا ہوں۔ اب تم میرے سامنے ظاہر ہو سکتی ہو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے سامنے ظاہر ہونے لگی ہوں"۔ کی آواز سنائی دی اور پھر اچانک عمران کے سامنے تیز روشنی کا سا نمودار ہوا اور پھر اس ہالے میں اس قدر تیز روشنی پیدا ہوئی عمران بے اختیار آنکھیں بند کرنے پر مجبور ہو گیا۔ روشنی اتنی تیز کہ کمرے میں جیسے روشنی کا سیلاب سا آ گیا تھا۔ چند لمحوں عمران نے آنکھیں بند کئے رکھیں پھر اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ جہاں روشنی ہالہ نمودار ہوا تھا وہاں ایک انتہائی حسین لڑکی کھڑی تھی۔ لڑکی ہلکے سبز رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال سیاہ گھنے تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور چشم آہو جیسی تھیں۔ لڑکی رنگ و روپ قدیم دور کی کسی حسین ترین شہزادی جیسا تھا۔ مسکراتی ہوئی نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہی تھی اور اس

مسکرانے سے اس کے موتیوں جیسے سفید دانت چمکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا تم ہو فرانا"...... عمران نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں فرانا ہی ہوں"...... لڑکی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ تم جن زادی ہو لیکن تمہارا روپ اور تمہاری شکل و صورت تو انسانوں جیسی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے واقعی فرانا عام انسانوں جیسی ہی دکھائی دے رہی تھی اس میں ایسی کوئی تبدیلی دکھائی نہیں دے رہی تھی جو اسے انسانوں سے منفرد بنا سکتی ہو۔

"کیا میں تمہاری دنیا کے انسانوں کی طرح پلکیں جھپک رہی ہوں"...... فرانا نے کہا تو عمران نے چونک کر دیکھا واقعی وہ پلکیں نہیں جھپکا رہی تھی۔

"نہیں"...... عمران نے کہا۔

"اب میرا سر غور سے دیکھو۔ شاید تمہیں میرے بالوں میں کچھ دکھائی دے جائے"...... فرانا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنا سر آگے کرتے ہوئے عمران کی طرف جھکا دیا اور یہ دیکھ کر عمران بوکھلا کر رہ گیا کہ لڑکی کے سر پر دو چھوٹے چھوٹے سینگ تھے۔ گو کہ یہ سینگ سیاہ تھے اور بالوں میں چھپے ہوئے تھے لیکن لڑکی نے سر جھکا

کر جیسے ہی سر عمران کی طرف کیا تو عمران کو وہ سینگ صاف دکھائی دینا شروع ہو گئے تھے۔

''اتنے ثبوت کافی ہیں یا خود کو جن زادی ہونے کا تمہیں کوئی اور ثبوت بھی دوں''...... فرانا نے سر اٹھا کر عمران کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''نن نن۔ نہیں کافی ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم جن زادی ہی ہو۔ مگر......'' عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''اگر یقین ہو گیا ہے تو پھر یہ مگر کس لئے''...... فرانا نے پوچھا۔

''کیا یہ تمہارا اصلی روپ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہمارے ہزاروں روپ ہیں۔ ہم جس دنیا میں جاتے ہیں اسی دنیا کا روپ اختیار کر لیتے ہیں اور اس دنیا میں ہمارا وہی اصلی روپ ہوتا ہے''...... فرانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اس دنیا میں تمہارا یہی اصلی روپ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل''...... فرانا نے جواب دیا۔

''تم نے میری جان بچائی اس کے لئے شکریہ۔ اب یہ بتاؤ کہ تم میرے اور کیا کام آ سکتی ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم بتاؤ۔ بابا نے مجھے تمہارے ساتھ رہنے اور تمہیں ڈاکٹر کرس

کی ماورائی طاقتوں سے بچانے کے لئے بھیجا ہے۔ ڈاکٹر کرس تو بابا کو تسخیر کرنے کے لئے جادوئی عمل کرنے کے لئے ایک سیاہ معبد میں چلا گیا ہے لیکن اس کا ایک نائب بھی ہے جس کا نام وچ ڈاکٹر ریمنڈ ہے۔ وہ بھی ایک بڑا شیطان ہے۔ تمہارے لئے جتنا خطرناک ڈاکٹر کرس اور اس کی ماورائی طاقتیں ہیں اتنا ہی ڈاکٹر ریمنڈ بھی ہے۔ مجھے تمہیں اس کی شیطانی طاقتوں سے محفوظ رکھنا ہے ورنہ وہ تمہیں شدید نقصان پہنچا سکتا ہے''...... فرانا نے کہا۔

''مجھے ان شیطانوں اور شیطانی ذریات کی پرواہ نہیں ہے۔ میرے لئے سب سے بڑی پریشانی کی بات یہ ہے کہ آران اس وقت تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ تم نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر کرس نے اسرائیلی ایجنسی نائٹ فورس کے چیف مارشل ڈریگر کے ساتھ مل کر آران کو تباہ کرنے کا تمام انتظام مکمل کر لیا ہے اور اس نے جنات کی مدد سے ان سائنس دانوں تک وہ ڈیوائسز بھی پہنچا دی ہیں جنہیں ایٹم بموں اور ایٹمی میزائلوں پر لگا دیا گیا ہے۔ اب بس ان ڈیوائسز کا چارج ہونا باقی ہے۔ وہ ڈیوائسز چارج ہو گئیں تو ڈاکٹر کرس کچھ کرے یا نہ کرے مارشل ڈریگر ان ڈیوائسز کو چارج کر کے کسی بھی دن آران میں ایٹمی دھماکے کر سکتا ہے جس سے آران مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ میں ہر حال میں ان ڈیوائسز کو ایٹم بموں اور میزائلوں سے الگ کر دینا چاہتا ہوں تاکہ مارشل ڈریگر اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے''...... عمران

نے کہا۔

''اس کے لئے تمہیں جو کرنا ہے کرو۔ جہاں تمہیں میری مدد کی ضرورت ہو گی میں اسی وقت تمہارے پاس آ جاؤں گی''......فرانا نے کہا۔

''سب سے پہلے تو تم مجھے جناتی دنیا میں لے چلو تاکہ میں تمہارے بابا ابوشوہول سے مل کر معلوم کر سکوں کہ انہوں نے مجھے جناتی دنیا میں کیوں بلایا تھا''......عمران نے کہا۔

''میں تمہیں جناتی دنیا میں نہیں لے جا سکتی۔ جناتی دنیا میں جانے کے لئے تمہیں انہی کھنڈرات میں جانا پڑے گا جن کے بارے میں بابا نے تمہیں بتایا تھا''......فرانا نے کہا۔

''لیکن میں وہ کھنڈرات کہاں تلاش کروں''......عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''میں تمہیں راستہ بتا دیتی ہوں۔ تمہیں ان کھنڈرات کا پتہ چل جائے گا جہاں سے تم جناتی دنیا میں پہنچ سکتے ہو''......فرانا نے کہا۔

''تم جناتی دنیا کی شہزادی ہو۔ پھر تم مجھے وہاں کیوں نہیں لے جا سکتی''......عمران نے پوچھا۔

''میں وہاں سے تمہاری حفاظت اور رہنمائی کے لئے آئی ہوں اور بابا نے مجھے خفیہ طور پر یہاں بھیجا ہے۔ اب میں اپنی دنیا میں اس وقت تک واپس نہیں جا سکتی ہوں جب تک کہ تم ڈاکٹر کرس اور اس کی شیطانی طاقتوں کو ختم نہیں کر دیتے۔ اگر میں تمہارے ساتھ

اپنی دنیا میں واپس گئی تو پھر میرا تمہارے ساتھ آنا ناممکن ہو جائے گا۔ ڈاکٹر کرس نے جن جنات کو اپنے قبضے میں لے رکھا ہے میں ان کی نظروں میں آ جاؤں گی اور تمہارے ساتھ ساتھ وہ مجھے بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں جبکہ تمہارے ساتھ ساتھ مجھے یہاں اپنی بھی جان کی حفاظت کرنی ہے''......فرانا نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے''......عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا کر کہا۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں ایک انسان کا پتہ بتاتی ہوں۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ اسے ساری حقیقت کا علم ہے۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ ان کھنڈرات تک لے جائے گا جہاں سے تم جناتی دنیا میں جا سکتے ہو''......فرانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ویسے کیا اب بھی میرا جناتی دنیا میں جانا ضروری ہے''۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''ہاں۔ بہت ضروری ہے''......فرانا نے کہا۔

''تم نے مجھے ساری حقیقت سے آگاہ کر تو دیا ہے اور مجھے اس آدمی کا نام بھی بتا دیا ہے جو اس سارے فساد کی جڑ ہے۔ خط میں ابوشوہول نے یہی لکھا تھا کہ میں جب جناتی دنیا میں آؤں گا تب وہ مجھے ساری حقیقت بتائیں گے۔ پھر اب وہ مجھے اس معاملے میں اور کیا بتائیں گے''......عمران نے کہا۔

”بابا تمہیں ان جنات کی شکلیں دکھائیں گے جو ڈاکٹر کرس کے قابو میں ہیں۔ اس کے علاوہ جن سائنس دانوں کو جنات نے قابو کر رکھا ہے ان کے بارے میں بھی تمہیں بابا ہی بتائیں گے۔ جب تک تم ان تمام سائنس دانوں کی شکلیں نہیں دیکھ لو گے اس وقت تک تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ ڈاکٹر کرس کن افراد کو اپنے شیطانی جال میں پھنسا کر گھناؤنے مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے“...... فرانا نے کہا۔

”سائنس دانوں کی حد تک تو بات ٹھیک ہے۔ میں انہیں دیکھ کر آران کی حکومت کو ان کے بارے میں آگاہ کر سکتا ہوں اور انہیں مین پوائنٹ سے ہٹوا سکتا ہوں تاکہ وہ کسی شیطانی طاقت کے زیر اثر آران کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کر سکیں لیکن جنات کی شکلیں دیکھ کر میں کیا کروں گا“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان جنات کی شکلیں دیکھنا تمہارے لئے بے حد ضروری ہے“...... فرانا نے کہا۔

”کیوں ضروری ہے۔ یہی تو پوچھ رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کرس یا اس کا نائب ڈاکٹر ریمنڈ تمہارے خلاف ان جنات کو استعمال کرنے کی کوشش کرے۔ اگر جنات تمہارے مقابلے پر آئے تو اس سلسلے میں تمہاری میں کوئی مدد نہیں کر سکوں گی۔ تمہیں ان سے خود لڑنا ہو گا اور جب تک تم ان کی

اصلی شکلیں نہیں دیکھ لو گے اس وقت تک تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ تمہارے مقابلے پر جنات ہیں یا پھر شیطانی طاقتیں۔ شیطانی طاقتوں کا تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن جنات کی اصلی شکلیں تم نے دیکھی ہوں گی تو پھر وہ کسی بھی روپ میں تمہارے سامنے آئیں گے تو تم انہیں آسانی سے پہچان لو گے اور ان سے اپنا بچاؤ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں فنا بھی کر سکو گے“...... فرانا نے کہا۔

”کیا میں جنات کو فنا کر سکتا ہوں“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں“...... فرانا نے مختصر سے انداز میں کہا۔

”کیسے“...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس کا جواب تمہیں جناتی دنیا میں بابا ہی دیں گے“...... فرانا نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ اب تم میرے ساتھ ہو تو کیا اب بھی ڈاکٹر کرس یا اس کا نائب یا پھر ان کی شیطانی طاقتیں مجھے جناتی دنیا میں جانے سے روکنے کی کوشش کریں گی“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ تمہیں جناتی دنیا میں جانے سے روکنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اسی لئے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہیں ان شیطانوں سے محفوظ رکھ سکوں“...... فرانا نے کہا۔

”کوشش۔ کیا تم صرف کوشش کرو گی“...... عمران نے اس کی

طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے تمہیں بتایا ہے نا کہ اگر ڈاکٹر کرس یا اس کے نائب ڈاکٹر ریمنڈ نے تمہیں جناتی دنیا میں جانے سے روکنے کے لئے جناتی دنیا کے جنات کو بھیج دیا تو پھر میں ان سے تمہیں بچانے کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکوں گی"...... فرانا نے جواب دیا۔

"تو پھر میں ان سے اپنا بچاؤ کیسے کروں گا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا بھی کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔ تم فی الحال اس آدمی کے پاس جانے کی تیاری کرو جو تمہیں جناتی دنیا میں لے جا سکتا ہے"...... فرانا نے کہا۔

"کون ہے وہ آدمی"...... عمران نے پوچھا۔

"جب تم اس سے ملو گے تو وہ تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ خود ہی بتا دے گا"...... فرانا نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا کوئی نام تو ہو گا"...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"وہ اپنا نام بھی تمہیں خود ہی بتائے گا"...... فرانا نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا کیا وہ پاکیشیا میں ہی رہتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر پوچھا۔

"ہاں"...... فرانا نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"کہاں"...... عمران نے پوچھا۔

"تم چلو۔ میں تمہیں راستہ بتاتی جاؤں گی"...... فرانا نے کہا۔

"تو کیا تم ہر وقت میرے ساتھ ہی رہو گی"...... عمران نے پوچھا۔

"اگر تم چاہو تو ورنہ میں غیبی حالت میں بھی تمہارے ساتھ رہ سکتی ہوں"...... فرانا نے کہا۔

"بہتر تو یہی ہو گا کہ تم غائب ہی ہو جاؤ۔ میرے ساتھ تمہیں اس نے دیکھ لیا تو وہ طیش میں آجائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کون"...... فرانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک ہے رقیب روسفید۔ جسے میں مسلسل برداشت کر رہا ہوں دوسری گل سوئس ہے اور تم ٹھہری رقیب گل فرانا جو وہ برداشت نہیں کر سکے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ وہ کون ہے اور میرا نام رقیب گل فرانا نہیں صرف فرانا ہے"...... فرانا نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتایا ہے نا کہ ایک گل سوئس ہے جسے تم بہت جلد دیکھ بھی لو گی۔ اب رہی بات فرانا کی تو اگر تم ظاہری حالت میں میرے ساتھ رہی تو رقیب گل فرانا ہی ہو گی اور گل سوئس سے یہ برداشت نہیں ہو سکے گا۔ اگر ابھی بھی سمجھ نہیں آیا تو بہت جلد سمجھ جاؤ

گی‘‘......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’یہ تمہاری دنیا کی باتیں ہیں اس لئے میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔تم جو پوچھنا چاہتے ہو وہ پوچھو‘‘......فرانا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’اچھا یہ بتاؤ کہ کیا میرے ساتھیوں کو اس بات کا علم ہے کہ میں اس کار میں جل کر ہلاک نہیں ہوا ہوں اور ابھی تک زندہ ہوں‘‘......عمران نے پوچھا۔

’’نہیں۔ وہ ابھی اس بات سے لاعلم ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ وہ ابھی اس بات سے لاعلم ہی رہیں‘‘......فرانا نے جواب دیا۔

’’کیوں۔تم ایسا کیوں چاہتی ہو‘‘......عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’اس کا بھی تمہیں جلد ہی جواب مل جائے گا‘‘......فرانا نے کہا۔

’’تم ہر بات گول کرتی جا رہی ہو کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے‘‘......عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ بہت خاص وجہ ہے‘‘......فرانا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

’’کیا‘‘......عمران نے بے اختیار پوچھا۔

’’اس کا بھی تمہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا‘‘......فرانا نے مسکرا کر کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔

’’کیا اب ہم تمہارے والد محترم سے ملنے چل سکتے ہیں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’ہاں چلو‘‘......فرانا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

’’کیا تم میرے ساتھ ظاہری حالت میں چلو گی‘‘......عمران نے پوچھا۔

’’ہاں لیکن میری یہ ظاہری حالت صرف تمہارے لئے ہے کسی اور کے لئے نہیں‘‘......فرانا نے کہا۔

’’میں سمجھا نہیں‘‘......عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں ظاہری حالت میں صرف تمہیں ہی دکھائی دے سکتی ہوں کسی اور کو نہیں اور تمہارے سوا میری کوئی آواز بھی نہیں سن سکتا ہے‘‘......فرانا نے کہا تو عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

’’میری کار تو تباہ ہو چکی ہے تم یہاں مجھے اپنی طاقتوں کے زور سے لائی تھی۔ اب ہمیں جہاں جانا ہے وہاں کسی ٹیکسی میں ہی جانا پڑے گا‘‘......عمران نے کہا۔

’’تو کیا فرق پڑتا ہے‘‘......فرانا نے کہا۔

’’تو کیا ٹیکسی میں تم میرے ساتھ سفر کرو گی‘‘......عمران نے پوچھا۔

’’ظاہر ہے۔ مجھے تمہارے ساتھ جانا ہے تو مجھے بھی تمہارے

ساتھ ہی سفر کرنا پڑے گا''...... فرانا نے مسکرا کر کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم یہاں رکو۔ میں دوسرا لباس پہن لوں۔ تمہارے ساتھ جانے کے لئے یہ لباس مناسب نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے جاؤ''...... فرانا نے کہا تو عمران اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا۔

عمران پر چونکہ صورتحال کافی حد تک واضح ہو چکی تھی اور وہ جانتا تھا کہ اسے جناتی دنیا میں جانا ہے جہاں نجانے اسے کتنا وقت لگ جائے اس لئے اس نے سپیشل روم میں جا کر بلیک زیرو کو کال کر کے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس کی ناقابلِ یقین اور حیرت انگیز باتیں سن کر بلیک زیرو حیران تو ہوا تھا لیکن عمران کو بھلا وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ فوری طور ممبران کو میٹنگ کے لئے بلائے اور انہیں بریف کر کے اسرائیلی ایجنسی نائٹ فورس کے خلاف مشن پر بھیج دے۔ جس کے چیف مارشل ڈریگر کے پاس وہ ریموٹ کنٹرول تھا جس سے وہ آرانی ایٹمی تنصیبات کو ایک بٹن پریس کر کے تباہ کر سکتا تھا۔ عمران نے بلیک زیرو کو ہدایات دی تھیں کہ وہ ممبران کو پہلے آران بھیجے تاکہ وہ آرانی سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر پہلے ان تنصیبات کی چیکنگ کر سکیں جہاں ایٹم بم اور ایٹمی

میزائلوں پر آرانی سائنس دانوں نے جنات کے زیر اثر مارشل ڈریگر کی دی ہوئی بلاسٹنگ ڈیوائسز لگائی ہیں۔ فرانا کی باتوں سے عمران کو اس بات کا بھی علم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر کرس نے جن جنات کو قابو کر رکھا تھا اس نے ان کے ذریعے جن سائنس دانوں کو کنٹرول کر رکھا تھا ان سائنس دانوں نے جنات کے زیر اثر ایٹم بم اور ایٹمی میزائلوں پر بے شمار بلاسٹنگ ڈیوائسز لگا دی تھیں جنہیں بم اور میزائلوں سے اس ریموٹ کنٹرول کے بغیر الگ نہیں کیا جا سکتا تھا جو نائٹ فورس کے چیف مارشل ڈریگر کے پاس تھا۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے بلیک زیرو کو یہ بھی ہدایات دی تھیں کہ وہ اس سلسلے میں آرانی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل ولید سے بھی بات کرے اور اس پر بھی ساری حقیقت واضح کر دے تاکہ اگر ممکن ہو سکے تو وہ ان ڈیوائسز کو فوری طور پر ایٹم بم اور میزائلوں سے ہٹانے کی کوشش کر سکے جن سے آران کی تباہی ممکن ہو سکتی تھی۔

عمران نے بلیک زیرو کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ جلتی ہوئی کار سے کیسے زندہ بچ نکلا تھا۔ اس نے بلیک زیرو سے کہا تھا کہ چونکہ اسے ایک جن زادی کے ساتھ جناتی دنیا میں جانا ہے جہاں نجانے اسے کتنا وقت لگ جائے اس لئے وہ اس کے بارے میں ابھی کسی کو کچھ نہ بتائے اور ممبران کو فوری طور پر اسرائیلی مشن پر روانہ کر دے۔ بلیک زیرو کو ہدایات دے کر اور لباس تبدیل کر کے عمران، فرانا کے ساتھ فلیٹ سے نکل آیا۔ سڑک پر آ کر عمران نے ایک

ٹیکسی رکوائی اور ڈرائیور کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

فرانا اس کے ساتھ ہی آئی تھی۔ وہ ٹیکسی کا دروازہ کھولے بغیر پچھلی سیٹ پر نمودار ہو گئی۔ اسے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے ڈرائیور کی جانب دیکھا لیکن ڈرائیور کے چہرے پر اسے کوئی تاثر دکھائی نہیں دیا جس سے پتہ چلتا ہو کہ اس نے پیچھے بیٹھی ہوئی فرانا کو دیکھ لیا ہو۔

”جی صاحب کہاں جانا ہے“...... ڈرائیور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ ڈرائیور کی بات سن کر عمران نے بیک مرر میں نظر آنے والی فرانا کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

”غریب آباد کی طرف چلو“...... فرانا نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لے کر ڈرائیور کو غریب آباد کی طرف چلنے کا کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ڈرائیور کی موجودگی میں عمران چونکہ فرانا سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے فرانا نے بھی اس سے کوئی بات نہ کی اور ڈرائیور تیزی سے ٹیکسی غریب آباد کی طرف دوڑاتا لے گیا۔

حصہ اول ختم شد

60 B

عمران سیریز نمبر

جن زادی

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جولیا اور اس کے تمام ساتھی جن میں فور سٹارز بھی شامل تھے دانش منزل کے میٹنگ ہال میں بیٹھے تھے۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے۔

ہال میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کار میں جلی ہوئی لاش کی ہڈیاں دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا تھا کہ عمران بے ہوشی کی ہی حالت میں کار سمیت جل گیا ہے۔ عمران کی موت نے ان سب کو انتہائی افسردہ کر رکھا تھا۔ جولیا کے تو آنسو جیسے تھمنے کو ہی نہیں آ رہے تھے۔ وہ عمران کی ہلاکت کا خود کو ذمہ دار سمجھ رہی تھی کہ وہ عمران کی بھرپور حفاظت نہ کر سکی تھی۔

صفدر، تنویر، اور کیپٹن شکیل نے جولیا کو سمجھانے کی بے حد کوشش کی لیکن جولیا کسی طرح اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہو رہی تھی کہ عمران اس کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوا ہے۔

وہ سب جولیا کے فلیٹ میں آ گئے تھے جہاں صفدر نے چیف کو

کال کر کے عمران کی ہلاکت کے بارے میں تفصیل بتائی تو چیف نے انہیں فوری طور پر دانش منزل پہنچنے کا کہا تھا۔ جولیا کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل کے اصرار پر وہ ان کے ہمراہ یہاں آ گئی تھی اور ان کے آنے کے کچھ ہی دیر کے بعد نعمانی، چوہان، خاور اور صدیقی بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہیں جب عمران کی دردناک موت کا پتہ چلا تو وہ بھی جیسے اپنے دل تھام کر رہ گئے۔ عمران کی موت نے ان سب کو ہی افسردہ کر دیا تھا۔

"مجھے تو ابھی تک اس بات کا یقین ہی نہیں ہو رہا ہے کہ عمران صاحب ہم میں نہیں ہیں"...... خاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے انتہائی دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"یقین تو کسی کو بھی نہیں ہے لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے کار میں عمران کی جلی ہوئی ہڈیاں دیکھی ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ کار میں تم نے جلی ہوئی جو ہڈیاں دیکھیں تھیں وہ عمران صاحب کی ہی تھیں"...... صدیقی نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا بلکہ صفدر بھی چونک پڑا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر اچانک ان کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھرنا شروع ہو گئی۔

"اس سیٹ پر عمران صاحب پر ایک کتے نے حملہ کیا تھا۔ مس جولیا نے اس کتے کو گولی مار دی تھی۔ کتے کی لاش عمران صاحب کے اوپر ہی گری ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ جب کار کو آگ لگی ہو تو

عمران صاحب کو ہوش آ گیا ہو اور وہ اپنے جسم سے کتے کی لاش ہٹا کر کار سے باہر نکل گئے ہوں اور ہم نے سیٹ پر جلی ہوئی جو ہڈیاں دیکھی تھیں وہ کتے کی ہی ہوں"...... صفدر نے کہا تو ان سب کے چہروں پر قدرے امید کی چمک ابھر آئی۔

"اوہ۔ یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی"...... تنویر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"جلی ہوئی کار میں جلی ہوئی ہڈیاں دیکھ کر میرے دماغ نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا تھا اس لئے میں اس کتے کو بھول گیا تھا جو کار کی عقبی ونڈ سکرین توڑ کر اندر آ گیا تھا۔ کیوں مس جولیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا"...... صفدر نے کہا اور استفہامیہ نظروں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ لیکن اگر عمران کار سے نکل گیا تھا تو پھر ہمیں کار کا دروازہ بند کیوں ملا تھا"...... جولیا نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔ عمران کے زندہ ہونے کا سن کر اس کے چہرے پر چھائی ہوئی پژمردگی ختم ہو گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں بھی امید و بیم کی چمک دکھائی دینے لگی تھی۔

"کار سے نکلتے ہی عمران صاحب نے کار کا دروازہ بند کر دیا ہو گا"...... خاور نے کہا۔

"ہم نے کار کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی کوئی آواز نہیں سنی تھی اور اگر عمران زندہ ہے تو پھر وہ ہمیں وہاں کیوں نہیں ملا۔ اس

کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کار سے نکل کر زیادہ دور جا سکتا ہو۔ تم دونوں کے ساتھ ٹائیگر نے بھی مل کر اس سارے علاقے کا جائزہ لیا تھا۔ اگر عمران وہاں ہوتا تو کہیں نہ کہیں ضرور مل جاتا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی ہم نے ارد گرد کا بغور جائزہ لیا تھا اور کار کے قریب بھی ہمیں ایسے کوئی نشان نہیں ملے تھے جن سے پتہ چل سکتا ہو کہ عمران صاحب کار جلنے سے پہلے نکل گئے تھے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ کیپٹن شکیل کا جواب سن کر جولیا کے چہرے پر ایک بار پھر ناامیدی چھا گئی۔

''پختہ سڑک پر بھلا کسی کے قدموں کے نشان کیسے مل سکتے ہیں''...... صفدر نے جولیا کے چہرے پر ناامیدی دیکھ کر فوراً کہا۔

''پھر بھی عمران میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ کہیں دور جا سکے۔ ہم نے تو سارا علاقہ چھان مارا تھا''...... تنویر نے کہا۔

''ہم صرف مفروضوں پر باتیں کر رہے ہیں۔ اس بات کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ عمران صاحب ہلاک ہو چکے ہیں اور یہ بات میرا دل بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ عمران صاحب کار میں زندہ جل گئے تھے''...... صفدر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ کار میں جلا نہیں ہے تو پھر کہاں ہے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''جہاں بھی ہیں وہ جلد ہی ہمارے سامنے آ جائیں گے''۔ صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''اور اگر وہ نہ آیا تو''...... تنویر نے کہا تو صفدر اسے تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا۔

''یہ بات درست ہے واقعی ہمیں اس وقت تک ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے حقیقت کا کوئی تعلق نہ ہو۔ محض جلی ہوئی ہڈیاں دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ وہ عمران صاحب کی ہڈیاں ہیں یہ غلط بھی ہو سکتا ہے جب مس جولیا اور صفدر کہہ رہے ہیں کہ اسی سیٹ پر ایک کتے کی بھی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان جلی ہوئی ہڈیوں کو کسی فرانزک لیبارٹری میں بھیج دیں تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ ہڈیاں انسانی ہیں یا کسی جانور کی''...... صدیقی نے کہا۔

''چیف کے حکم سے میں نے جلی ہوئی ہڈیاں انہیں دے دی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چیف نے ہڈیوں کو فرانزک لیبارٹری میں چیکنگ کے لئے ہی منگوایا ہو''...... صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتے اسی لمحے ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس پر لگا ایک بلب سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ جولیا نے ٹرانسمیٹر آن ہوتے دیکھ کر ہاتھ بڑھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''کیا سب ممبر پہنچ گئے ہیں''...... ٹرانسمیٹر سے چیف کی گمبھیر آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ ہم سب یہاں موجود ہیں''...... جولیا نے مؤدب

لہجے میں کہا۔

"او کے۔ سب سے پہلے تو میں تم سب کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ صفدر نے مجھے کار سے جو جلی ہوئی ہڈیاں فراہم کی تھیں میرے پاس ان کی فرانزک رپورٹ آ گئی ہے"...... چیف نے کہا تو وہ سب چونک پڑے اور ان کے چہروں پر یکلخت سنسنی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا رپورٹ ہے چیف"...... جولیا نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان سب کے دل دھڑک رہے تھے کہ چیف کہیں انہیں روح فرسا خبر نہ سنا دے کہ وہ ہڈیاں عمران کی ہی تھیں۔

"ہڈیاں ایک کتے کی ہیں۔ ان میں کوئی ایسی ہڈی نہیں ہے جو انسانی ہو"...... چیف نے جواب دیا تو ان سب کے چہرے یکلخت مسرت سے کھل اٹھے۔ جولیا نے چیف کی بات سن کر انتہائی سکون بھرے انداز میں آنکھیں بند کرتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی جیسے اس کے سر سے کوئی بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہو۔

"اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ وہ ہڈیاں عمران صاحب کی نہیں تھیں"...... صفدر کے منہ سے فوراً دعائیہ کلمات نکلے۔

"ہاں۔ ان ہڈیوں میں کوئی بھی ہڈی انسان کی نہیں ہے۔ عمران اس کار میں زندہ نہیں جلا ہے"...... چیف نے کہا تو ان کے چہروں پر اور زیادہ سکون اور مسرت کے تاثرات پھیل گئے۔ خاص طور پر جولیا کا تو چہرہ کسی گلاب کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"حیرت ہے اگر عمران کار میں نہیں تھا تو پھر وہ گیا کہاں"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف کیا آپ نے عمران صاحب سے رابطہ نہیں کیا کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"میں نے عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کی طرف سے مجھے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا ہے"...... چیف نے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔ عمران ہمیں وہاں بھی نہیں ملا تھا اور وہاں سے ہمیں ایسے نشان بھی نہیں ملے تھے کہ عمران کار سے نکل کر کہیں گیا ہو پھر وہ جلتی ہوئی کار سے نکلا کیسے تھا اور وہ آخر گیا کہاں ہے"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے لئے یہی بہت ہے کہ عمران صاحب زندہ ہیں۔ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں اس کا بھی پتہ چل ہی جائے گا"...... صفدر نے کہا تو تنویر خاموش ہو گیا۔

"عمران کے بارے میں تو پتہ چل ہی جائے گا لیکن میں نے تمہیں ایک خاص مقصد کے لئے یہاں بلایا ہے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم"...... جولیا نے اس بار انتہائی فریش لہجے میں کہا۔ عمران کے زندہ ہونے کی خبر سن کر اس کی ساری فکر اور پریشانی ختم ہو گئی تھی۔

”اطلاعات ہیں کہ اسرائیل ایک بار پھر مسلم امہ کو نقصان پہنچانے اور مسلم ممالک کو تباہ کرنے کی گھناؤنی سازش کر رہا ہے۔ اس بار اسرائیل کا پہلا ہدف آران ہے۔ اسرائیل آران میں ایسی تباہی پھیلانا چاہتا ہے کہ آران کا دنیا سے نام و نشان تک مٹ جائے“...... چیف نے کہا۔

”اوہ۔ کیا اسرائیل، آران پر فوج کشی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یا پھر وہ آران کی ایٹمی تنصیبات کو اپنے میزائلوں سے نشانہ بنانا چاہتا ہے“......صفدر نے کہا۔

”اسرائیل نے آران کو تباہ کرنے کا ایک نیا اور انوکھا طریقہ اپنایا ہے۔ آران جو ایک اسلامی ملک ہے اور پاکیشیا کی طرح ایٹمی قوت بن چکا ہے، اسرائیل ایک خاص سازش کے تحت آران میں بنائے گئے ایٹم بم اور ایٹمی میزائلوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس کام کو انجام دینے کے لئے اسرائیل نے نادیدہ قوتوں کا استعمال کیا ہے۔ اسرائیل کی ایک ایجنسی ہے جس کا نام نائٹ فورس ہے۔ نائٹ فورس کا سربراہ مارشل ڈریگر ہے جو ماورائی دنیا کے ایک وچ ڈاکٹر کو اپنا گرو مانتا ہے۔ اس وچ ڈاکٹر کا نام ڈاکٹر کرس ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے قبضے میں جنات ہیں اور وہ ان جنات سے کچھ بھی کرا سکتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مارشل ڈریگر نے ڈاکٹر کرس کو بلاسٹنگ ڈیوائسز مہیا کی تھیں جنہیں ڈاکٹر کرس نے جنات کے ذریعے ان سائنس دانوں تک پہنچایا تھا جو

ایٹم بموں اور ایٹمی میزائلوں سے منسلک تھے۔ جنات نے ان تمام سائنس دانوں کو اپنے شکنجے میں لے کر ان کے ذریعے ایٹم بموں اور ایٹمی میزائلوں پر وہ ڈیوائسز لگوائی ہیں۔ میں ان سب باتوں پر یقین نہیں رکھتا ہوں لیکن مجھے جو اطلاعات ملی ہیں واقعی آران کے ایٹم بموں اور ایٹمی میزائلوں پر ایسی بے شمار ڈیوائسز لگی ہوئی ہیں جو ریموٹ کنٹرولڈ ہیں اور ان سے بموں اور میزائلوں کو کسی بھی وقت بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب کیسے ہوا ہے اس کے بارے میں جب آپ آران اور اسرائیل میں جا کر کام کریں گے تو اس کی گتھی بھی سلجھا لیں گے۔ ہمارا مشن اسرائیل کے خلاف ہے۔ اسرائیل میں آپ کو نائٹ فورس کے خلاف کام کرنا ہے۔ نائٹ فورس جو ماورائی قوتوں کے بل بوتے پر یہ سازش رچائے ہوئے ہے اسے آپ نے ہر حال میں ایسا سبق سکھانا ہے جس سے انہیں اس بات کا پتہ چل جائے کہ حق اور باطل کی لڑائی میں جیت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے۔ آران کے ایٹم بموں اور ایٹمی میزائلوں پر جو بلاسٹنگ ڈیوائس لگائی گئی ہیں انہیں کسی بھی طریقے سے بموں اور میزائلوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ انہیں اسی ریموٹ کنٹرول سے بموں اور میزائلوں سے الگ کیا جا سکتا ہے جن سے یہ ڈیوائسز کنٹرول کر کے انہیں بلاسٹ کیا جا سکتا ہے اس کے لئے آپ کو نائٹ فورس کے مارشل ڈریگر تک پہنچنا ہے۔ بلاسٹنگ ڈیوائسز کا ریموٹ کنٹرول اسی کے پاس ہے۔ آپ کو ہر حال میں مارشل

ڈریگر سے وہ ریموٹ کنٹرول حاصل کرنا ہے جس سے آران کی تباہی کو روکا جا سکتا ہے''...... چیف نے کہا۔

''لیکن چیف کیا یہ ضروری ہے کہ جب تک ہم اسرائیل جا کر مارشل ڈریگر کے خلاف کارروائی کریں اس وقت تک مارشل ڈریگر اس ریموٹ کنٹرول کو استعمال نہ کرے۔ اگر وہ آران کے ایٹم بم اور میزائلوں پر بلاسٹنگ ڈیوائسز لگوا چکا ہے تو پھر وہ ان ڈیوائسز کو کبھی بھی اور کسی بھی وقت بلاسٹ کر کے آران کو تباہ کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ہمیں اسرائیل جا کر نائٹ فورس اور مارشل ڈریگر کے خلاف کارروائی کرنے سے کیا حاصل ہو گا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کو بتایا ہے کہ مارشل ڈریگر ایک وچ ڈاکٹر، ڈاکٹر کرس کا معتقد ہے۔ مارشل ڈریگر نے یہ سب ڈاکٹر کرس کے کہنے پر ہی کرایا ہے اور ڈاکٹر کرس نے اسے ریموٹ کنٹرول اپنے پاس سنبھال کر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ڈاکٹر کرس کسی مخصوص طاقت کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے جسے حاصل کرنے میں اسے نو روز کا مخصوص عمل کرنا ہے۔ نو روز تک نہ مارشل ڈریگر اس سے رابطہ کر سکتا ہے اور نہ ہی ڈاکٹر کرس، مارشل ڈریگر سے بات کرے گا۔ نو راز کے بعد جب ڈاکٹر کرس اپنا عمل پورا کر لے گا تب وہ مارشل ڈریگر کے ساتھ مل کر آران کو تباہ کرے گا۔ یہ قدرت کی طرف سے ہمیں خصوصی مہلت ملی ہے کہ ڈیوائسز لگنے کے باوجود مارشل

ڈریگر نو روز تک ریموٹ کنٹرول سے آران کے اٹیم بم اور ایٹمی میزائلوں کو تباہ نہیں کر سکتا''...... چیف نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے پاس آران کو تباہ ہونے سے روکنے کے لئے وقت ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ آپ کو اسی وقت کا فائدہ اٹھانا ہے اور اسرائیل پہنچ کر فوری طور پر نائٹ فورس کے خلاف کام کرنا ہے تاکہ مارشل ڈریگر اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے''...... چیف نے کہا۔

''لیکن چیف۔ یہ معاملہ تو آران کا ہے۔ اس سلسلے میں ان کی سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کو کام کرنا چاہئے۔ آران کی ایٹمی لیبارٹریوں میں بلاسٹنگ ڈیوائسز نصب ہیں۔ انہیں وہاں سے ہٹانے کے لئے تو ہمیں ظاہر ہے ان کی مدد کی ضرورت ہو گی''۔ جولیا نے کہا۔

''میری اس سلسلے میں آرانی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل ولید سے بات ہوئی ہے۔ میں نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے۔ اس ساری صورتحال سے وہ بھی بے حد پریشان ہے اور اس نے میری ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ان لیبارٹریوں کا سروے بھی کیا ہے اور اسے وہاں بلاسٹنگ ڈیوائسز کی موجودگی کا بھی علم ہو گیا ہے۔ اس نے ان ڈیوائسز کو وہاں سے ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن جیسا کہ میں آپ سب کو بتا چکا ہوں کہ ان ڈیوائسز کو اسی

ریموٹ کنٹرول سے آف کر کے ہٹایا جا سکتا ہے جو مارشل ڈریگر کے پاس ہے۔ یہ معاملہ چونکہ انسانیت کی بقاء کا ہے اور آران مسلم ریاست ہے اس لئے ہمیں مسلم امہ کی بقاء کے لئے ان کے شانہ بشانہ کام کرنا ہو گا۔ کرنل ولید اور اس کے ایجنٹ اکیلے بھی اسرائیل جا کر نائٹ فورس کے خلاف جدو جہد کر سکتے ہیں لیکن کرنل ولید نے استدعا کی ہے کہ اس معاملے میں اگر ہم اس کی معاونت کریں تو آران کو خوفناک تباہی سے جلد سے جلد بچایا جا سکتا ہے۔ معاملہ چونکہ انتہائی اہم اور نازک ہے اس لئے میں نے اس کی استدعا مان لی ہے اور میں نے آپ سب کو آران کی مدد کے لئے وہاں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آرانی سیکرٹ سروس میں کچھ ایسے ایجنٹ موجود ہیں جو اسرائیل جانے کے مختلف خفیہ راستے جانتے ہیں۔ آپ ان میں سے دو ایجنٹ ساتھ لے لیں جو آپ کو اسرائیل لے جائیں گے اور وہ اسرائیل میں آپ کے معاون بھی بن جائیں گے اور ان کی مدد سے آپ نائٹ فورس کے مخصوص ٹھکانوں تک بھی رسائی حاصل کر لیں گے''...... چیف نے کہا۔

''تو کیا اس کے لئے ہمیں پہلے آران جانا ہو گا''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ وہ خفیہ ذرائع آران میں ہی موجود ہیں جو آپ کو اسرائیل پہنچا سکتے ہیں۔ آران جا کر آپ کرنل ولید سے ملاقات کریں گے۔ وہ آپ کو اپنے خاص ایجنٹ فراہم کرے گا جن کے

ساتھ آپ اسرائیل جائیں گے اور وہاں جا کر نائٹ فورس کے خلاف ایکشن لیں گے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ ہم آپ کی احکامات پر مکمل عملدرآمد کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''چیف۔ کیا اس بار ہم سب کو اسرائیل جانا ہے''...... اچانک جولیا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کا فیصلہ تم سب آپس میں مل کر کرو۔ اسرائیل مشن کے گروپ کی تم لیڈر ہو۔ تم جسے چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ اور جسے چاہو ڈراپ کر دو''...... چیف نے کہا۔

''تو کیا چیف اس بار عمران صاحب ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے''...... چوہان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''عمران سے میرا کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اگر وہ ہوتا تو اس وقت وہ اس میٹنگ میں ہوتا لیکن چونکہ اس کا ابھی کچھ پتہ نہیں ہے اور وہ نجانے کن چکروں میں الجھا ہوا ہے اس کے لئے میں اس کا انتظار نہیں کر سکتا''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ عمران کے بغیر بھی ہم اپنا مشن انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دیں گے اور ہر حال میں اپنا مقصد حاصل کر لیں گے''...... جولیا نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ میں تم سب میں ایسا ہی کانفیڈنس دیکھنا چاہتا ہوں''۔ چیف نے کہا۔

''چیف کیا ہمیں نائٹ فورس اور کرنل ڈریگر کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں'' ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نائٹ فورس اور کرنل ڈریگر کے بارے میں تمام تر معلومات کرنل ولید کے پاس ہیں۔ جب تم آران پہنچو گے تو وہ تمہیں اس کے بارے میں تمام تر معلومات فراہم کر دے گا'' ...... چیف نے کہا۔

''یس چیف'' ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جولیا اب تم اپنا گروپ ترتیب دو اور اس کے بارے میں مجھے انفارم کرو تاکہ میں تمہارے آران جانے کا بندوبست کر سکوں''۔ چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں دس منٹ تک آپ کو تفصیلات فراہم کر دوں گی'' ...... جولیا نے کہا۔

''اوکے'' ...... چیف نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

''اس بار ہمارے ساتھ عمران صاحب نہیں ہیں۔ ہمیں اسرائیل کے خلاف عمران صاحب کے بغیر لڑنا ہے'' ...... ٹرانسمیٹر آف ہوتے دیکھ کر صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور ہمیں چیف پر یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم عمران کے بغ بھی اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں چاہے وہ مشن اسرائیل کے خلاف کیوں نہ ہو'' ...... تنویر نے فوراً کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

''عمران صاحب کسی مجبوری کی وجہ سے یہاں نہیں ہیں۔ اگر

ہوتے تو اس وقت وہ بھی ہمارے ساتھ اس مشن پر جانے کے لئے تیار ہوتے'' ...... نعمانی نے تنویر کی بات کا برا مان کر کہا۔

''چیف نے عمران صاحب کی بحث میں الجھنے کی بجائے ہمیں آپس میں یہ فیصلہ کرنے کے لئے وقت دیا ہے کہ اسرائیل مشن کے لئے ہم میں سے کون کون جائے گا۔ ہم اصل بات سے ہٹ کر دوسری طرف کیوں جا رہے ہیں'' ...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر آپ کریں فیصلہ۔ چیف نے آپ کو لیڈر بنایا ہے۔ آپ بتائیں آپ ہم میں سے کس کس کو ساتھ لے جائیں گی'' ...... خاور نے مسکرا کر کہا۔

''ہمیں یہ مشن تیز رفتاری سے اور جلد سے جلد مکمل کرنا ہے۔ اسرائیل نے آران کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا مکمل بندوبست کر رکھا ہے۔ آرانی ایٹم بم اور میزائلوں پر بلاسٹنگ ڈیوائسز لگی ہوئی ہیں بس ایک بٹن دبانے کی دیر ہے اور آران کا وجود دنیا کے نقشے سے ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گا اور یہ کام مارشل ڈریگر کے لئے مشکل نہیں ہے'' ...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہمیں اس معاملے میں زیادہ دیر نہیں کرنی چاہئے'' ...... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ہمیں چونکہ تیز رفتار ایکشن کرنا ہے اور ہم نائٹ فورس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے ہیں اس لئے ہم چند افراد پر قناعت نہیں کر سکتے۔ نجانے وہاں جا کر ہمیں کن حالات کا سامنا کرنا

پڑے اس لئے میں چاہتی ہوں کہ اس بار پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کرنے کے لئے جائے تاکہ ہم وہاں پہنچ کر یکجا ہو کر ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں بھی آپ سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ ہم سب کو اس مشن پر جانا چاہئے۔ آران کے ایجنٹ ہمیں اسرائیل پہنچا دیں گے لیکن وہاں جا کر ہمیں اسرائیل کی ایک ایسی فورس کا مقابلہ کرنا ہے جو روائتی طریقے سے ہٹ کر ماورائی طریقوں سے بھی ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ نائٹ فورس کا مارشل ڈریگر ماورائی معاملات میں بے حد دلچسپی رکھتا ہے اور اس نے آران کے خلاف جو کچھ کیا ہے اس کے پیچھے جنات یا پھر ماورائی طاقتوں کا بھی ہاتھ ہے۔ اگر وہاں ہمارے مقابلے پر جنات یا ماورائی طاقتیں آئیں تو پھر ہمارے لئے بہت مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں جن سے ہم سب مل کر ہی نپٹ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کیا تم جنات اور ماورائی طاقتوں پر یقین رکھتے ہو کہ وہ ہمارا راستہ روک سکتی ہیں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہمارے ساتھ بارہا ہو چکا ہے۔ خاص طور پر ماورائی معاملات میں تو ہمارے ساتھ بہت کچھ ہو چکا ہے اور کئی بار ہمیں بدروحوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس بار ہمیں اسرائیلی فورس کے

ساتھ ساتھ ماورائی طاقتوں سے بھی لڑنا پڑے گا''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ میں یہ بات یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن چیف نے بتایا ہے کہ مارشل ڈریگر نے آران کو تباہ کرنے کے لئے کسی وچ ڈاکٹر کرس کی ماورائی طاقتوں یا جنات کا سہارا لیا ہے تو وہ ان طاقتوں اور جنات کو ہمارے خلاف بھی استعمال کر سکتا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''ہم انسانوں سے تو لڑ سکتے ہیں لیکن اگر ہمارے مقابلے پر سچ مچ جنات آ گئے تو ہم کیا کریں گے''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پھر وہی ہو گا جو خدا کو منظور ہو گا''...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''کیا مطلب''...... چوہان نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کی منظوری سے ہی ہوتا ہے۔ اس کے حکم کے بغیر تو ایک پتا بھی اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ اگر اس بار ہمارے دشمنوں میں جنات بھی شامل ہیں تو ہم اللہ کی رضا سے ان کا بھی مقابلہ کریں گے اور حقیقت تو یہی ہے کہ حق کے مقابلے میں باطل کی شکست ہی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر کرس نے جن جنات کو قابو کر رکھا ہے ان کا تعلق بھی باطل سے ہے اور باطل قوتیں جو بھی ہوں حق کے مقابلے میں وہ مات ہی کھاتی ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''پھر بھی ہمیں جنات سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی تو لائحہ عمل طے کرنا ہو گا ورنہ جنات کے کئے ہوئے وار ہمارے لئے میزائلوں، بموں اور گولیوں سے کہیں زیادہ جان لیوا اور خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہمارے پاس جنات اور ماورائی طاقتوں کے خلاف مقدس کلام کی شکل میں انتہائی طاقتور ہتھیار ہے۔ ہم ان کے لئے وہی سب طریقے اپنائیں گے جو ماورائی معاملات میں ہم عمران صاحب اور جوزف کے مشورے پر اپناتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''مثلاً۔ کون سے طریقے''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''باوضو رہنا اور خوشبویات کے استعمال کے ساتھ ساتھ آیات مقدسہ کا ورد کرتے رہنا۔ جنات کا تعلق اگر شیاطین سے ہوا تو وہ ہماری پاکیزگی کے سبب ہمارے نزدیک بھی نہیں آئیں گے''۔ صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ٹھیک ہے۔ میں چیف کو سب کو ساتھ لے جانے کی بات کر لیتی ہوں تاکہ چیف ہمارے لئے آران جانے کا بندوبست کر سکیں''...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور جولیا ٹرانسمیٹر پر چیف سے بات کرنے کے لئے اسے آن کر شروع ہو گئی۔

غریب آباد واقعی اپنے نام کی طرح غریب آباد ہی تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو شہر کے نواح میں واقع تھا۔

کچے پکے مکانات کا ایک طویل سلسلہ تھا جو دور تک پھیلا ہوا تھا۔ بازاروں میں پھلوں، سبزیوں اور ایسے ہی روزمرہ استعمال کی چیزوں کی دکانیں اور ریڑھیاں سجی ہوئی تھیں۔ بعض علاقوں میں تو ریڑھیوں اور خوانچہ فروشوں کا جیسے میلا سا لگا ہوا تھا۔ اس علاقے میں خرید و فروخت عروج پر تھی۔

عمران، پیچھے بیٹھی ہوئی فرانا کے بتائے ہوئے راستوں کا ٹیکسی ڈرائیور کو بتاتا جا رہا تھا اور ڈرائیور خاموشی سے ٹیکسی انہی راستوں پر لے جا رہا تھا۔ ٹیکسی بازاروں اور بے شمار سڑکوں اور گلیوں سے ہوتی ہوئی ایک ایسے علاقے میں آ گئی جہاں راستے ٹوٹے پھوٹے اور تنگ گلیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

''بس صاحب۔ میں اس سے آگے نہیں جا سکتا''...... ٹیکسی

ڈرائیور نے ٹیکسی ایک تنگ گلی کے قریب روکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو آخر جانا کہاں ہیں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔ وہ شاید ٹیکسی مسلسل موڑ موڑ کر بری طرح سے تھک گیا تھا۔

''یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے''...... عمران نے بیک ویو مرر سے پچھلی سیٹ پر بیٹھی فرانا کی جانب دیکھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''کیا کہا۔ آپ کو بھی معلوم نہیں ہے۔ میں کچھ سمجھا نہیں صاحب''...... ڈرائیور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''سمجھ تو مجھے بھی کچھ نہیں آ رہا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو ڈرائیور حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''اسے کہو کہ یہ یہیں رک کر تمہارا انتظار کرے اور تم ٹیکسی سے باہر آ جاؤ''...... فرانا نے کہا۔

''تم یہیں رک کر ہمارا انتظار کرو۔ ہم ابھی تھوڑی دیر میں آتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمارا۔ لیکن صاحب۔ آپ تو اکیلے ہیں''...... ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں اکیلا نہیں ہوں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کون ہے آپ کے ساتھ''...... ڈرائیور نے اسی

انداز میں پوچھا۔

''تم''...... عمران نے کہا تو ڈرائیور پہلے حیرت سے عمران کی شکل دیکھتا رہا پھر اس نے اپنی بتیسی نکال دی۔

''آپ کافی مزاحیہ لگ رہے ہیں صاحب''...... ڈرائیور نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''شکر کرو کہ میں تمہیں مزاحیہ لگ رہا ہوں ڈراؤنا نہیں۔ اگر میں ڈراؤنا ہوتا تو تم میری شکل دیکھ کر چیخیں مارنا شروع کر دیتے''...... عمران نے کہا اور ٹیکسی کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اسی لمحے فرانا بھی باہر آ گئی۔

''اس گلی میں چلو''...... فرانا نے کہا اور عمران بغیر کچھ کہے گلی میں آگے بڑھ گیا۔ گلی میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر تھے۔ مکانوں کی دیواروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی نالیاں تھی جو کیچڑ سے بھری ہوئی تھیں اور ہر طرف ایک عجیب اور انتہائی ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی۔ گلیوں میں میلے کچیلے بچے کھیل رہے تھے جو عمران جیسے سوٹڈ بوٹڈ انسان کو وہاں دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ عمران نے جیب سے رومال نکال کر ناک پر رکھ لیا تھا۔

فرانا ایسی ہی مختلف گلیوں سے گزارتی ہوئی ایک کچے اور چھوٹے سے مکان کے پاس عمران کو لے آئی۔ اس مکان کا دروازہ ٹین کے ڈبوں کو کاٹ کر بنایا گیا تھا جس کے کچھ حصے رنگے ہوئے تھے اور کچھ زنگ آلود تھے۔ دروازے پر سفید رنگ سے حکمت کدہ

لکھا ہوا تھا۔

''یہ کس کا مکان ہے''...... عمران نے فرانا سے مخاطب ہو کر پوچھا لیکن یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ اب فرانا اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''فرانا۔ کہاں ہو تم''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن فرانا کی جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اسی لمحے ایک دیہاتی تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''صاحب کیا آپ حکیم صاحب سے ملنے آئے ہیں''...... اس دیہاتی نے عمران کے قریب آ کر کہا۔

''حکیم صاحب۔ ہاں۔ میں انہی سے ملنے آیا ہوں''...... عمران نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر دروازہ کھول کر اندر چلے جائیں۔ اندر حکیم صاحب اور ان کے شاگردوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے گھر کے اندر ہی اپنا حکمت خانہ کھول رکھا ہے''...... دیہاتی نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ''...... عمران نے کہا۔

''کوئی بات نہیں صاحب''...... دیہاتی نے مسکرا کر کہا۔

''نام کیا ہے حکیم صاحب کا''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ کو نہیں معلوم''...... دیہاتی کے حیرت سے کہا۔

''نہیں۔ میں ان کا پورا نام نہیں جانتا''...... عمران نے کہا۔

''حکیم جالینوس ہے ان کا نام''...... دیہاتی نے کہا اور عمران

ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کا ایک بار پھر شکریہ''...... عمران نے کہا تو دیہاتی نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ گیا۔

''حکیم جالینوس۔ تو فرانا مجھے یہاں حکیم جالینوس سے ملانے لائی تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ حکیم جالینوس اسی دور کا حکیم ہے یا قدیم دور کے حکیم جالینوس کی روح یہاں موجود ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کے بالکل سامنے ایک بڑا سا تخت بچھا ہوا تھا۔ تخت کے پیچھے دیوار پر ایک بڑا سا ریک بنا ہوا تھا جس پر انواع و اقسام کے مرتبان، رنگ برنگی پسی ہوئی جڑی بوٹیوں سے بھری شیشیاں اور نجانے کیا کیا الا بلا پڑا تھا۔ تخت پر ایک گدی رکھی ہوئی تھی جو خالی تھی۔ سامنے دو دبلے پتلے نوجوان بیٹھے تھے جن میں سے ایک جڑی بوٹیاں چھان رہا تھا جبکہ دوسرا فولادی حمام دستے میں کچھ کوٹ رہا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ سوٹڈ بوٹڈ عمران کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات دکھائی دیئے۔ انہیں شاید وہاں کسی شہری بابو کی آمد کی امید نہیں تھی۔ شاید حکیم صاحب کے پاس صرف دیہات کے لوگ ہی آتے تھے، عمران جیسے شہری بابو کو دیکھ کر ان کا حیران ہونا قدرتی بات تھی۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم والسلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ آ جائیں صاحب۔ اندر آ جائیں''...... ایک نوجوان نے عمران کے مکمل سلام کا مکمل جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران سر ہلا کر اندر آ گیا اور حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''آپ شاید حکیم صاحب سے ملنے آئے ہیں''......نوجوان نے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ اپنی بنیان سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''......عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

آپ تشریف رکھیں۔ وہ اپنے حجرے میں گئے ہیں۔ ابھی آ جاتے ہیں۔ او دین محمد۔ جا اور جا کر صاحب کے لئے کرسی لے آ''......نوجوان نے پہلے عمران سے اور پھر اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو دوسرا نوجوان جو جڑی بوٹیاں چھانٹ رہا تھا سر ہلا کر صحن کی طرف دوڑ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک پرانی اور ٹوٹی ہوئی کرسی تھی۔ اس نے کرسی تخت کے پاس رکھی اور اپنے کاندھے سے کپڑا اتار کر کرسی جھاڑنے لگا۔

''آؤ۔ صاحب جی تشریف رکھو''...... اس نوجوان نے کہا اور عمران اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی کی حالت کافی ابتر تھی۔ عمران کے بیٹھتے ہی کرسی کی جیسے چیخیں نکل گئیں وہ بری طرح سے ہل رہی تھی۔

''آپ شاید شہر سے آئے ہیں''...... نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں''......عمران نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''آپ کے لئے چائے پانی لاؤں''......اس نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے''......عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے جی۔ جیسی آپ کی مرضی''......نوجوان نے کہا اور واپس اپنی جگہ جا کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے صحن میں موجود ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور وہاں سے ایک بوڑھا آدمی باہر نکل آیا۔ اس بوڑھے نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال اور داڑھی مونچھیں برف کی طرح سفید تھیں۔ بوڑھے کے سر پر ایک مخروطی ٹوپی تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ بوڑھے کی کمر قدرے جھکی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں پر ایک بڑے فریم والی عینک تھی۔

''لو جی آ گئے حکیم صاحب''......نوجوان نے کہا اور عمران اس بوڑھے کو دیکھ کر اس کے احترام میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بوڑھے نے نوجوان کی بات سن کر چونکتے ہوئے عمران کی جانب دیکھا۔ اس نے اپنا چشمہ درست کیا اور غور سے عمران کی جانب دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے ہونٹوں پر انتہائی مشفقانہ مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ چھڑی ٹیکتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ''......عمران نے انتہائی عقیدت

بھرے انداز میں بوڑھے کو سلام کرتے ہوئے کہا جس کے چہرے پر اسے ایک عجیب سا رنگ اور نور کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔

''وعلیکم والسلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ کیسے ہو بیٹا''...... بوڑھے نے عمران کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے حکیم صاحب۔ آپ کیسے ہیں''۔ عمران نے عاجزی سے کہا۔

''مجھ بوڑھے پر بھی اللہ کا کرم ہے بیٹا۔ اس عمر میں بھی چل پھر رہا ہوں اس سے بڑھ کر میرے لئے اللہ کی دی ہوئی کون سی نعمت ہو سکتی ہے اور اس کے لئے میں اس پروردگار کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہوگا''...... حکیم صاحب نے کہا۔

''جی بالکل آپ بجا فرما رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔ حکیم صاحب نے چھڑی تخت پر رکھی اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر اور اس کا سہارا لے کر تخت پر اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گئے۔

''دین محمد''...... حکیم صاحب نے دین محمد کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

''جی حکیم صاحب''...... دین محمد نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جاؤ دو کپ اچھی سی چائے بنا کر لاؤ''...... حکیم صاحب نے کہا۔

''جی اچھا حکیم صاحب''...... دین محمد نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف بڑھ گیا۔

''حکیم صاحب کیا آپ جانتے ہیں کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں''...... عمران نے حکیم صاحب کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں جانتا ہوں''...... حکیم صاحب نے کہا تو عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اوہ۔ کیا جانتے ہیں آپ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ تم مجھ سے کیوں ملنے آئے ہو''...... حکیم صاحب نے بذلہ سنجی سے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اچھی بات ہے۔ پھر تو آپ کو میرے لئے جلد سے جلد کوئی نسخہ بنا دینا چاہئے اور حریرہ مقوی جات کے ساتھ ساتھ ایسی ایسی جڑی بوٹیوں کی پڑیا بنا کر دے دینی چاہئیں جنہیں کھا کر میں چند ہی دنوں میں تندرست، جوان، صحت مند اور انتہائی طاقتور ہو جاؤں کہ دنیا میں مجھ جیسا شیر جوان کوئی نہ ہو''...... عمران نے کہا تو حکیم صاحب جواباً بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم پہلے ہی شیر جوان ہو۔ تم میں کس چیز کی کمی ہے۔ اچھی صحت اور اچھی شکل وصورت کے مالک ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ حریرہ مقوی جات اور مغز بادام کھانے کا تمہیں نہیں تمہارے باورچی

سلیمان کو شوق ہے''...... حکیم صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران حقیقتاً بری طرح سے اچھل پڑا۔

''سس سس۔ سلیمان۔ آپ اسے جانتے ہیں''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں تمہیں اور تمہارے سارے خاندان کو بھی جانتا ہوں عمران بیٹا''...... حکیم صاحب نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اب اس کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ فرانا اسے یہاں کیوں لائی تھی۔ حکیم جالینوس کوئی عام انسان نہیں تھے وہ انتہائی با خبر اور نیک انسان تھے۔

''تو آپ میرا نام بھی جانتے ہیں۔ پھر تو آپ یقیناً یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں یہاں کس کام سے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے دین محمد ان کے لئے چائے کے دو مگ لے آیا۔ اس نے بڑے ادب سے ایک مگ عمران اور ایک مگ حکیم صاحب کے سامنے رکھ دیا۔

''چائے پی لو پھر اندر حجرے میں جا کر باتیں کرتے ہیں''۔ حکیم صاحب نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے مگ سے چائے سپ کرنی شروع کر دی۔ حکیم صاحب بھی چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔ جب دونوں کی چائے ختم ہوئی تو حکیم صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں اٹھتے دیکھ کر عمران بھی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے حکیم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور انہیں سہارا

دیتے ہوئے تخت سے نیچے اتار دیا۔

''شیر محمد''...... حکیم صاحب نے فولادی حمام دستے میں جڑی بوٹیاں کوٹنے والے نوجوان سے کہا۔

''جی حکیم صاحب''...... شیر محمد نے کہا۔

''میں اندر جا رہا ہوں۔ کوئی آئے تو اسے مت روکنا ہو سکتا ہے مجھے دیر ہو جائے''...... حکیم صاحب نے کہا۔

''ٹھیک ہے حکیم صاحب''...... شیر محمد نے کہا۔

''آؤ بیٹا''...... حکیم صاحب نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران اس کے ساتھ ہو لیا۔ حکیم صاحب جس حجرے میں آئے تھے اس پر لکڑی کا ایک پرانا سا دروازہ لگا ہوا تھا اور اس دروازے پر کنڈی لگی ہوئی تھی۔ آگے بڑھ کر انہوں نے کنڈی ہٹائی اور دروازے کے پٹ کھول دیئے۔

کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ کمرے میں ایک قالین بچھا ہوا تھا۔ کمرے کی دیواریں سفید تھیں اور کمرے میں لوبان سلگ رہا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی لوبان کی خوشبو سے عمران کا دماغ معطر ہو گیا تھا۔

''آؤ بیٹا''...... حکیم صاحب نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جوتے اتار کر ایک طرف رکھے اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ حکیم صاحب بھی اندر آ گئے۔ اندر آتے ہی انہوں نے دروازہ بند کیا اور اندر سے دروازے کو کنڈی لگا دی۔ کمرے میں ہلکے پاور کا ایک بلب جل رہا تھا۔

دائیں دیوار کے پاس ایک چھوٹا سا طاق بنا ہوا تھا جس میں تین بجھے ہوئے دیئے رکھے ہوئے تھے۔ سائیڈ کی دیوار کے پاس گاؤ تکیئے پڑے تھے۔ حکیم صاحب اسی دیوار کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے ایک گاؤ تکیہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''بیٹھ جاؤ'' ...... حکیم صاحب نے کہا اور عمران خاموشی سے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

''تو تم جناتی دنیا میں جانا چاہتے ہو'' ...... حکیم صاحب نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں'' ...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ حکیم صاحب واقعی بے حد باخبر انسان تھے۔ ان سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں تھا۔

''طاق میں تین دیئے پڑے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ایک ماچس رکھی ہوئی ہے۔ اٹھ کر جاؤ اور ان دیوں کو جلا دو'' ...... حکیم صاحب نے کہا تو عمران اٹھا اور طاق کے پاس آ گیا۔ دیوں کے پاس واقعی ایک پرانی سی ماچس رکھی ہوئی تھی۔ عمران نے ماچس اٹھا کر اس میں سے ایک تیلی نکالی اور پھر اس تیلی کو جلا کر وہ ایک ایک کر کے دیئے جلانا شروع ہو گیا۔ تینوں دیوں میں تیل بھرا ہو تھا۔ دیئے جلتے ہی کمرے میں تیل کی بو پھیل گئی تھی۔

''آؤ۔ میرے سامنے آ کر بیٹھ جاؤ'' ...... حکیم صاحب نے کہا تو عمران واپس آ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

''اپنی آنکھیں بند کر لو اور جب تک میں نہ کہوں آنکھیں نہ کھولنا'' ...... حکیم صاحب نے کہا تو عمران نے کچھ کہے بغیر آنکھیں موند لیں۔ اسی لمحے حکیم صاحب نے قدرے اونچی آواز میں آیات مقدسہ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ آیات کا ورد کرتے جا رہے تھے عمران کو اپنے دماغ میں شدید ہلچل ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ جس کمرے میں بیٹھا تھا وہ گرم ہونا شروع ہو گیا ہو۔ اسے اپنے چہرے پر گرم ہوا کے تھپیڑے سے لگتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ حکیم صاحب کی آواز اسی طرح سنائی دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد حکیم صاحب خاموش ہو گئے۔

''اب کھول دو آنکھیں'' ...... حکیم صاحب کی آواز سنائی دی تو عمران نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں جیسے وہ آنکھیں کھولنے کے لئے پہلے سے ہی بے تاب ہو۔ یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ وہ حکیم صاحب کے ساتھ اسی کمرے میں موجود تھا جس میں اس نے تین دیئے جلائے تھے۔ اب طاق پر موجود تینوں دیئے بجھے ہوئے تھے۔ کمرے میں جو لوبان کی خوشبو مہک رہی تھی وہ بھی ختم ہو گئی تھی۔ حکیم صاحب اسی طرح عمران کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''جاؤ۔ باہر جاؤ'' ...... حکیم صاحب نے کہا۔

"باہر۔ لیکن......" عمران نے کہنا چاہا۔

"کہا ہے نا باہر جاؤ"...... حکیم صاحب نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک بار حکیم صاحب کی طرف دیکھا کہ وہ اسے باہر جانے کا کیوں کہہ رہے ہیں لیکن حکیم صاحب کے چہرے پر متانت دیکھ کر وہ مڑا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی ہٹائی اور دروازے کے پٹ کھول دیئے۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا باہر کا منظر دیکھ کر وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

حجرہ حکیم صاحب کے گھر کا تھا لیکن باہر کا منظر بدلا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ حجرہ کسی اجاڑ اور ویران جنگل میں ہو۔ باہر ہر طرف گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا جہاں درختوں کی کثرت تھی اور زمین جھاڑ جھنکار سے بھری ہوئی تھی۔

"یہ تو کوئی جنگل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن......" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اس نے اس جنگل کے بارے میں استفسار کرنے کے لئے حکیم صاحب کی طرف پلٹ کر دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ جس جگہ حکیم صاحب بیٹھے تھے اب وہ جگہ خالی تھی۔ حکیم صاحب وہاں پر موجود نہیں تھے۔

"اب یہ حکیم صاحب کہاں غائب ہو گئے ہیں"...... عمران نے

حیرت زدہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ پریشانی کے عالم میں دروازے کی دہلیز پر کھڑا رہا پھر اس نے اللہ کا نام لیا اور دروازے سے باہر نکل آیا۔ اس کے جوتے دروازے کے باہر ہی پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے جوتے پہنے اور ایک بار پھر پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا کہ کمرے میں حکیم صاحب واپس آئے ہیں یا نہیں لیکن یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر بے پناہ سلوٹیں ابھر آئیں کہ اب وہاں نہ دروازہ تھا اور نہ ہی حجرہ۔ اس کے جوتے پہننے کے دوران حجرہ دروازے سمیت وہاں سے غائب ہو چکا تھا اور اب عمران اکیلا ایک گھنے جنگل میں کھڑا تھا۔

جنگل میں گہری خاموشی مسلط تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس جنگل میں چرند پرند نام کی کوئی چیز سرے سے ہی موجود نہ ہو۔ گہری خاموشی میں عمران کو الجھن سی ہونی شروع ہو گئی۔

"یہ حکیم صاحب نے مجھے کس ویران اور خاموش جنگل میں پہنچا دیا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ جنگل میں اس قدر خاموشی تھی کہ عمران کو اپنے پیروں تلے کچلی جانے والی جھاڑیوں کی بھی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ عمران جھاڑیوں اور درختوں میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا لیکن جنگل اور جنگل کی خاموشی تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہاں ہر طرف ایک جیسی جھاڑیاں اور ایک جیسے درخت دکھائی دے رہے

تھے۔ جنگل میں چلنے والی ہوا بھی کم تھی جس سے درختوں کے پتے
بھی نہیں ہل سکتے تھے۔

عمران کافی دیر تک جنگل میں بھٹکتا رہا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں
آ رہا تھا کہ اسے جانا کہاں ہے۔ وہ جس طرف جاتا ہر طرف اسے
ایک جیسی زمین، جھاڑیاں اور ایک جیسے درخت دکھائی دیتے۔ عمران
کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جنگل کے ایک چھوٹے سے حصے
میں ہی گھوم پھر رہا ہو۔

''لگتا ہے حکیم صاحب نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے اور مجھے
جان بوجھ کر اس ویران اور خاموش جنگل میں چھوڑ دیا ہے''۔ عمران
نے پریشانی کے عالم میں کہا لیکن فوراً ہی اس کے ذہن میں ابھرا
کہ حکیم صاحب کو اس سے ایسا مذاق کرنے کی کیا ضرورت تھی اور
انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ اسے اس ویران اور خاموش جنگل میں لا
کر چھوڑ دیتے۔

''کیا یہ جنگل جناتی دنیا سے تعلق رکھتا ہے''...... عمران کے ذہن
میں اچانک خیال آیا۔ اس نے سر اٹھا کر درختوں کو دیکھنا شروع کر
دیا لیکن درخت عام درختوں جیسے تھے۔ ان میں کوئی نئی اور انوکھی
بات دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ نہ وہاں کی زمین میں اسے کوئی
فرق دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی وہاں اگی ہوئی جھاڑیاں عام
جھاڑیوں سے مختلف تھیں۔ اسی لمحے عمران کو دائیں طرف سے ہلکی
آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی شاخ چٹخی ہو۔ عمران

چونک کر اس طرف دیکھنے لگا۔ آواز سامنے موجود درختوں کے ایک
جھنڈ کی طرف سے آئی تھی۔ عمران اس جھنڈ کی طرف بڑھنے لگا۔
درختوں کے جھنڈ میں آ کر وہ غور سے چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن
وہاں بھی خاموشی تھی البتہ درختوں کے اس حصے میں قدرے اندھیرا
تھا۔ یہ اندھیرا درختوں کے اوپر سے پھیلاؤ کی وجہ سے تھا۔ درخت
کے اوپر والے حصے چھتریوں کی طرح پھیل کر ایک دوسرے سے
ملے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہاں روشنی نہیں پہنچ رہی تھی اور
وہاں اندھیرا ہو رہا تھا۔ لیکن یہ اندھیرا اتنا گہرا نہیں تھا کہ عمران کو
دیکھنے میں مشکل پیش آتی۔ وہ درختوں کے سائے میں آگے بڑھتا
رہا۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گیا ہوگا کہ اچانک اسے ایک تیز چیخ کی
آواز سنائی دی اور سیاہ رنگ کا ایک پرندہ نکل کر چیختا ہوا اس کے
سر کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ عمران نے پرندہ دیکھتے ہی سر نیچے کر
لیا تھا۔ وہ ایک چمگادڑ تھا جو شاید کسی درخت میں چھپا ہوا تھا اور
عمران کے اس طرف آتے ہی وہ درخت سے نکل کر وہاں سے چیختا
ہوا بھاگ گیا تھا۔ عمران ابھی دور جاتے چمگادڑ کو دیکھ ہی رہا تھا کہ
اسے ایک اور چمگادڑ کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ پلٹا، پھر تو جیسے
جنگل میں سینکڑوں چمگادڑوں کے شور سے طوفان ہی آ گیا تھا۔
درختوں پر تیز شور سے ساتھ شدید ہلچل ہونا شروع ہو گئی تھی اور بے
شمار بڑے بڑے اور سیاہ رنگ کے چمگادڑ نکل نکل کر چیختے ہوئے
عمران کی طرف لپک رہے تھے۔ چمگادڑوں کی اتنی بڑی تعداد دیکھ

کر عمران بوکھلا گیا وہ فوراً نیچے جھک گیا تھا۔ درختوں سے آنے والے چمگادڑ بری طرح سے چیختے چلاتے ہوئے اس کے سر کے اوپر اور اس کے اردگرد سے گزرتے جا رہے تھے۔ یہ عمران کی خوش قسمتی ہی تھی کہ ابھی تک کسی چمگادڑ نے عمران پر حملہ نہیں کیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ چیختے چلاتے ہوئے اور عمران کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے وہاں سے بھگانے کے لئے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہوں۔

کچھ دیر قبل جہاں جنگل میں ہر طرف پراسرار اور موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی اب وہی جنگل ان سیاہ رنگ کے چمگادڑوں کی تیز اور کریہہ ناک چیخوں سے نہ صرف بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا تھا بلکہ ان کے پھڑپھڑانے سے درختوں پر بھی شدید ہلچل ہونا شروع ہو گئی تھی۔ عمران ابھی ان چمگادڑوں سے بچنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اسی لمحے درختوں کے جھنڈ سے ایک بوڑھا آدمی جس نے سفید رنگ کا لبادہ پہن رکھا تھا بھاگتا ہوا اس طرف آ گیا۔ اس بوڑھے کے ہاتھ میں ایک عصاء تھا۔ اس کے سر اور داڑھی مونچھوں کے بال برف کی طرح سفید اور بڑے بڑے تھے۔ وہ ننگے پاؤں بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔

”اس طرف آ جاؤ۔ میں تمہیں ان چمگادڑوں سے بچا کر لے جاتا ہوں اگر انہوں نے تم پر حملہ کیا تو یہ تمہیں نوچ کھائیں گے“...... بوڑھے نے چیخ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران

سر اٹھا کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ بوڑھے کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

”آپ کون ہیں“...... عمران نے حیرت سے اس بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”پہلے ان خونی چمگادڑوں کے علاقے سے نکلو۔ آؤ۔ جلدی آؤ“...... بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا تو عمران جھکے جھکے انداز میں تیزی سے اس کی طرف بھاگا۔ جیسے ہی وہ بوڑھے کے نزدیک پہنچا بوڑھے نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے لئے تیزی سے پلٹ کر ایک طرف بھاگنا شروع ہو گیا۔

”تیز بھاگو اور تیز“...... بوڑھے نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ عمران کا ہاتھ پکڑے اس تیزی سے بھاگ رہا تھا کہ عمران کو حیرت ہو رہی تھی کہ اس عمر میں بھی بوڑھے کی ٹانگوں میں اتنی طاقت تھی کہ وہ کسی جوان کی طرح بگٹٹ بھاگ رہا تھا۔ اس کے کہنے پر عمران نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی۔ بوڑھا اسے لئے درختوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں پر بھاگا چلا جا رہا تھا۔ درختوں سے چمگادڑ نکل کر اب بار بار ان پر جھپٹنا شروع ہو گئے تھے لیکن بوڑھا بھاگتے ہوئے ایک ہاتھ میں پکڑا ہوا عصاء زور زور سے ہلا رہا تھا جس سے چمگادڑ ڈر کر تیزی سے سائیڈ میں ہٹ جاتے تھے۔

”تیز بھاگو۔ کیا تمہارے پیروں میں جان نہیں ہے“۔ بوڑھے نے عمران سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا تو عمران نے پوری

رفتار سے اس کے ساتھ بھاگنا شروع کر دیا۔ بوڑھا اس کا بھرپور ساتھ دے رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھی کہ بوڑھے کی رفتار اس کی رفتار سے کہیں زیادہ تھی وہ جیسے عمران کا ہاتھ پکڑے اسے کھینچتا ہوا بھاگ رہا تھا۔

درختوں کے جھنڈوں اور جھاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں سے گزرتا ہوا بوڑھا، عمران کو لے کر جنگل کے ایک ایسے حصے میں آ گیا جہاں ایک چھوٹی سی جھیل تھی۔ جھیل خشک دکھائی دے رہی تھی مگر اس کے کسی کسی حصے میں پانی تھا۔ جہاں پانی تھا وہاں کنول کے بڑے بڑے پھول کھلے ہوئے تھے۔ بوڑھا، عمران کو لئے جھیل کے ایک خشک حصے پر کود گیا۔ وہاں خشک پتے اور خشک جھاڑیاں تھیں۔ جن پر گر کر عمران کو کوئی چوٹ نہیں لگی تھی۔ جیسے ہی بوڑھا اور عمران جھیل میں کودے ان پر جھپٹنے والے چمگادڑوں نے اور بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا اور پھر اچانک جیسے سارے جنگل کے چمگادڑ اس جھیل کے اوپر جمع ہو گئے۔ ہر طرف چمگادڑ ہی چمگاڈڑ دکھائی دے رہے تھے جو جھیل کے اطراف میں چیختے ہوئے بری طرح سے گھوم رہے تھے۔

''گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چمگادڑ جھیل میں آ کر ہم پر حملہ نہیں کریں گے''...... بوڑھے نے عمران سے مخاطب ہو کر بڑے نرم لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ ہم پر حملہ کر ہی کیوں رہے تھے''...... عمران نے

پوچھا۔

''ان جنگلوں میں آنے والوں کے یہ چمگادڑ سب سے بڑے دشمن ہوتے ہیں۔ یہ تو تمہاری خوش قسمتی ہے کہ چمگادڑوں نے تم پر فوراً حملہ نہیں کیا تھا ورنہ اب تک یہ تمہارے جسم کا سارا گوشت نوچ چکے ہوتے۔ مجھے بھی جلد ہی تم تک پہنچنے کا موقع مل گیا تھا ورنہ تمہارا ان چمگادڑوں سے بچنا ناممکن تھا''...... بوڑھے نے کہا۔

''یہ کون سا جنگل ہے اور آپ کون ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''تم اس جنگل میں آئے ہو۔ تمہیں نہیں پتہ کہ یہ کون سا جنگل ہے''...... بوڑھے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ اگر تم اپنی مرضی سے نہیں آئے ہو تو پھر تم یہاں کیا کر رہے ہو''...... بوڑھے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے یہاں حکیم صاحب نے پہنچایا ہے۔ حکیم جالینوس نے''۔ عمران نے جواب دیا تو بوڑھا بے اختیار چونک پڑا۔

''حکیم جالینوس۔ غریب آباد والا حکیم جالینوس''...... بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''......عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو بوڑھا چند لمحے حیرت سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر عصاء اپنی پیشانی سے لگایا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جھیل کے اوپر چمگادڑ بدستور منڈلا رہے تھے۔ ان کے شور سے جنگل بری

طرح سے گونج رہا تھا۔ وہ کسی سیاہ رنگ کے بڑے بگولے کی طرف جھیل کے اوپر چکراتے پھر رہے تھے۔ ان کی تعداد اب ہزاروں بلکہ لاکھوں میں تھی۔

بوڑھا چند لمحے اسی طرح خاموش کھڑا رہا پھر اس نے سر سے لگا ہوا عصاء ہٹایا اور آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں قدرے سرخی مائل ہوگئی تھیں۔

”تو تم علی عمران ہو اور تم یہاں جناتی دنیا میں جانے کے لئے آئے ہو“...... بوڑھے نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”جی ہاں۔ کیا یہ جناتی دنیا کے جنگل ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ جنات کی دنیا کے جنگل نہیں ہیں۔ یہ مکاوا کے جنگل ہیں جو پاکیشیا کے شمال میں ایک ویران علاقے میں موجود ہیں جنہیں تم کالے جنگل کے نام سے جانتے ہو گے“...... بوڑھے نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے شمالی علاقے کے ایک ویرانے میں کالے جنگل کا سن رکھا تھا۔ اس کا کبھی اس جنگل میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا لیکن اس نے یہ ضرور سن رکھا تھا کہ کالا جنگل انتہائی خوفناک اور ڈراؤنا ہے جہاں انسان تو انسان چرند پرند بھی جانے سے گھبراتے ہیں۔ اس جنگل میں سیاہ چمگادڑوں کی بہتات تھی جو اس جنگل میں آنے والے کسی جاندار کو

زندہ نہیں چھوڑتے تھے اور وہ اس پر حملہ کر کے اسے فوراً کھا جاتے تھے۔ چمگادڑوں کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا تھا کہ وہ اسی جنگل تک محدود رہتے ہیں نہ وہ جنگل سے باہر آتے ہیں اور نہ ہی انہیں جنگل سے باہر دیکھا گیا ہے۔

عمران غریب آباد کے جس علاقے میں حکیم صاحب سے ملنے گیا تھا وہاں سے کالا جنگل تقریباً تین سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا اور حکیم صاحب نے اسے اپنے کمرے میں بیٹھے بیٹھے اس جنگل میں پہنچا دیا تھا۔ یہ واقعی عمران کے لئے انتہائی حیران کن بات تھی۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ حکیم صاحب کے حکم سے کمرے کا دروازہ کھول کر وہ جس جنگل میں آیا تھا وہ شمال کی طرف تین سو کلو میٹر دور کالا جنگل تھا۔

”اگر یہ جناتی دنیا کا جنگل نہیں ہے تو پھر حکیم صاحب نے مجھے یہاں کیوں پہنچایا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انہوں نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے تا کہ میں تمہیں جناتی دنیا میں پہنچا سکوں“...... بوڑھے نے کہا۔

”کیا آپ جناتی دنیا میں جانے کا راستہ جانتے ہیں“۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں“...... بوڑھے نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو حکیم صاحب نے اس جنگل میں مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میری ان سے بات ہوگئی ہے اور انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں تمہیں جناتی دنیا میں پہنچا دوں۔ مگر“...... بوڑھا کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے لہجے میں قدرے پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”مگر۔ مگر کیا“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ تم جناتی دنیا میں کیوں جانا چاہتے ہو اور تم وہاں جا کر کس سے ملنا چاہتے ہو“...... بوڑھے نے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے جناتی دنیا کے سردار جن ابوشوہول سے ملنا ہے۔ اس نے مجھے خود جناتی دنیا میں آنے کا پیغام دیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو تمہیں ابوشوہول نے بلایا ہے“...... بوڑھے نے کہا۔

”جی ہاں۔ میرے پاس جناتی دنیا سے ابوشوہول کا آیا ہو پیغام موجود ہیں۔ کہیں تو آپ کو دکھاؤں“...... عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں حکیم جالینوس نے یہاں بھیجا ہے۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ میں تمہیں جناتی دنیا میں ضرور لے جاؤں گا“...... بوڑھے نے کہا۔

”مجھے وہاں جناتی دنیا کے سردار جن ابوشوہول کے پاس پہنچا

دیں“...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔ بس تھوڑا انتظار کرو۔ ان چمگادڑوں کے غولوں کو یہاں سے ہٹنے دو۔ ان کی موجودگی میں ہم جھیل سے باہر نہیں نکل سکیں گے“...... بوڑھے نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا دیا۔

”آپ نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا ہے ابھی تک“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے جنگل بابا کہہ لو۔ یہی میرا نام ہے“...... بوڑھے نے کہا۔

”اب یہ چمگادڑیں یہاں سے کب تک ہٹ جائیں گے“۔ عمران نے کہا۔

”کچھ دیر صبر کر لو۔ ہٹ جائیں گے یہ“...... جنگل بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں ہلا دیا۔

”کیا جناتی دنیا میں جانے کا راستہ ان جنگلوں میں ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں ہے تو میں بنا دوں گا۔ تمہیں اس بات سے مطلب ہونا چاہئے کہ تمہیں جناتی دنیا میں جانا ہے۔ کیسے جانا ہے یہ تم مجھ پر چھوڑ دو“...... جنگل بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چمگادڑ جھیل کے اوپر کافی دیر تک چکراتے اور چیختے رہے پھر اچانک چمگادڑوں نے چیختے ہوئے جھیل سے ہٹنا شروع کر دیا۔ وہ تیزی

سے لمبی لمبی قطاروں کی شکل میں اُڑتے ہوئے جنگل کی طرف جا رہے تھے۔

"اب یہ جا رہے ہیں۔ انہیں پتہ چل گیا ہے کہ ہم جھیل سے باہر نہیں آئیں گے اس لئے یہ انتظار کرنے کی بجائے یہاں سے واپس جانا شروع ہو گئے ہیں"...... جنگل بابا نے کہا۔

"تو کیا یہ ہمارا جھیل سے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارا نہیں صرف تمہارا۔ انہیں تمہارے خون کی بو مل رہی تھی اور یہ اس انتظار میں تھے کہ تم خشک جھیل سے باہر نکلو تو یہ تم پر حملہ کر سکیں"...... جنگل بابا نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا یہ جھیل کے اندر حملہ نہیں کرتے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ جھیل خشک ضرور ہے لیکن اس میں کنول کھلے ہوئے ہیں اور کنول کے پھولوں کی وجہ سے چمگادڑ نیچے نہیں آتے۔ اس لئے یہ اپنے شکار کا جھیل سے باہر آنے کا انتظار کرتے ہیں چاہے وہ کوئی پرندہ ہی کیوں نہ ہو"...... جنگل بابا نے کہا تو عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر میں آسمان صاف ہو گیا۔ چمگادڑ چیختے ہوئے جنگل کے دوسرے سرے کی طرف چلے گئے تھے۔

"کنول کا ایک پھول اٹھا کر اپنے ہاتھوں لے لو۔ پھول کی

خوشبو کی وجہ سے تمہارے خون کی بو ہوا میں نہیں پھیلے گی اور چمگادڑ تم پر دوبارہ حملہ کرنے نہیں آ سکیں گے"...... جنگل بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے آگے بڑھ کر کنول کا ایک پھول توڑ لیا۔ کنول کی مخصوص مہک سے عمران کو اپنا دماغ معطر ہوتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"اب نکلو جھیل سے"...... جنگل بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور جھیل کے کناروں پر اُگی ہوئی شاخیں پکڑتا ہوا جھیل سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے کنارے پر رک کر جھکتے ہوئے ہاتھ نیچے کیا تو جنگل بابا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور عمران نے انہیں آسانی سے اوپر کھینچ لیا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... جنگل بابا نے کہا اور دائیں طرف موجود درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران بھی ان کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ جھنڈ سے گزرتے ہوئے عمران سر اٹھا کر درختوں کی شاخوں کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں اسے چمگادڑ الٹے لٹکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے منہ کھلے ہوئے اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ درختوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے عمران کو بخوبی دیکھ رہے ہوں اور اس پر حملہ کرنے کے لئے پر ہلا رہے ہوں۔

"گھبراؤ نہیں۔ کنول کا پھول تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس پھول کی وجہ سے انہیں تمہاری موجودگی کا پتہ نہیں چل رہا۔ یہ اپنی عادت

کے مطابق پر مار رہے ہیں''...... جنگل بابا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ جنگل بابا اسے لئے جنگل کے مختلف حصوں سے گزرتے رہے۔ پھر وہ درختوں کا ایک بڑا جھنڈ پار کر کے ایک میدانی علاقے میں آ گئے۔ میدانی علاقے میں بھی جگہ جگہ درخت تھے اور زمین جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔

''سامنے دیکھو''...... جنگل بابا نے کہا تو عمران نے سر اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا جہاں گھنے درخت تھے۔ عمران نے ان درختوں کی طرف غور سے دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہاں ایک بہت بڑا اور پرانا کھنڈر دکھائی دے رہا تھا۔

کھنڈر سیاہ رنگ کا تھا اور اس کی سامنے والی دیواریں بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ چکی تھیں۔ سامنے والے حصے میں ایک محرابی دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور دروازے سے روشنی سی نکلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے غور سے دیکھا تو اسے دروازے کے اندر دور سورج ڈوبتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کھنڈر کی چھت نہ ہونے کی وجہ سے عمران کو دروازے سے ڈوبتا ہوا سرخ سورج دکھائی دے رہا تھا اور وہاں ہر طرف چھوٹے بڑے چمگادڑ اُڑتے دکھائی دے رہے تھے۔

''کھنڈر کی چھت کی طرف دیکھو''...... جنگل بابا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اسے چھت کی طرف ایک بہت بڑا چمگادڑ اُڑتا دکھائی دیا۔ ابھی وہ چمگادڑ کی طرف

دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اچانک چھت کے پاس بھیانک شکل والی ایک عجیب وہ غریب مخلوق دکھائی دی۔ وہ ایک دیو قامت انسان تھا۔ اس کا سر گنجا تھا لیکن اس کے سر پر دو چھوٹے اور نوکیلے سینگ صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس انسان کا وجود عام انسانوں سے کہیں بڑا تھا اور اس کی آنکھیں بھی پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے کی کھال اس کی ہڈیوں سے یوں چپکی ہوئی تھی جیسے جلنے والے کسی انسان کی ہو جاتی ہے۔ اس مخلوق کے ہاتھوں کی انگلیاں بھی کافی بڑی تھیں اور اس کی انگلیوں کے ناخن بھی لمبے اور نوکیلے تھے۔ وہ بڑے شوخ انداز میں اپنے ہاتھ کا ایک پنجہ گھماتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ بھی اس کی طرح بے حد بھیانک تھی۔ اس بھیانک مخلوق کو دیکھ کر عمران بوکھلا گیا اس نے فوراً جیب سے اپنا پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

''یہ کون ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ اس نے آج تک ایسی بھیانک مخلوق نہیں دیکھی تھی جس کی شبیہہ انسانوں سے ملتی ہو۔

''یہ کیا نگ ہے۔ ان کھنڈروں کا محافظ''...... جنگل بابا نے کہا۔

''کھنڈروں کا محافظ۔ کیوں۔ یہ کھنڈرات کی حفاظت کیوں کرتا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کھنڈرات تمہیں جناتی دنیا میں لے جائیں گے۔ ان کھنڈرات میں کوئی غیر متعلق داخل نہ ہو اس لئے کیا نگ ان پر نظر

رکھتا ہے اور اگر کوئی غلطی سے اس طرف آ جائے تو کیانگ انہیں شور وغل مچا کر اور بھیانک شکلوں میں ان کے سامنے آ کر کھنڈرات سے دور بھگا دیتا ہے''...... جنگل بابا نے کہا۔

''کیا یہ ہمیں دیکھ رہا ہے''...... عمران نے اس بھیانک شکل والی مخلوق کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم نے ہاتھوں میں کنول کا پھول پکڑ رکھا ہے اس لئے یہ تمہیں نہیں دیکھ سکتا''...... جنگل بابا نے کہا۔

''تو پھر یہ بھیانک انداز میں مسکرا کیوں رہا ہے۔ اس کی نظریں بھی ہماری طرف ہیں جیسے یہ ہمیں دیکھ رہا ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ اسی طرح مسکراتا رہتا ہے۔ جب یہ غصے میں ہوتا ہے تو اس کی شکل اور زیادہ بھیانک اور دہشت ناک ہو جاتی ہے اور اگر کوئی اس سے ڈر کر نہ بھاگے تو یہ اس پر حملہ کر کے اس کے ٹکڑے اُڑا دیتا ہے چاہے وہ کوئی انسان ہو یا کوئی جانور''...... جنگل بابا نے کہا۔

''کیا یہ جناتی مخلوق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ جن ہی ہے''...... جنگل بابا نے جواب دیا۔

''کیا یہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ قطعی نہیں۔ تم آگے جاؤ اور کھنڈر میں داخل ہو جاؤ

میں اس پر نظر رکھتا ہوں تاکہ یہ تمہیں کھنڈر میں جاتا نہ دیکھ سکے''۔ جنگل بابا نے کہا۔

''لیکن کھنڈر میں جا کر میں کیا کروں گا۔ کھنڈر کا تو مجھے کوئی حصہ سلامت دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ ہر طرف دیواریں ڈھے چکی ہیں اور ان کھنڈرات کی تو مجھے کوئی چھت بھی سلامت دکھائی نہیں دے رہی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم جاؤ۔ اس دروازے کی طرف جاؤ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے''...... جنگل بابا نے اس بار مسکرا کر کہا۔

''لیکن''...... عمران نے کہنا چاہا۔

''دیر مت کرو اور جاؤ اندر۔ میں کیانگ سے زیادہ دیر تک اپنی اور تمہاری موجودگی چھپا نہیں سکوں گا۔ اس نے اگر دیکھ لیا تو وہ ہمیں نقصان تو نہیں پہنچائے گا لیکن وہ ان کھنڈرات کو لے کر یہاں سے غائب ہونے کی طاقت رکھتا ہے اور اگر وہ یہاں سے کھنڈرات لے کر چلا گیا تو تمہارے لئے جناتی دنیا میں جانے کا راستہ ناپید ہو جائے گا''...... جنگل بابا نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر میں جاتا ہوں۔ کیا آپ میرے ساتھ نہیں آئیں گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میرا یہاں رکنا ضروری ہے۔ ابوشوہول نے جناتی دنیا میں تمہیں بلایا ہے مجھے نہیں''...... جنگل بابا نے کہا وہ پلکیں جھپکائے بغیر کھنڈرات پر نظر آنے والے بھیانک جن کو دیکھ رہے تھے اور

جن کی نظریں بھی جیسے جنگل بابا کی نظروں سے ملی ہوئی تھیں۔ عمران نے دل ہی دل میں اللہ کا نام لیا اور پھر اس نے کھنڈر کے دروازے کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔

''اپنا طمنچہ یہیں پھینک دو۔ جناتی دنیا میں تم اسے نہیں لے جا سکتے''...... جنگل بابا نے کہا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنا پسٹل سائیڈ پر موجود ایک چٹانی پتھر پر رکھ دیا۔

''اب جاؤ۔ وقت ضائع مت کرو''...... جنگل بابا نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران تیزی سے کھنڈر کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا آگے محرابی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دروازہ قدرے اونچا تھا اور نیچے دو ٹوٹی ہوئی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ عمران نے ان سیڑھیوں پر پیر رکھے اور اوپر آ گیا۔ اب وہ دروازے کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف سے کھنڈرات کا ملبہ دکھائی دے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بس وہاں ایک سیاہ رنگ کی دیوار ہو جس میں ایک محرابی دروازہ بنا ہوا ہو اور دیوار کی دوسری طرف کچھ بھی موجود نہ ہو۔

دروازے کے قریب آ کر عمران نے ایک بار پھر پلٹ کر جنگل بابا کی جانب دیکھا جو بدستور کھنڈر کے اوپر موجود بھیانک جن کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''جاؤ جاؤ''...... جنگل بابا نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے دل ہی دل میں مقدس کلام کا ورد کیا اور پھر وہ دروازے میں داخل

ہو گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے سے گزر کر دوسری طرف آیا اسی لمحے اس کا سر زور سے چکرایا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ عمران نے فوراً اپنا سر تھام لیا۔ اسے اپنے پیروں کے نیچے زمین لرزتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ زمین کی لرزش کے ساتھ تیز گونج کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی جو عمران کو اپنے کانوں میں گونجتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ آواز اس قدر تیز تھی کہ عمران کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

کچھ دیر تک اسی طرح زمین لرزتی رہی پھر آہستہ آہستہ زمین کی لرزش کم ہونے لگی اور گونج کی آواز بھی کم ہونا شروع ہو گئی اور پھر ہوتے ہوتے لرزش اور گونج کی آوازیں بالکل ختم ہو گئیں۔

گونج کی آواز ختم ہوتے ہی عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اب اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا تھا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ پہلے زمین لرز رہی تھی پھر گونج کی آواز اور اب مجھے کچھ دکھائی ہی نہیں دے رہا ہے حالانکہ دروازے کے باہر سے مجھے اس طرف ڈوبتا ہوا سورج صاف دکھائی دے رہا تھا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا لیکن پیچھے بھی اندھیرا چھا گیا تھا اور اسے وہ دروازہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جس سے وہ اندر آیا تھا۔

''کون ہو تم''...... اچانک ایک گرجتی ہوئی آواز سنائی دی تو

عمران بوکھلا کر پلٹا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ آواز بے حد تیز تھی
جیسے بادل گرجا ہو۔ ابھی عمران ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک
اسے اپنے سامنے دو سرخ رنگ کے دیئے سے روشن ہوتے ہوئے
محسوس ہوئے۔ عمران نے ان روشن دیوں کی جانب غور سے دیکھا
تو وہ بے اختیار کانپ کر رہ گیا کیونکہ وہ دیئے نہیں سرخ رنگ کی دو
گول اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں جو کم از کم انسانی آنکھیں نہیں ہو
سکتی تھیں۔

کرنل ولید سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی ملاقات
انتہائی خوشگوار ماحول میں ہوئی تھی۔ چیف نے انہیں جو معلومات
فراہم کی تھیں وہ سب انہوں نے کرنل ولید سے شیئر کر لی تھیں۔
کرنل ولید کو بھی یہ سن کر حیرت ہوئی تھی کہ اسرائیلی اس بار انتہائی
اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے آران کو تباہ کرنے کی
ہولناک سازش کر رہا ہے۔

اسرائیلی ایجنسی نائٹ فورس کا چیف مارشل ڈریگر ماورائی طاقتوں
کے وچ ڈاکٹر، ڈاکٹر کرس کی مدد سے اور ڈاکٹر کرس اپنے قابو میں
کئے ہوئے چند شیطان جنات کی مدد سے آران کے ایٹم بموں اور
ایٹمی میزائلوں کو بلاسٹ کر کے آران کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے
درپے ہو رہا تھا۔ جنات، آرانی سائنس دانوں پر حاوی ہو گئے تھے
اور انہوں نے اپنے ہی بنائے ہوئے میزائلوں اور بموں پر ایسی
ڈیوائسز لگا دی تھیں جن کا کنٹرول مارشل ڈریگر کے پاس تھا جسے

مارشل ڈریگر ایک ساتھ بلاسٹ کر کے آران میں ہولناک تباہی پھیلا سکتا تھا۔

کرنل ولید نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف آرانی سیکرٹ سروس کی طرف سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی تھی بلکہ اس نے تہہ دل سے اپنی اور تمام آرانی قوم کی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو اور ان سب کا شکریہ ادا کیا تھا جو انہیں اسرائیل کے بھیانک عزائم سے بچانے کے لئے اپنے سروں پر کفن باندھ کر ان کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گئے تھے۔

جولیا کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبر موجود تھے جنہیں جولیا چیف کی اجازت سے اپنے ساتھ لے کر آران پہنچ گئی تھی۔ چونکہ ان کی آمد کی آرانی حکام کو اطلاع دے دی گئی تھی اس لئے آرانی سیکرٹ سروس کا چیف کرنل ولید اور اس کے ساتھی انہیں ایئر پورٹ پر خود رسیو کرنے پہنچ گئے تھے اور پھر وہ انہیں اپنے ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئے تھے جہاں انہوں نے طویل ملاقات کی تھی۔

کرنل ولید نے انہیں آرانی سیکرٹ سروس کے ان دو ایجنٹوں کے بارے میں بتایا تھا جو انہیں ایک صحرا کے محفوظ راستے سے نہ صرف اسرائیل پہنچا سکتے تھے بلکہ ان کے پاس نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات بھی تھیں وہ انہیں نائٹ فورس ہیڈ کوارٹر اور مارشل ڈریگر تک بھی پہنچا سکتے تھے۔ کرنل ولید نے جن

دو ایجنٹوں کو ان کے ساتھ کیا تھا ان میں سے ایک کا نام ابو جعفر تھا اور دوسرے کا نام ابو تاراب تھا۔ دونوں نوجوان اور انتہائی ذہین تھے۔ گو کہ ابھی کرنل ولید نے ان کی دونوں ایجنٹوں سے ملاقات تو نہیں کرائی تھی لیکن اس نے ان دونوں ایجنٹوں کے بارے میں انہیں بتا دیا تھا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے ان کے ساتھ تعاون کریں گے اور انہیں نہ صرف کاسانی صحرا سے گزار کر اسرائیل پہنچا دیں گے بلکہ وہ نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر تک بھی انہیں لے جائیں گے۔

کرنل ولید نے انہیں ریسٹ کرنے کے لئے کہا تھا اور انہیں ہیڈ کوارٹر کے ایک خفیہ تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا۔ جہاں وہ کافی دیر ریسٹ کرتے رہے تھے اور اب وہ سب ایک کمرے میں جمع تھے اور مشن کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے۔

”کاسانی صحرا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس صحرا میں ریتیلا علاقہ کم اور چٹیل پہاڑی علاقے زیادہ ہیں۔ وہاں ہر طرف چھوٹی بڑی پہاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں جن میں قدرتی طور پر ایسے غار بنے ہوئے ہیں جو پہاڑیوں کے اندر پیچ در پیچ ہوتے ہوئے دور دور تک کے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ ابو جعفر اور ابو تاراب شاید ہمیں انہی پہاڑی غاروں سے گزار کر اسرائیل لے جائیں گے“۔ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ سنا تو میں نے بھی ایسا ہی ہے۔ اس صحرا میں چونکہ

ریت کے میدان بے حد کم ہیں اس لئے وہاں کم ہی طوفان آتے ہیں جو نقصان کا باعث بنتے ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن اس صحرا میں سب سے بڑا خطرہ بھورے سانپوں اور بھورے بچھوؤں کا ہے جو ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''کرنل ولید نے بتایا تھا کہ وہ جن دو ایجنٹوں کو ہمارے ساتھ بھیج رہا ہے وہ ان سانپوں اور بچھوؤں سے بچنے کا طریقہ بھی جانتے ہیں اس لئے ہمیں ان سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے''۔ صدیقی نے کہا۔

''میں خوفزدہ نہیں ہوں۔ صحرائی خطرے کے بارے میں بتا رہا ہوں جو راستے میں ہمارے سامنے آ سکتا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اب بس ہمیں رات کا انتظار ہے۔ رات ہوتے ہی ہم یہاں سے نکل جائیں گے اور کاسانی ڈیزرٹ پہنچ کر اپنا سفر شروع کر دیں گے تاکہ ہم جلد سے جلد اسرائیل اور نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکیں اور وہاں موجود مارشل ڈریگر سے وہ ریموٹ کنٹرول حاصل کر سکیں جس سے وہ آران کو تباہ کر سکتا ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''بس دعا کرو کہ جب تک ہم نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر اور خاص طور پر مارشل ڈریگر تک نہ پہنچ جائیں اس وقت تک وہ ریموٹ کنٹرول کا استعمال نہ کرے''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ چیف نے بتایا تو تھا کہ مارشل ڈریگر اپنے دوست وچ ڈاکٹر کرس کی ہدایات کے بغیر کوئی بھی کام نہیں کرتا ہے۔ ڈاکٹر کرس کسی خاص عمل کے لئے گیا ہے جس کی واپسی میں کئی روز لگیں گے۔ جب تک ڈاکٹر کرس واپس نہیں آ جاتا اس وقت تک مارشل ڈریگر ریموٹ کنٹرول کا استعمال نہیں کرے گا''...... جولیا نے کہا۔

''تم کیوں خاموش بیٹھے ہو''...... تنویر نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو واقعی ان سے الگ ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے گہرے خیالوں میں کھویا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''کچھ نہیں ایسے ہی''...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''کچھ تو ہے۔ ورنہ تم اس طرح ہم سے الگ ہو کر تو کبھی نہیں بیٹھتے ہو''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

''میں عمران صاحب کے بارے میں سوچ رہا ہوں''...... صفدر نے کہا اور عمران کا نام سن کر وہ سب چونک پڑے جبکہ تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا جیسے اسے اس ماحول میں عمران کا تذکرہ پسند نہ آیا ہو۔

''کیا سوچ رہے ہو تم عمران کے بارے میں''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہی کہ اس بار وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو ہمارا یہ مشن کس قدر خاموش اور پھیکا پھیکا سا لگ رہا ہے''...... صفدر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''کون خاموش ہے یہاں۔ سب ہی تو بول رہے ہیں اور ابھی ہم نے مشن کا آغاز کیا ہی کہاں ہے جو تمہیں مشن کا پھیکا پن محسوس ہونا شروع ہو گیا ہے''......تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اصل میں ہم سب کو عمران صاحب کی عادت سی ہو گئی ہے۔ وہ ہوتے ہیں تو مشن کے دوران بھی ہماری محفل کشت زعفران زار بنی رہتی ہے وہ ہر پل کسی نہ کسی بات پر ہنستاتے رہتے ہیں اور ان کے ہونے سے ہمیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ہم کسی خطرناک مشن پر نکلے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ہنستے کھیلتے اپنا مشن مکمل کر لیتے ہیں''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو کیا اب ہم روتے ہوئے مشن پورا کرنے جا رہے ہیں''۔ تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

''روتے ہوئے تو نہیں لیکن اس مشن میں وہ لطف محسوس نہیں ہو رہا ہے جو عمران صاحب کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ ان کی باتیں، ان کی پلاننگ اور خاص طور پر ان کی ذہانت ہمیں آگے بڑھتے رہنے کا حوصلہ دیتی ہے اور ہم یقینی طور پر اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں''......صفدر نے کہا۔

''تو کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اس بار عمران ہمارے ساتھ نہیں ہے تو ہم اپنا مشن یقینی طور پر مکمل نہیں کر سکیں گے''......تنویر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ ہم مشن ضرور مکمل کریں گے لیکن......'' صفدر کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن۔ لیکن کیا''......تنویر نے اسے اسی طرح گھورتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم نہیں سمجھو گے''......صفدر نے سر جھٹک کر کہا۔

''کچھ بتاؤ گے نہیں تو کیا خاک سمجھوں گا۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو''......تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''آرام سے بات کرو تنویر۔ صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تمہیں عمران کی قدر نہیں ہے۔ جس دن تمہیں اس کی قدر ہو جائے گی تمہیں بھی اس کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا اور تم بھی ہماری طرح اس کی غیر موجودگی کو دل سے محسوس کرو گے''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ میں عمران کی قدر نہیں کرتا۔ میں اس کی ذہانت، اس کے جذبات اور اس کے احساسات کی دل سے قدر بھی کرتا ہوں اور عزت بھی لیکن یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نہ ہو تو ہم اپنا مشن مکمل ہی نہیں کر سکیں گے''۔ تنویر نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

''پھر وہی بات۔ تم سے کون کہہ رہا ہے کہ ہم عمران صاحب کے بغیر اپنا مشن پورا نہیں کر سکتے۔ میں تو ان کے ساتھ نہ ہونے کی کمی کے احساس کی بات کر رہا ہوں''...... صفدر نے کہا تو تنویر

ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"ہم اسے جان بوجھ کر چھوڑ کر نہیں آئے ہیں۔ چیف نے ہمیں اس کے بغیر بھیجا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اس قدر حساس اور خطرناک مشن جس میں ہمیں عمران صاحب جیسے انسان کی انتہائی ضرورت ہو سکتی تھی انہیں ہم سے الگ کیوں کیا گیا ہے جب کروڑوں آرانیوں کی زندگیاں اسرائیل کے ہاتھوں داؤ پر لگی ہوئی ہوں۔ چیف کو تو خصوصی طور پر عمران صاحب کو ہمارے ساتھ بھیجنا چاہئے تھا۔ اور کچھ نہیں تو وہ ایسا طریقہ تو بتا ہی سکتے تھے کہ بغیر ریموٹ کے آرانی اپنے ایٹم بم اور ایٹمی میزائلوں سے بلاسٹنگ ڈیوائس کیسے ہٹا سکتے ہیں"...... صفدر نے لمبی چوڑی تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ جب آرانی سائنس دان ہی ایٹم بم اور ایٹمی میزائلوں سے بلاسٹنگ ڈیوائس نہیں ہٹا سکے ہیں تو پھر بھلا عمران وہ ڈیوائسز کیسے ہٹا سکتا تھا"...... تنویر نے اسی طرح ہٹ دھرمی سے کہا۔ وہ عمران کے ذکر سے بری طرح سے چڑا ہوا تھا۔

"اچھا چھوڑو۔ اب جب وہ ہمارے ساتھ ہیں ہی نہیں تو ان کے بارے میں ہم کیوں الجھیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا"...... تنویر نے کیپٹن شکیل کی

تقلید میں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں کیوں تمہیں تو عمران کے نام سے ہی خدا واسطے کا بیر ہے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اب تم تو ایسی بات نہ کرو۔ تم جانتی ہو کہ میں عمران سے کیوں چڑتا ہوں۔ اسے تو جیسے ٹیم میں میرے سوا کوئی دکھائی ہی نہیں دیتا ہے۔ ہر وقت مجھ پر طنز کرتا رہتا ہے"...... تنویر نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"وہ تمہارے ساتھ ہی نہیں ہم سب سے بھی ایسا مذاق کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے ہم اس کے مذاق کو صرف مذاق میں ہی لیتے ہیں جبکہ تم اس کے ہر مذاق پر سنجیدہ ہو جاتے ہو اور تمہیں عمران کا مذاق طنز معلوم ہوتا ہے"...... جولیا نے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کرتے اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس"...... جولیا نے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کرنل ولید اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ دو لمبے تڑنگے اور مضبوط جسم والے نوجوان تھے جو دیکھنے میں کمانڈوز ہی دکھائی دے رہے تھے۔ ان دونوں نے کمانڈوز کے انداز میں سر منڈوا رکھے تھے اور ان کے جسموں پر خاکی رنگ کی مخصوص وردیاں تھیں۔

"میں انہیں آپ سے ملانے کے لئے لایا ہوں"...... کرنل ولید

نے کہا۔ جولیا اور اس کے ساتھی غور سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''کیا یہ دونوں ہمارے ساتھ جائیں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ ابو جعفر ہے اور اس کا نام ابو تاراب ہے''۔ کرنل ولید نے اپنے ساتھیوں کے نام بتاتے ہوئے کہا اور پھر وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کا اپنے ساتھیوں سے تعارف کرانے لگا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ مارشل ڈریگر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''۔ جولیا نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ مجھے معلوم ہے''...... ابو تاراب نے کہا۔

''کہاں ہے بتاؤ''...... جولیا نے پوچھا۔

''تل ابیب کے شمال میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کا نام کرشیا ہے۔ کرشیا کا علاقہ پہاڑی ہے۔ نائٹ فورس کا ہیڈ کوارٹر انہی پہاڑیوں کی ایک وادی میں انڈر گراؤنڈ بنایا گیا ہے۔ جس کا فول پروف سیکورٹی سسٹم ہے۔ اس وادی کی طرف آنے والے معمولی پرندے کو بھی مار گرایا جاتا ہے''...... ابو تاراب نے کہا۔

''کیا تم کبھی اس وادی میں گئے ہو''...... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ چیف کی ہدایات پر میں ایک مرتبہ اس علاقے کی چیکنگ کے لئے گیا تھا۔ وادی میں جا کر میں نے سپیشل چیکنگ کی تھی تو مجھے نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہوا تھا۔ میں ہیڈ کوارٹر

کے اندر بھی جا چکا ہوں''...... ابو تاراب نے جواب دیا۔

''کیسے گئے تھے تم ہیڈ کوارٹر کے اندر''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''میں ایک انجینئر کے روپ میں وہاں گیا تھا۔ ان کی ایک کولنگ مشین کام نہیں کر رہی تھی۔ میں اس کی چیکنگ کے لئے خصوصی طور پر وہاں گیا تھا جس کا میں ایکسپرٹ ہوں''...... ابو تاراب نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اگر تم ہیڈ کوارٹر کے اندر گئے تھے تو پھر تو تمہیں وہاں کے تمام خارجی اور داخلی راستوں کا بھی علم ہو گیا ہو گا۔ ظاہر ہے تمہارا تعلق اُرانی سیکرٹ سروس سے ہے تو تم نے اس طرف خصوصی توجہ دی ہو گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں ہیڈ کوارٹر کے تمام راستوں کے بارے میں جانتا ہوں اور مجھے وہاں موجود ایک خفیہ راستے کا بھی پتہ ہے جو زمین کے نیچے ایک سرنگ کی شکل میں ڈائریکٹ ہیڈ کوارٹر کے اندر جاتا ہے''...... ابو تاراب نے کہا۔

''گڈ شو۔ پھر تو ہم تمہاری مدد سے وہاں آسانی سے پہنچ جائیں گے''...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا تم بھی نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر میں جا چکے ہو''۔ چوہان نے خاموش کھڑے ابو جعفر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ میں نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر میں تو نہیں گیا لیکن

میں مارشل ڈریگر کی رہائش گاہ کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں اور میں آپ سب کو اس کی رہائش گاہ میں لے جا بھی سکتا ہوں"۔ ابوجعفر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو کیا تم اس کی رہائش گاہ میں جا چکے ہو"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ایک آرانی مشن کے سلسلے میں خفیہ طور پر جب اسرائیل گیا تھا تو میں نے سب سے پہلے مارشل ڈریگر کی رہائش گاہ تلاش کی تھی اور پھر میں نے اس رہائش گاہ کے سیکورٹی انچارج کو اغوا کر کے اس کی جگہ لے لی تھی۔ مارشل ڈریگر نے ہمارا ایک ایجنٹ اغوا کر رکھا تھا جو اس کی رہائش گاہ کے ایک تہہ خانے میں قید تھا۔ میں سیکورٹی انچارج کے روپ میں وہاں گیا اور خاموشی سے اپنے ساتھی کو وہاں سے نکال کر لے آیا تھا"...... ابوجعفر نے کہا۔

"گڈ شو۔ تم دونوں تو واقعی بے حد تیز ہو"...... صفدر نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان دونوں کو اسی لئے آپ کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے کہ اگر مارشل ڈریگر آپ کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں نہ ملا تو وہ اپنی رہائش گاہ میں تو آپ کو مل ہی جائے گا"...... کرنل ولید نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں واقعی مارشل ڈریگر کے سلسلے میں آپ کے ان ساتھیوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ ہمیں مشن

پر روانہ کب ہونا ہے"...... جولیا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"بس ایک دو گھنٹے اور انتظار کر لیں۔ اس کے بعد آپ کو تمام سامان دے کر یہاں سے روانہ کر دیا جائے گا"...... کرنل ولید نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ سب کے جانے کے بعد میں اس کام میں جٹ جاؤں گا کہ وہ کون سے سائنس دان ہیں جن پر جنات نے قبضہ کر رکھا ہے اور انہوں نے جنات کے زیر اثر ایٹم بموں اور ایٹمی میزائلوں پر بلاسٹنگ ڈیوائسز لگائی ہیں۔ ہمارے لئے ان سائنس دانوں کے بارے میں معلوم کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ آپ کے چیف ایکسٹو کے کہنے کے مطابق شیطان جنات ان سائنس دانوں کو زیر اثر رکھ کر کسی اور طریقے سے بھی ایٹم بم اور میزائل بلاسٹ کرا سکتے ہیں"...... کرنل ولید نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی ان سائنس دانوں کا پتہ لگانا بے حد ضروری ہے اور یہ کام آپ جتنی جلد کر لیں گے اتنا ہی اچھا ہو گا"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ ان سائنس دانوں کا پتہ لگا کر انہیں ایٹمی لیبارٹریوں اور خاص طور پر ان جگہوں سے دور رکھ سکوں جہاں ایٹم بم اور ایٹمی میزائل موجود ہیں"...... کرنل ولید نے کہا۔

"آپ ان سائنس دانوں کا کیا کریں گے۔ کیا انہیں ہلاک کر

دیں گے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''اوہ نہیں۔ ہمارے پاس پہلے ہی سائنس دانوں کا فقدان ہے۔ ہم اپنے ہاتھوں اپنے ملک کا سرمایہ کیسے ختم کر سکتے ہیں۔ جب تک یہ سارا معاملہ ختم نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم ان سائنس دانوں کو سائیڈ میں کر دیں گے اور حالات ٹھیک ہوتے ہی ہم انہیں واپس ان کی ڈیوٹیاں سونپ دیں گے۔ میری اس سلسلے میں جناب صدر اور جناب وزیر اعظم سے بات ہو چکی ہے۔ انہوں نے اس معاملے کو ہینڈل کرنے کے تمام اختیارات مجھے سونپ دیئے ہیں''...... کرنل ولید نے کہا۔

''آپ انتہائی ذہین اور معاملہ فہم انسان ہیں۔ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ اس معاملے کو آپ نے کیسے ہینڈل کرنا ہے''...... جول نے کہا۔

''مجھے بس اس بات کا خدشہ ہے کہ وچ ڈاکٹر کرس یا اس نائب وچ ڈاکٹر ریمنڈ جنات کی مدد سے ان سائنس دانوں کو کو نقصان نہ پہنچا دے''...... کرنل ولید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''آپ گھبرائیں نہیں۔ ہم اسرائیل جا کر سب سے پہلے مارشل ڈریگر کا احاطہ کریں گے اور اس کے بعد ہم اپنی پوری توجہ اس بات کی طرف مبذول کر دیں گے کہ ہم کس طریقے سے ان وچ ڈاکٹر کو ختم کر سکتے ہیں جو اس سارے فساد کی جڑ ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ایسا ہو جائے تو پھر ہمارے سائنس دان ان شیطانوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں گے اور ہمیں مستقبل میں بھی ان سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا''...... کرنل ولید نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ آپ بس اپنی کوششیں جاری رکھیں اور ان سائنس دانوں جن پر جنات کا سایہ ہے انہیں باقی سائنس دانوں سے الگ کر دیں باقی سب ہم دیکھ لیں گے''...... صفدر نے کہا تو کرنل ولید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مارشل ڈریگر اپنے آفس میں بیٹھا تھا کہ اسی لمحے اس کے سامنے پڑے ہوئے فون سیٹوں میں سے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس فون سیٹ پر ایک چھوٹا سا بلب بھی سپارک کر رہا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ اس فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔

مارشل ڈریگر نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس۔ مارشل ڈریگر چیف آف نائٹ فورس''...... مارشل ڈریگر نے عادت کے مطابق اپنا نام عہدے سمیت بتاتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ریمنڈ کی آواز سنائی دی۔

''اوہ یس ڈاکٹر ریمنڈ۔ میں آپ کی ہی کال کا منتظر تھا۔ کیا معلوم ہوا ہے عمران کے بارے میں۔ کیا وہ واقعی شیاؤ کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے''...... ڈاکٹر ریمنڈ کی آواز سنتے ہی مارشل ڈریگر

نے انتہائی امید بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ سب سے پہلے ڈاکٹر ریمنڈ کی زبانی عمران کی ہلاکت کی ہی خبر سننا چاہتا ہو۔

''نہیں۔ عمران ابھی زندہ ہے''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا تو مارشل ڈریگر جو عمران کی موت کی خبر سننے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا یہ سن کر مرجھا سا گیا کہ عمران زندہ ہے۔

''اوہ۔ تو کیا شیاؤ اسے ہلاک کرنے میں ناکام رہا تھا''۔ مارشل ڈریگر نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ شیاؤ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی لیکن عمران کو بچانے کے لئے جناتی دنیا کی شہزادی پہنچ گئی تھی۔ اسی نے عمران کو بچایا تھا اور اسے اپنے ساتھ لے گئی تھی''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''جناتی دنیا کی شہزادی۔ کون ہے جناتی دنیا کی شہزادی''۔ مارشل ڈریگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ ایک جن زادی ہے۔ اس کا نام فرانا ہے۔ وہ خاص طور پر عمران کی مدد کے لئے آئی تھی اور وہ جلتی ہوئی کار میں سے عمران کو نکال کر لے گئی تھی۔ اگر وہ نہ آتی تو عمران کار میں جل کر راکھ بن جاتا اور اس کا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہونہہ۔ عمران زندہ ہے یہ سن کر مجھے بے حد افسوس ہو رہا ہے۔ میں تو اس کی موت کی خبر سننے کے لئے بے تاب تھا

لیکن......'' مارشل ڈریگر نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ میں نے شیاؤ کے ساتھ اپنی ایک شیطانی طاقت ہنجاری کو بھی عمران کی تلاش میں بھیج دیا ہے۔ وہ اس وقت تک واپس نہیں آئیں گے جب تک کہ وہ عمران کو ڈھونڈ کر اسے ہلاک نہیں کر دیتے۔ ان دونوں کا فرانا بھی مقابلہ نہیں کر سکے گی اور ان سے عمران کو بچانا اس کے لئے بھی ناممکن ہو گا''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''تو کیا اب تک تمہاری طاقت اور شیاؤ، عمران کو نہیں ڈھونڈ سکے ہیں''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ نجانے فرانا اسے لے کر کہاں غائب ہو گئی ہے۔ شیاؤ اور ہنجاری اسے تلاش کر رہے ہیں۔ وہ جلد ہی اس تک پہنچ جائیں گے''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا۔

''کہیں جن زادی فرانا، عمران کو لے کر جناتی دنیا میں تو نہیں چلی گئی''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ جن زادی، جناتی دنیا سے انسانی دنیا میں آ تو سکتی ہے لیکن کسی انسان کو اپنے ساتھ جناتی دنیا میں لے جانا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ جناتی دنیا میں جانے کے لئے بے حد کٹھن اور خطرناک راستوں پر چلنا پڑتا ہے جن پر سفر کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ جناتی دنیا میں جانے کے لئے عمران کو

کٹھن راستوں سے گزرنا پڑے گا۔ جن پر چلتے ہوئے وہ سیدھا موت کے منہ میں پہنچ جائے گا اور اپنی موت آپ مر جائے گا''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا۔

''اور وہ پاکیشیائی ایجنٹ جو آران سے کسی خفیہ راستے سے اسرائیل آ رہے ہیں۔ کیا ان کے خلاف تم نے کسی شیطانی طاقت کو کام کرنے کے لئے روانہ کیا ہے تاکہ وہ انہیں اسرائیل داخل ہونے سے روک سکے اور ان سب کا ایک ساتھ خاتمہ کر سکے''۔ مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے ان کا بھی انتظام کر دیا ہے۔ میں نے اپنی دو سب سے بڑی طاقتیں کاری اور شاری کو بھیج دیا ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی موت بن کر گئی ہیں۔ جلد ہی وہ اپنا کام پورا کر لیں گی اور تمہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت کی خوشخبری مل جائے گی''۔ ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو کیا کاری اور شاری ان سب کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ دونوں انسانی روپ میں جائیں گی اور موقع ملتے ہی ان سب کا خاتمہ کر دیں گی''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''شیطانی طاقتوں کو بھی کسی موقع کا انتظار ہوتا ہے۔ کیا وہ فوراً ان پر حملہ نہیں کر سکتیں''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''انہوں نے کوشش کی تھی لیکن پاکیشیائی ایجنٹ باکردار اور با

وضو ہیں۔ ان کے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جن کی وجہ سے ماورائی طاقتیں ان پر ڈائریکٹ حملہ نہیں کر سکتی ہیں بلکہ ان خاص چیزوں کی وجہ سے وہ پاکیشائی ایجنٹوں کے نزدیک بھی نہیں جا سکی تھیں۔ اس لئے وہ ان سے دور رہ کر ان کے لئے ایسے موت کے جال پھیلا رہی ہیں جن میں پھنس کر پاکیشائی ایجنٹ پھڑپھڑا بھی نہیں سکیں گے اور سیدھا موت کی وادی میں جا سوئیں گے''۔ ڈاکٹر ریمنڈ نے پوچھا۔

''موت کے جال۔ کیسے موت کے جال''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا تو ڈاکٹر ریمنڈ اسے موت کے ان جالوں کے بارے میں تفصیل بتانے لگا جو ماورائی طاقتیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے راستے میں پھیلا رہی تھیں۔

''ہونہہ۔ اگر وہ موت کے ان جالوں سے بچ نکلے تو''۔ مارشل ڈریگر نے منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے ڈاکٹر ریمنڈ کے بتائے ہوئے طریقے پسند نہ آئے ہوں۔

''نہیں۔ وہ موت کے ان جالوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ ان کی موت طے ہے۔ وہ ہر حال میں ہلاک ہوں گے اور ان کی ہلاکت کاری اور شاری کے ہاتھوں ہی ہو گی۔ سمجھے تم''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے تم پر اور تمہاری ماورائی طاقتوں پر یقین ہے ڈاکٹر ریمنڈ لیکن تم نے خود ہی بتایا ہے کہ پاکیشائی ایجنٹ باکردار ہیں اور ان

کے پاس کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے تمہاری ماورائی طاقتیں ان کے نزدیک نہیں جا سکتی ہیں۔ اگر ان خاص چیزوں کی وجہ سے پاکیشائی ایجنٹوں کو موت کے جالوں کا بھی علم ہو گیا تو کیا وہ ان سے بچنے کی کوشش نہیں کریں گے''...... مارشل ڈریگر نے ڈاکٹر ریمنڈ کو غصے میں آتے دیکھ کر فوراً بات بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن کب تک۔ کاری اور شاری اس وقت تک ان کے راستے میں موت کے جال بچھاتی چلی جائیں گی جب تک کہ وہ سب ان میں جل کر راکھ نہیں ہو جاتے''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا ڈاکٹر ریمنڈ، میں پاکیشائی ایجنٹوں کو کسی بھی صورت میں اسرائیل داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سب اسرائیل داخل ہونے سے پہلے ہلاک ہو جائیں۔ ان کی موت اسرائیل سے باہر ہی ہو''۔ مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ وہ اسرائیل کی سرحد پر اپنا ایک قدم بھی نہیں رکھ سکیں گے''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''میں تم سے ایک بات کہوں اگر تم برا نہ مناؤ تو''...... مارشل ڈریگر نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

''بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

''کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہاری ماورائی طاقتیں پاکیشائی ایجنٹوں

کی جگہ صرف علی عمران کو تلاش کریں اور اسے اس کے انجام تک پہنچائیں''...... مارشل ڈریگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''ہونہہ۔ تم ایسا کیوں چاہتے ہو سچ بتاؤ''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے غرا کر کہا۔

''مجھے اس بات کی اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کاسانی صحرا کے راستے اسرائیل آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں ہلاک کرنے کے لئے اپنی فورس کو وہاں بھیج دیا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ ان کی نظروں سے نہیں بچ سکیں گے اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ میری فورس پاکیشیائی ایجنٹوں کو ان کے انجام تک پہنچا دے گی۔ مجھے سب سے زیادہ عمران کی فکر ہے جو شاید اس بار اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں آیا ہے۔ وہ کہاں ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے اور تم بھی کہہ رہے ہو کہ شیاؤ بھی ابھی تک عمران کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ شیاؤ کے ساتھ تم اپنی دوسری طاقتوں کو بھی عمران کے پیچھے لگا دو اور ان کے ذریعے ہر حال میں عمران کو ہلاک کرنے کی کوشش کرو۔ عمران ہلاک ہو گیا تو میرے لئے سارے مسئلے ختم ہو جائیں گے۔ مجھے اس کے ساتھیوں سے کوئی خوف نہیں ہے۔ ان کا میں خود ہی آسانی سے شکار کر سکتا ہوں''...... مارشل ڈریگر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا تمہاری فورس میری ماورائی طاقتوں سے زیادہ طاقتور ہے جو وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا آسانی سے شکار کر لے گی۔ بولو۔ جواب دو''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے ڈاکٹر۔ تم بس کسی طرح سے عمران کو ہلاک کر دو۔ مجھے اس کے بارے میں ڈاکٹر کرس نے بتایا تھا کہ وہ جناتی دنیا میں جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر وہ جناتی دنیا میں پہنچ گیا تو ہمارے لئے بہت سی مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔ ڈاکٹر کرس جناتی دنیا کے جس سردار جن کو قابو کرنا چاہتا ہے۔ وہ عمران کا دوست بن گیا تو وہ ان تمام جنات کو اپنی دنیا میں واپس بلا لے گا جنہیں ڈاکٹر کرس نے خاص طور پر آران کی تباہی کے لئے قابو کیا ہے۔ جو جنات ڈاکٹر کرس کے قابو میں ہیں ان جنات نے آرانی سائنس دانوں پر اپنا تسلط قائم کر رکھا ہے اگر انہوں نے ان سائنس دانوں پر سے اپنا تسلط ختم کر دیا تو وہ ہمارے کسی کام نہیں آئیں گے اور ہمارا آران کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا خواب صرف خواب بن کر ہی رہ جائے گا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں سمجھ گیا کہ تمہیں مجھ سے زیادہ ڈاکٹر کرس کی ماورائی طاقتوں پر بھروسہ ہے۔ تمہیں اس بات کا یقین نہیں ہے کہ میری ماورائی طاقتیں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر سکتی ہیں۔ بولو۔ یہی بات ہے نا۔ اسی لئے تم مجھے اور میری ماورائی طاقتوں کو اس معاملے سے پیچھے ہٹانا چاہتے ہو''...... ڈاکٹر ریمنڈ نے اور زیادہ

غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم غلط سمجھ رہے ہو ڈاکٹر ریمنڈ۔ میں بھلا تمہاری طاقتوں کو پیچھے کیوں ہٹاؤں گا۔ میں میں......" مارشل ریمنڈ نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تمہیں اپنی فورس کی طاقت پر زیادہ ناز ہے مارشل ڈریگر، ٹھیک ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ تم اپنی نائٹ فورس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دو گے تو میں اپنی شیطانی طاقتوں کو روک دیتا ہوں وہ ان کے خلاف کوئی عملی قدم نہیں اٹھائیں گی۔ اور نہ ہی میں اس معاملے میں تمہاری کوئی مدد کروں گا۔ تم خود اپنی فورس سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کراؤ اور اپنی کوششوں سے اس بات کا پتہ چلاؤ کہ عمران کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے سمجھے تم"...... ڈاکٹر ریمنڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے مارشل ڈریگر کا جواب سنے بغیر فون بند کر دیا۔

"ارے ارے۔ میری بات تو سنو ڈاکٹر ریمنڈ"...... ڈاکٹر ریمنڈ کا غصیلا لہجہ سن کر مارشل ڈریگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس وقت تک ڈاکٹر ریمنڈ رابطہ ختم کر چکا تھا۔ مارشل ڈریگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ڈاکٹر کرس کی خوفناک طاقت شیاؤ، عمران کو ہلاک کرنے میں ناکام رہا ہے تو پھر تمہاری معمولی طاقتیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے میں کیسے کامیاب ہو سکتی

ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے میں خود کوشش کروں گا۔ میری نائٹ فورس ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑے گی اور انہیں ایک قدم بھی آگے بڑھانے کا موقع نہیں دے گی"...... مارشل ڈریگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل ڈریگر نے چونک کر دیکھا۔ نیلے رنگ کے فون سیٹ کا بلب روشن ہو رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اسی فون پر کال ہے۔

"یس مارشل ڈریگر چیف آف نائٹ فورس"...... مارشل ڈریگر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"نائٹ فورس کمانڈ انچارج لیڈی ایشلے بول رہی ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ جس میں سپاٹ پن تھا۔

"اوہ یس ایشلے۔ تم کہاں ہو اس وقت"...... مارش ڈریگر نے کہا۔

"میں آپ کے حکم پر فورس لے کر کاسانی ڈیزرٹ میں پہنچ گئی ہوں چیف اور میں نے ڈیزرٹ کا کنٹرول سنبھال لیا ہے"۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ میری اطلاعات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس، ایرانی ایجنٹوں کے ساتھ اسی ڈیزرٹ کے راستے اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ تم ڈیزرٹ کے ایک ایک حصے پر نظر

رکھو“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم“...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

”تم مجھ سے زیرو ون ٹرانسمیٹر پر رابطہ میں رہو گی۔ مجھے جیسے جیسے پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں کی موومنٹ کا پتہ چلے گا میں تمہیں اس کے بارے میں آگاہ کرتا رہوں گا اور تمہیں فوری طور پر اور انتہائی برق رفتاری سے ان کے خلاف کارروائی کرنی ہے اور اس وقت تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑنا جب تک کہ وہ ہلاک نہیں ہو جاتے“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”یس چیف۔ آپ مجھے جانتے ہیں۔ میرا دوسرا نام لیڈی ڈیتھ ہے اور لیڈی ڈیتھ ایک بار جس کے پیچھے پڑ جائے اسے قبر میں پہنچائے بغیر چین نہیں لیتی ہے“...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

”ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ اسی لئے تو اپنی نائٹ فورس کا میں نے تمہیں انچارج بنا رکھا ہے کیونکہ تم سے بہتر نائٹ فورس کو کوئی نہیں سنبھال سکتا“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”یس چیف“...... لیڈی ایشلے نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ جو دو آرانی ایجنٹ ہیں ان میں ایک ہمارا ایجنٹ ہے۔ اس کا نام وائرز ہے۔ میں اسی کی کال کا منتظر ہوں۔ میں نے سنوگر سے کہا تھا کہ وائرز ہر صورت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ جانے والے آرانی ایجنٹوں میں سے کسی

ایک کی جگہ لے اور پھر وہ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تمام موومنٹ کے بارے میں بتاتا رہے لیکن ابھی تک نہ مجھے سنوگر کی کال آئی ہے اور نہ وائرز کی۔ نجانے وہ اب تک کیا کرتے پھر رہے ہیں“...... مارشل ڈریگر نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں سنوگر کو جانتی ہوں چیف۔ اس کا رابطہ نمبر بھی میرے اس ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کروں“...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

”ہاں۔ اگر اس سے بات ہو جائے تو اس سے وائرز کے رے میں پوچھ لینا۔ مجھے امید ہے اب تک وہ پاکیشیائی ایجنٹوں ما شامل ہو گیا ہو گا“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”یس چیف۔ میں ابھی اس سے رابطہ کرتی ہوں“...... لیڈی لے نے کہا۔

”اوکے۔ اگر تمہاری سنوگر سے بات ہو جائے تو اس سے کہنا وہ مجھ سے بھی بات کر لے تاکہ میں اسے مزید ہدایات جاری سکوں“...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

”یس چیف“...... لیڈی ایشلے نے کہا اور مارشل ڈریگر نے مزید چند ہدایات دیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب کے چہرے پر سکون کے تاثرات تھے۔ لیڈی ایشلے اس مقام پہنچ گئی تھی جس کے بارے میں اس کے پاس اطلاع تھی کہ

پاکیشیائی ایجنٹ کاسانی ڈیزرٹ سے ہوتے ہوئے اسرائیل کے شہر
کاسان پہنچیں گے اور پھر وہاں سے وہ تل ابیب داخل ہو جائیں
گے۔ مارشل ڈریگر نے فوری طور پر نائٹ فورس اس صحرا میں بھیج
دی تھی جس نے جاتے ہی صحرا کا چاروں اطراف سے کنٹرول
سنبھال لیا تھا۔ نائٹ فورس کی کمانڈ لیڈی ایشلے کے ہاتھوں میں تھی
جو واقعی نائٹ فورس میں ہی نہیں بلکہ اسرائیل میں بھی لیڈی ڈیتھ
کے نام سے مشہور تھی۔

مارشل ڈریگر کو یقین تھا کہ اگر پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹ اس
صحرا میں داخل ہوئے تو وہ صحرا میں موجود لیڈی ڈیتھ سے کسی بھی
طور پر نہیں بچ سکیں گے اور لیڈی ڈیتھ آسانی سے ان کا صحرا میں
شکار کر لے گی۔

''جواب دو۔ کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو''...... وہی
گرجدار آواز سنائی دی۔

''میرا نام علی عمران ہے اور مجھے جناتی دنیا کے سردار جن ابو
شوہول نے بلایا ہے''...... عمران نے خود کو سنبھال کر سرخ آنکھوں
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابو شوہول۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تمہیں ہمارے سردار نے
بلایا ہے۔ لیکن کیوں''...... آواز آئی۔

''کیوں بلایا ہے۔ یہ تو میں نہیں جانتا لیکن میرے پاس
تمہارے سردار کا پیغام ہے''...... عمران نے کہا اور اس نے جیب
سے ابو شوہول کا خط نکالا اور اسے کھول کر سرخ آنکھوں کی طرف
کر دیا۔ سرخ آنکھیں سکڑیں اور قدرے نزدیک آ گئی۔ عمران کو
وہاں سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا وجود دکھائی دیا۔ اندھیرے کی وجہ سے
اسے سرخ آنکھوں والے کا وجود واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن

اس کا قد کاٹھ دیکھ کر عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اس ہستی کا قد کاٹھ اس بھیانک جن جیسا ہی تھا جو اس نے کھندرات کے اوپر دیکھا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس تحریر کو پہچانتا ہوں۔ یہ واقعی سردار کی ہی تحریر ہے۔ آؤ۔ میں تمہیں سردار کے پاس لے چلتا ہوں''۔ آواز آئی تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سنو۔ یہاں ایک ہزار دروازے ہیں۔ اندھیرے کی وجہ سے تم ان دروازوں کو نہیں دیکھ سکو گے اور چونکہ تم آدم زاد ہو اس لئے تم جناتی دنیا کو بھی نہیں دیکھ سکو گے۔ مین تمہیں ایک رسی تھما دیتا ہوں اسے پکڑ لو اور میرے پیچھے چلتے چلے آؤ۔ میں دروازے کھولتا جاؤں گا اور تم رکے بغیر چلتے رہنا''...... آواز آئی۔

''ٹھیک ہے۔ تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے عمران کو اپنے قریب ایک سانپ سا جھولتا ہوا دکھائی دیا۔ عمران نے فوراً ہاتھ بڑھا کر سانپ پکڑ لیا جو ایک رسی تھی۔ اسی لمحے سرخ آنکھیں دوسری طرف مڑ گئیں اور ساتھ ہی رسی تن گئی۔ عمران رسی پکڑ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔ اسے یہ سب انتہائی عجیب اور حیرت انگیز معلوم ہو رہا تھا اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پرانے دور کی کسی الف لیلوی داستان کا حصہ بن گیا ہو۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے اس

جن سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اسے رسی پکڑائے آگے لئے جا رہا تھا۔

''کیوں۔ تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو''...... جن نے کہا۔

''جب تمہارا سردار ابو شوہول مجھے اپنا نام بتا سکتا ہے تو تمہیں اپنا نام بتانے پر کیا اعتراض ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''...... جن نے کہا۔

''تو بتاؤ۔ کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا نام ارشنگ ہے''...... جن نے جواب دیا۔

''ارشنگ۔ بڑا عجیب سا نام ہے''...... عمران نے نام دوہراتے ہوئے کہا۔

''ہمارے نام ایسے ہی ہوتے ہیں''...... ارشنگ جن نے جواب دیا۔

''کیا یہ اندھیرا تم نے پھیلا رکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... ارشنگ جن نے جواب دیا۔

''کیوں''...... عمران نے پوچھا۔

''تاکہ تم جناتی دنیا کے اسرار نہ دیکھ سکو۔ جنات کی دنیا ایک الگ دنیا ہے جسے ہم کسی آدم زاد کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے۔ ہمارے لئے بھی یہی بہتر ہو گا کہ ہمارے اسرار ہم تک ہی محدود رہنے دو''...... ارشنگ جن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے جناتی دنیا کے اسرار معلوم کر کے کرنا بھی کیا

ہے''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

''رکو۔ میں پہلا دروازہ کھولتا ہوں''...... ارشنگ جن نے کہا اور عمران رک گیا۔ اسی لمحے اسے تیز کڑکڑاہٹ کی آواز سنائی دی جیسے کوئی انتہائی پرانا اور ٹوٹا پھوٹا دروازہ کھولا جا رہا ہو۔

''چلو''...... ارشنگ جن نے رسی ہلاتے ہوئے کہا تو عمران نے قدم بڑھا دیئے۔

''اگلا دروازہ کتنے فاصلے پر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تمہاری دنیا کے حساب سے ہماری دنیا کا اگلا دروازہ ایک سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے''...... ارشنگ جن نے کہا اور اس کا جواب سن کر عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

''ایک سو کلو میٹر۔ تو کیا ایک ہزار دروازوں سے گزرنے کے لئے مجھے لاکھوں کلو میٹر سفر کرنا پڑے گا اور وہ بھی پیدل''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان سب دروازوں سے گزرے بغیر تم جناتی دنیا میں داخل نہیں ہو سکتے ہو''...... ارشنگ جن نے کہا۔

''ہونہہ۔ اتنا سفر میں کیسے طے کروں گا۔ اس قدر طویل سفر میں تو صدیاں لگ جائیں گی''...... عمران نے کہا۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ تمہارا اٹھایا ہوا ہر قدم دس کلو میٹر کے برابر ہو گا۔ ہر دسویں قدم کے بعد تم ہماری دنیا کے ایک دروازے پر پہنچ جاؤ گے۔ یہ ہماری دنیا ہے۔ جناتی دنیا جہاں وقت کی رفتار بے حد

تیز ہے اور صدیوں کے فاصلے دنوں میں پورے ہو جاتے ہیں''۔ ارشنگ جن نے کہا۔

''اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جناتی دنیا کا کوئی جن جھوٹ نہیں بولتا''...... ارشنگ جن نے سخت لہجے میں کہا۔

''اچھی بات ہے۔ یہ بتاؤ کہ جناتی دنیا میں جانے کے لئے اتنے، میرا مطلب ہے کہ ایک ہزار دروازے کیوں بنائے گئے ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے کیا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ بہت خاص وجہ ہے''...... ارشنگ جن نے جواب دیا۔

''کیا تم مجھے وہ خاص وجہ بتا سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ تمہارے اس سوال کا جواب سردار دے سکتا ہے۔ میں نہیں''...... ارشنگ جن نے جواب دیا۔

''تو تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں تمہیں جناتی دنیا میں پہنچا سکتا ہوں اور بس''...... ارشنگ جن نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ہر دس قدم کے بعد جن اسے رکنے کا کہتا اور پھر عمران کو ایسی آواز سنائی دیتی جیسے واقعی کوئی پرانا اور انتہائی زنگ آلود دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ کھولا جا رہا ہو۔ دروازہ کھلنے سے اس قدر تیز چرچراہٹ ہوتی

تھی کہ عمران کو وہ آواز اپنے کانوں میں گونجتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور عمران بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتا تھا۔

"یہ دس دس قدم بھی مجھے بے حد بھاری معلوم ہو رہے ہیں۔ ایک ہزار دروازوں تک جانے کے لئے مجھے نجانے کب تک چلتے رہنا پڑے گا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کسی آدم زاد کا ہماری دنیا میں جانا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہ تو تمہاری خوش قسمتی ہے ورنہ کسی آدم زاد کو ان راستوں پر بھی نہیں آنے دیا جاتا ہے"...... ارشنگ جن نے کہا۔

"اچھی خوش قسمتی ہے۔ مسلسل چل چل کر میری ٹانگیں سوجنا شروع ہو گئی ہیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"مطلب تم تھک گئے ہو"...... ارشنگ جن نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کہو تو میں تمہیں اپنے سر پر بٹھا لوں"...... ارشنگ جن نے کہا۔

"نہیں۔ اگر تم گنجے ہوئے اور میں پھسل گیا تو مجھے اس بات کا بھی اندازہ نہیں ہو سکے گا کہ میں کتنی منزلوں کی بلندی سے گرا ہوں"...... عمران نے کہا۔ عمران نے یہ بات ارشنگ جن کے قد کاٹھ کے حوالے سے کی تھی۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ اس جن کا قد نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"کیا مطلب"...... ارشنگ جن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی مطلب نہیں ہے۔ بس تم چلتے رہو"...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"اچھی بات ہے"...... ارشنگ جن نے کہا اور ایک بار پھر چلنا شروع ہو گیا۔ عمران مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق رسی پکڑے چلتا رہا۔ مسلسل چل چل کر واقعی اس کی ٹانگیں شل ہوتی جا رہی تھیں اور ارشنگ جن جیسے رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"کیا تم تھکتے نہیں ہو"...... عمران نے تنگ آ کر ارشنگ جن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ جنات میں تھکاوٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی"۔ ارشنگ جن نے جواب دیا۔

"تو کیا تمہاری ٹانگوں میں سلاخیں گڑی ہوئی ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ارشنگ جن نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ رسی تھامے عمران کو آگے ہی آگے لئے جا رہا تھا۔ دروازوں پر دروازے کھلتے جا رہے تھے اور عمران کا چل چل کر برا حال ہوتا جا رہا تھا۔ وہ صرف اسی وقت رکتا تھا جب ارشنگ جن کو اگلا دروازہ کھولنا ہوتا تھا۔

اللہ اللہ کر کے آخر کار ارشنگ جن، عمران کو لے کر آخری دروازے پر پہنچ گیا۔ اس وقت تک عمران کو اپنی ٹانگیں سوجی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بس وہیں گر پڑے اور دیر تک پڑا رہے جب تک اس کی ٹانگوں کی سوجن ختم نہیں ہو

جاتی۔ ارشنگ جن دروازہ کھول رہا تھا اور حسب معمول آخری دروازے کے پیچھے بھی اندھیرے کا راج تھا۔

''آؤ۔ میں نے آخری دروازہ کھول دیا ہے۔ اس دروازے سے گزرتے ہی تم جناتی دنیا میں پہنچ جاؤ گے''...... ارشنگ جن کی آواز سنائی دی۔

''بس۔ اب مجھ میں ہمت نام کی کوئی چیز نہیں ہے جن بھائی۔ اب یا تو مجھے یہیں پڑا رہنے دو یا پھر مجھے اٹھا کر لے چلو۔ میری ٹانگوں میں اب اتنی بھی جان نہیں ہے کہ میں ایک قدم بھی آگے بڑھا سکوں''...... عمران نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تمہاری ٹانگیں تو واقعی بے حد سوجی ہوئی ہیں اور تم بے حد تھکے ہوئے بھی معلوم ہو رہے ہو''...... ارشنگ جن نے کہا جیسے وہ اندھیرا ہونے کے باوجود عمران کی حالت دیکھ سکتا ہو۔

''میرا تو سر بھی گھوم رہا ہے اور مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے ستارے سے ناچتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''بس اب تمہارا سفر ختم ہو گیا ہے۔ یہ آخری دروازہ ہے۔ تھوڑی سی اور ہمت کر لو پھر تم ہمارے سردار کے سامنے ہو گے''۔ ارشنگ جن نے کہا۔

''ہونہہ۔ چلو''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ اسی لمحے رسی تن گئی، عمران سمجھ گیا کہ ارشنگ جن آگے بڑھ گیا ہے۔ عمران نے بھی

قدم آگے بڑھا دیئے۔ اس نے ابھی دو تین قدم ہی آگے بڑھائے ہوں گے کہ اسی لمحے اس کے نتھنوں میں تیز اور انتہائی خوشگوار خوشبو ٹکرائی۔ خوشبو اس قدر مہین اور دلفریب تھی کہ عمران کو اپنا دماغ معطر ہوتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

''بہت مہین خوشبو ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ جناتی دنیا اسی خوشبو سے مہکتی رہتی ہے''...... ارشنگ جن نے کہا۔ وہ عمران کو لے کر جیسے مختلف راستوں پر چلا جا رہا تھا۔ وہاں بھی اندھیرا تھا۔ اس اندھیرے میں عمران کو ہر طرف سرخ رنگ کی بڑی بڑی آنکھیں چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ آنکھیں ارشنگ جن کی آنکھوں جیسی تھیں جو آگ کی طرح دہک رہی تھیں۔ سرخ آنکھوں کی تعداد بے حد زیادہ تھی اور وہ سب جیسے عمران کو ہی گھور رہی تھیں ساتھ ہی ہر طرف سے ایسی غراہٹوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے وہاں بے شمار خونخوار بھیڑیئے غرا رہے ہوں۔

''یہ سب کون ہیں''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یہ جناتی دنیا کے جنات ہیں۔ تمہیں یہاں دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں''...... ارشنگ جن نے کہا۔

''کیوں۔ کیا انہوں نے پہلے کبھی کسی انسان کو نہیں دیکھا''۔ عمران نے پوچھا۔

''دیکھا ہے لیکن اپنی دنیا میں کسی آدم زاد کو داخل ہوتے یہ پہلی

بار دیکھ رہے ہیں''...... ارشنگ جن نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا کر کہا۔

''ہاں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اس لئے یہ تمہارے نزدیک آنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں ورنہ یہ تمہیں ایک لمحے میں چیر پھاڑ کر رکھ دیتے''...... ارشنگ جن نے کہا۔

''تمہارا شکریہ بھائی کہ تم میرے ساتھ ہو''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ غراہٹوں کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر ایک جگہ ارشنگ جن رک گیا۔

''کیا بات ہے ارشنگ جن۔ یہاں کیوں آئے ہو اور تمہارے ساتھ ایک آدم زاد کیا کر رہا ہے''...... اچانک ایک گرجدار آواز سنائی دی جیسے ارشنگ جن کے سامنے اور کوئی جن کھڑا اس سے پوچھ رہا ہو۔

''اس آدم زاد کو سردار نے بلایا ہے۔ اس کے پاس سردار کے ہاتھ کا لکھا ہوا پیغام ہے''...... ارشنگ جن نے جواب دیا۔

''اوہ ٹھیک ہے۔ میں سردار کو اندر جا کر بتا دیتا ہوں''۔ دوسرے جن نے کہا اور ایک لمحے کے لئے وہاں خاموشی چھا گئی۔

''ہم کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم اس وقت سردار ابو شوہول جن کی جھونپڑی کے سامنے کھڑے ہیں''...... ارشنگ جن نے کہا۔

''کیا جنات جھونپڑیوں میں رہتے ہیں''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ ہم سادہ اور پرسکون زندگی گزارتے ہیں۔ تمہاری دنیا کی طرح ہمیں بڑے بڑے مکانات اور محل بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تم انسانوں میں لالچ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے جس کی وجہ سے تمہاری دنیا میں ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلا کاٹنے میں مصروف ہے''...... ارشنگ جن نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات درست ہے۔ واقعی ہم انسانوں کی تباہی کی اصل وجہ لالچ ہی ہے جو ہمیں ایک دوسرے سے دور بھی کرتی ہے اور بھائی کو بھائی کا دشمن بھی بنا دیتی ہے۔ اگر ہم میں لالچ ختم ہو جائے تو دنیا میں انسانوں سے بڑھ کر بہتر اور کوئی ذی روح نہیں۔ ہمیں اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے لیکن لالچ میں پڑ کر ہم اپنے اس درجے کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اسے اندر بھیج دو۔ سردار بلا رہے ہیں''...... اچانک وہی آواز سنائی دی۔

''جاؤ۔ اندر جاؤ''...... ارشنگ جن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن اندھیرے میں مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں مجھے کہاں جانا ہے''...... عمران نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

''ناک کی سیدھ میں چلے جاؤ۔ جیسے ہی تم سردار کی جھونپڑی

میں داخل ہو گے تمہاری آنکھوں کے سامنے سے اندھیرے کا پردہ اٹھا لیا جائے گا''...... ارشنگ جن نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور رسی چھوڑ کر ناک کی سیدھ میں آگے بڑھنے لگا۔ ابھی اس نے چند قدم ہی بڑھائے ہوں گے کہ اچانک اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے قدم جیسے زمین سے جم گئے۔ اسی لمحے اچانک وہاں روشنی کا سیلاب سا آ گیا۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ عمران کی آنکھیں خیرہ ہوگئی تھیں۔

''خوش آمدید علی عمران۔ میں جناتی دنیا کا سردار ابو شوہول تمہیں جناتی دنیا میں خوش آمدید کہتا ہوں''...... اچانک ایک تیز اور انتہائی گرجدار آواز عمران کی سماعت سے ٹکرائی۔ عمران چند لمحے آنکھیں مسلتا رہا۔ چند لمحوں کے بعد اس کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ گھاس پھونس کی بنی ہوئی ایک گول جھونپڑی میں موجود تھا۔ گھاس پھونس سنہری رنگ کی تھی جس سے روشنی پھوٹتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں پھیلنے والی تیز روشنی اسی گھاس کی تھی جس نے جھونپڑی کو منور کر رکھا تھا۔ زمین پر بھی ہر طرف سنہری گھاس بچھی ہوئی تھی۔ سامنے ایک بڑی سی سونے کی کرسی رکھی ہوئی تھی جس کے گرد سنہری جھالروں والا بڑا سا پردہ لٹک رہا تھا اور سنہری کرسی پر ایک انتہائی ضعیف انسان بیٹھا ہوا تھا۔ اس انسان نے سبز رنگ کا لبادے نما لباس پہن رکھا تھا۔ اور اس کے سر پر لمبی اور گول ٹوپی تھی۔ بوڑھے

کے سر کے بال اور داڑھی مونچھیں برف کی طرف سفید تھیں اور اس کی داڑھی اس کی ناف تک آ رہی تھی۔ بوڑھے کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں جو سرخی سے بھری ہوئی تھیں اور وہ تخت پر بیٹھا عمران کی جانب بڑی دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بوڑھے کا قد عام انسانوں سے کہیں لمبا تھا اور اس کے چہرے پر سرخی ہی سرخی چھائی ہوئی تھی۔

''کیا آپ ابو شوہول ہیں''...... عمران نے حیرت سے اس بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو شکل وصورت سے ایک انسان جیسا ہی دکھائی دے رہا تھا۔

''ہاں۔ میں ابو شوہول ہوں۔ سردار ابو شوہول جن''..... بوڑھے نے مسکرا کر جواب دیا۔

''لیکن آپ تو انسانوں جیسے دکھائی دے رہے ہیں اور آپ کا لباس۔ یہ بھی انسانوں کے طرز کا ہی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے تمہارے سامنے اس روپ میں آنا چاہئے تھا جس روپ میں تم نے کھنڈرات کے باہر کیانگ جن کو دیکھا تھا''...... بوڑھے نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں تو ویسے ہی ایک بات کر رہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے اصل روپ دیکھنے کی خواہش مت کرنا بیٹا۔ ہمارے

اصل روپ دیکھنا تمہارے لئے ممکن نہیں ہو گا۔ میں نے یہ روپ تمہارے لئے دھارا ہے تاکہ تم مجھے دیکھ کر ڈر نہ جاؤ''...... ابو شوہول نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ آپ کا اصل روپ نہیں ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''نہیں۔ اچھا چھوڑو ان باتوں کو اور بیٹھ جاؤ۔ تم بہت تھکے ہوئے ہو۔ پہلے میں تمہیں ایک مشروب پلاتا ہوں۔ اس مشروب کو پی کر تمہاری ساری تھکان ختم ہو جائے گی اور تم ہشاش بشاش ہو جاؤ گے۔ پھر ہم بیٹھ کر آرام سے باتیں کریں گے''...... ابو شوہول نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی تو اچانک جھونپڑی کی ایک دیوار میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہوا اور وہاں سے سیاہ رنگ کا ایک چمگادڑ نکل کر باہر آ گیا اور ہوا میں معلق ہو کر زور زور سے پر مارنے لگا۔

''جاؤ۔ مہمان کے لئے آبِ سرخ لاؤ''...... ابو شوہول نے چمگادڑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو چمگادڑ فوراً مڑا اور واپس اس سوراخ میں چلا گیا جس سے وہ نکل کر باہر آیا تھا۔ دوسرے لمحے دیوار کا سوراخ بند ہو گیا۔

چمگادڑ کے جاتے ہی ابو شوہول نے اپنی انگلی اٹھا کر عمران کے دائیں طرف جھٹکی تو اچانک جھماکہ ہوا اور عمران کے قریب سنہرے رنگ کی ایسی ہی کرسی نمودار ہو گئی جیسی ابو شوہول کی تھی۔

''بیٹھ جاؤ''...... ابو شوہول نے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور ایک انتہائی حسین لڑکی اندر آ گئی۔ اس لڑکی نے سنہری رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں نیلے رنگ کی چمکدار اور بے حد بڑی بڑی تھیں اور وہ ابو شوہول کی طرف دراز قد تھی۔ لڑکی کے چہرے پر جالی دار نقاب تھا۔ لڑکی کے چہرے پر نور سا برستا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ واقعی جنت کی حور جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں سونے کی ایک ٹرے تھی جس میں دو لمبے چاندی کے گلاس رکھے ہوئے تھے گلاسوں پر ٹشو جیسا باریک جالی والا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ لڑکی نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں ٹرے عمران کی طرف بڑھا دی۔

''یہ آبِ سرخ ہے بیٹا۔ لے لو۔ اسے پی کر تمہاری ساری تھکاوٹ ختم ہو جائے گی''...... ابو شوہول نے کہا اور عمران نے شکریہ کہتے ہوئے ٹرے سے ایک گلاس اٹھا لیا۔ جیسے ہی عمران نے گلاس اٹھایا لڑکی دوسرا گلاس لے کر ابو شوہول کے سامنے آ گئی اور اس نے دوسرا گلاس ابو شوہول کو پیش کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ''...... ابو شوہول نے ٹرے سے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور خالی ٹرے لے کر مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی جھونپڑی سے نکلتی چلی گئی۔

عمران نے گلاس سے جالی دار کپڑا اٹھایا تو اسے گلاس میں سرخ رنگ کا مشروب دکھائی دیا جس سے انتہائی دلفریب اور نفیس خوشبو آ رہی تھی۔

''یہ کس چیز کا مشروب ہے''...... عمران نے ابو شوہول سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یہ سرخ عنابوں کا مشروب ہے بیٹا۔ گھبراؤ نہیں۔ یہ شراب نہیں ہے جو دین اسلام میں حرام قرار دی گئی ہے''...... ابو شوہول نے کہا اور اس کا جواب سن کر عمران نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے گلاس ہونٹوں سے لگایا اور آبِ سرخ کے سپ لینے لگا۔ آبِ سرخ مشروب واقعی انتہائی لذیذ اور خوش ذائقہ تھا۔ ایک دو سپ لیتے ہی عمران کو اپنا دماغ تر و تازہ ہوتا ہوا محسوس ہوا تو وہ مشروب غٹا غٹ پیتا چلا گیا اور مشروب پیتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں واقعی نئی طاقت اور توانائی کی لہریں سی بھرتی چلی جا رہی ہوں۔ عمران کا دماغ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں فریش ہو گیا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بے حد ہلکا پھلکا ہو گیا ہو۔ اس کی ساری تھکاوٹ ایک لمحے میں کافور ہو گئی تھی۔

''اب کیسا محسوس کر رہے ہو''...... ابو شوہول نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران نے غور سے دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ ابو شوہول پلکیں نہیں جھپکا رہا تھا۔ وہ یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''میں خود کو بے حد ہلکا پھلکا اور فریش محسوس کر رہا ہوں جیسے مجھ پر تھکاوٹ کبھی غالب ہی نہ آئی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آبِ سرخ سے انسانی جسم بے حد پرسکون اور لطیف ہو جاتا ہے اور انسان کی ساری تھکاوٹ اور پریشانیاں زائل ہو جاتی ہیں''...... ابو شوہول نے کہا۔

''کیا اب میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ضرور۔ پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے''...... ابو شوہول نے نرم لہجے میں کہا۔

''سب سے پہلے یہ بتائیں کہ جناتی دنیا میں لانے کے لئے مجھے تاریک راستوں سے کیوں گزارا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''یہ جنات کی دنیا ہے بیٹا اور یہ انسانی نظروں سے پوشیدہ رہے اسی میں جن و انس کی بھلائی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ دنیا کا کوئی انسان ہمارے رہن سہن اور ہماری طرز زندگی کو دیکھے۔ ہمارا جو ماحول ہے وہ صرف ہمارا ہی ہے اس سے کسی انسان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ باتیں اگر کوئی انسان جان لے تو بہت سی پریشانیاں کھڑی ہو سکتی ہیں اور ہم ان پریشانیوں سے بچنا چاہتے ہیں۔ تم نیک اور شریف انسان ہو لیکن ہم اپنے اصولوں پر کاربند رہتے ہیں جو ہم کسی کے لئے بھی نہیں توڑ سکتے اس لئے تم سے بھی جناتی دنیا کو مخفی رکھا گیا ہے''...... ابو شوہول نے کہا۔

”اور یہ ایک ہزار دروازے جن سے مجھے گزار کر یہاں لایا گیا ہے۔ کیا آپ مجھے اس راز سے بھی آگاہ نہیں کریں گے“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ اتنا بڑا راز نہیں ہے جو تم سے چھپایا جا سکے“۔ ابو شوہول نے کہا۔

”تو پھر بتائیں۔ کیا راز ہے ایک ہزار دروازوں کا“...... عمران نے کہا۔

”یہ دروازے ہمارے لئے تمہاری دنیا میں جانے کے راستے ہیں بیٹا۔ ہم ان دروازوں سے دنیا کے کسی بھی حصے میں جا سکتے ہیں۔ آسانی کے لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ان میں سے ایک دروازہ کھول کر ہم تمہارے ملک پاکیشیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ دوسرا دروازہ ایکریمیا میں کھلتا ہے اور تیسرا کسی اور ملک میں۔ ایک ہزار دروازوں کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان دروازوں کو کھول کر ایک ہزار مختلف ملکوں یا علاقوں میں جا سکتے ہیں“...... ابو شوہول نے کہا۔

”حیرت ہے۔ محض ایک دروازہ کھول کر آپ ایکریمیا، روسیا، باچان، کرانس، گریٹ لینڈ اور دنیا کے کسی بھی ملک میں پہنچ جاتے ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ یہ سب ہم نے اپنی آسانی کے لئے کر رکھا ہے تاکہ ضرورت کے وقت ہم جلد سے جلد اور آسانی سے کہیں بھی جا سکیں“...... ابو شوہول نے کہا۔

”کیا ان دروازوں سے گزر کر میں بھی کسی ملک میں پہنچ سکتا ہوں چاہے وہ دنیا کے آخری سرے پر ہی کیوں نہ ہو“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ہم ان دروازوں سے گزار کر تمہیں دنیا کے کسی بھی حصے میں پہنچا سکتے ہیں“...... ابو شوہول نے مسکرا کر کہا۔

”تب پھر آپ مجھے کوئی ایسا پرمٹ دے دیں کہ میں جب چاہوں ان دروازوں کو کھول کر اپنے ساتھیوں کو لے کر کسی بھی ملک پہنچ جایا کروں۔ خاص طور پر اسرائیل اور دشمن ممالک میں جانے کے لئے ہمیں سرحدیں کراس کرنے کے لئے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کم از کم اس سے جان تو چھوٹ جائے گی اور ہمیں طویل سفر بھی نہیں کرنا پڑے گا“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو ابو شوہول بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ دروازے جناتی دنیا کے جنات کے لئے ہیں بیٹا۔ ان کا استعمال کوئی آدم زاد نہیں کر سکتا ہے“...... ابو شوہول نے کہا۔

”اچھا چھوڑیں اور اب مجھے بتائیں کہ آپ کا مجھے یہاں بلانے کا اصل مقصد کیا تھا“...... عمران نے مطلب کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں آران کے ان انسانوں کی شکلیں دکھانا چاہتا ہوں بیٹا جن پر ہماری دنیا کے چند جنات نے قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ شیطان جن ہیں لیکن چونکہ ان کا تعلق ہماری دنیا سے ہے اس لئے

میں انہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ جس طرح سے یہاں سے گئے ہیں اسی طرح سے واپس آ جائیں اور وہ اس شیطانی انسان کے چنگل سے نکل جائیں جس نے انہیں شیطانی عمل کر کے اپنے قبضے میں کیا تھا''...... ابوشوہول نے کہا۔

''آپ کا اشارہ شاید اسرائیلی وچ ڈاکٹر کرس کی طرف ہے''۔ عمران نے ابوشوہول کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی کو شیطان کہہ رہا ہوں''...... ابوشوہول نے جواب دیا۔

''تو کیا آپ ہماری دنیا میں گئے ہوئے جنات کو میرے ذریعے فنا کرانا چاہتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں انہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ وہ اس وقت شیطانی آدم زاد کی گرفت میں ہیں۔ اگر وہ اس شیطانی آدم زاد کی گرفت سے آزاد ہو جائیں اور واپس جناتی دنیا میں آ جائیں تو میں انہیں راہِ راست پر لا سکتا ہوں''...... ابوشوہول نے کہا۔

''تو پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں شیطانی آدم زاد کی گرفت سے نکالنے میں ہماری مدد کرو''...... ابوشوہول نے کہا۔

''اور میں آپ کی یہ مدد کیسے کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میں تمہیں جناتی دنیا کے ایک علاقے شاخ کرال کے درخت

کی ایک چھڑی دوں گا جو جناتی دنیا کے ایک جناتی درخت کی ہو گی۔ شاخ کرال کی چھڑی کو لے کر تم ان آدم زادوں کے سامنے جانا جن پر جنات حاوی ہیں۔ تم شاخ کرال کی چھڑی ان آدم زادوں کے سروں پر مار دینا۔ جیسے ہی تم کسی آدم زاد کے سر پر شاخ کرال کی چھڑی مارو گے اسی لمحے اس آدم زاد کے سر پر سوار ہماری دنیا کا جن تمہارے سامنے آ جائے گا۔ جن جیسے ہی تمہارے سامنے آئے تم اسے بھی شاخ کرال کی چھڑی مار دینا۔ شاخ کرال کی چھڑی کے لگتے ہی وہ جن بے ہوش ہو جائے گا اور دھواں بن کر فوراً اپنی دنیا میں آ جائے گا اور اس کے یہاں آتے ہی میں اسے قابو کر لوں گا اور اس پر شیطانی آدم زاد کا کیا ہوا سحر ختم کر دوں گا اور وہ دوبارہ جناتی دنیا کا باسی بن جائے گا''...... ابوشوہول نے کہا۔

''شاخ کرال کی چھڑی کی ضرب کھا کر جن جب آرانی سائنس دان کے سر سے اترے گا تو کیا وہ مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ دھواں بن کر اس انسان کی ناک کے راستے باہر آئے گا۔ دھواں اس انسان کے سامنے مجسم ہونا شروع ہو جائے گا۔ مجسم ہوتے ہوئے دھویں سے پہلے تمہارے سامنے اس جن کا سر اور چہرہ نمودار ہو گا۔ اس سے پہلے کہ اس کا باقی وجود دھویں سے اصلی روپ میں آئے تم فوراً اس کے سر پر شاخ کرال کی چھڑی کا وار کر

دینا۔ ایسا کرنے سے جن کا مجسم ہونے والا سر پھر سے دھویں میں تبدیل ہو کر وہ دھویں کی شکل میں ہی وہاں سے غائب ہو جائے گا اور واپس یہاں آ جائے گا اگر اس کا دھویں کا بنا ہوا وجود مجسم ہو گیا تو پھر وہ تمہارے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے اور تم پر حملہ کر کے تمہیں فوراً موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے اس لئے تمہیں انتہائی ہوشیاری اور تیزی سے کام کرنا پڑے گا تاکہ جن تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے''...... ابوشوہول نے کہا۔

''شاخ کرال کی چھڑی مارنے سے اس انسان کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا جس کے سر پر جن سوار ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ شاخ کرال کی چھڑی کے اگلے سرے پر کانٹے ہیں تمہیں چھڑی کے کانٹوں والا حصہ ان کے سروں پر مارنا ہو گا تاکہ ان کے سر سے خون نکل آئے چاہے وہ خون کی دو بوندیں ہی کیوں نہ ہو۔ جب تک ان انسانوں کے سر سے خون نہیں نکلے گا جن انہیں آزاد نہیں کریں گے''...... ابوشوہول نے کہا۔

''مطلب یہ کہ مجھے اس انسان اور جناتی دنیا کے جنات سے کوئی خطرہ نہیں ہے مجھے بس ان کے سروں پر شاخ کرال کی چھڑیاں رسید کرنی ہیں اور بس''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ خطرہ تو بہرحال ہے۔ جب تم شاخ کرال کی چھڑی لے کر اس آدم زاد کے سامنے جاؤ گے جس کے سر پر جن سوار ہے تو وہ انسان تمہیں آسانی سے اپنے نزدیک نہیں آنے دے گا۔ اس

کے سر پر سوار جن اس کے جسم میں جناتی طاقت بھر دے گا اور اگر اس انسان نے تم پر حملہ کیا تو وہ تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے۔ تم کوشش کرنا کہ اس انسان کے سر پر اس وقت شاخ کرال کی چھڑی رسید کرنا جب وہ سو رہا ہو۔ جس انسان پر جن سوار ہو جب وہ سوتا ہے تو اس کے ساتھ جن کو بھی سونا پڑتا ہے اور پھر جن اس انسان کے جاگنے پر ہی جاگتا ہے''...... ابوشوہول نے کہا۔

''یہ میرے لئے واقعی نئی اور حیرت انگیز بات ہے کہ جس انسان پر جنات سوار ہوتے ہیں اور وہ انسان سو جائے تو اس کے ساتھ جنات بھی سو جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ بات اپنے تک ہی محدود رکھنا۔ تمہیں چونکہ اپنی دنیا کے آدم زادوں اور ہماری دنیا کے جنات کی مدد کے لئے یہاں بلایا گیا ہے اس لئے میں تمہیں خاص طور پر یہ بات بتا رہا ہوں تاکہ تمہیں شیطان صفت انسان کی گرفت میں آنے والے جنات اور آدم زادوں سے نقصان نہ ہو ورنہ یہ باتیں ہمیں کسی آدم زاد کو بتانے کی اجازت نہیں ہے''...... ابوشوہول نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کے بارے میں اور جنات کی دنیا کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اس کے لئے میں تمہارا احسان مند رہوں گا''...... ابوشوہول نے کہا۔

''کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ کی دنیا کے کتنے جنات

ہیں جنہوں نے آرانی سائنس دانوں کو اپنے قبضے میں لے رکھا ہے“......عمران نے کہا۔

”ان جنات کی تعداد پانچ ہے بیٹا ان کے نام میں خط میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ ان کے نام ڈامگا، ڈوراما، ساڈونگا، شارغ اور شوٹام ہیں اور یہ پانچوں آران کے پانچ آدم زادوں کے سروں پر سوار ہیں جنہیں تم سائنس دان کہہ رہے ہو۔ رکو میں تمہیں ان آدم زادوں اور جنات کی شکلیں دیکھا دیتا ہوں“......ابوشوہول نے کہا اور اس نے زور سے تالی بجائی تو اچانک جھونپڑی کی ایک دیوار پر سیاہ رنگ کا ایک چوکور تختہ سا پھیلتا چلا گیا۔ عمران حیرت سے اس تختے کو دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے تختہ پر بجلی سی کوندی اور تختہ کسی سکرین کی طرح روشن ہوتا چلا گیا۔

کاسانی صحرا میں میدانی علاقے کم اور پہاڑی علاقے زیادہ تھے۔ وہاں چھوٹی بڑی پہاڑیوں کے طویل سلسلے پھیلے ہوئے تھے اور یہ تمام پہاڑیاں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ ان میں بہت سے پہاڑیاں ریتیلی تھیں لیکن زیادہ پہاڑیاں چٹیل تھیں جن پر ریت کے بادل اُڑتے رہتے تھے اور دیکھنے میں وہ پہاڑیاں بھی ریت کی ہی بنی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔

کرنل ولید، جولیا اور اس کے ساتھیوں کو لے کر کاسانی صحرا پہنچ گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے دونوں ساتھی ابوجعفر اور ابوتاراب بھی تھے۔

کرنل ولید نے جولیا کو ان کی ڈیمانڈ کے مطابق ہر قسم کا اسلحہ مہیا کر دیا تھا تاکہ ضرورت کے وقت وہ نہ صرف اپنا دفاع کر سکیں بلکہ اپنے سامنے آنے والی فورس کا بھرپور انداز میں مقابلہ بھی کر سکیں۔ ان سب نے کمروں پر سفری تھیلے لاد لئے تھے جن میں

اسلحے سمیت کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں موجود تھیں۔ انہیں چونکہ غار در غار طویل سفر کرنا تھا اور ابو جعفر اور ابو تاراب کے کہنے کے مطابق انہیں نشیبی سرنگوں میں بھی جانا تھا جہاں آکسیجن کم ہو سکتی تھی اس لئے کرنل ولید نے انہیں منی آکسیجن سلنڈروں کے ساتھ آکسیجن ماسک بھی مہیا کر دیئے تھے تاکہ جہاں انہیں ضرورت ہو وہ مصنوعی آکسیجن لے کر اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔

کرنل ولید ان سب کو دو ہیلی کاپٹروں میں یہاں لایا تھا اور وہ سب اس وقت ایک پہاڑی کے قریب کھڑے تھے جس میں ایک غار کا بڑا سا دہانہ کھلا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور غار دور تک متوازی جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ابو تاراب اور ابو جعفر کے کہنے کے مطابق انہیں یہ سفر اسی غار سے کرنا تھا۔

''میری اطلاعات کے مطابق نائٹ فورس کا ڈیتھ گروپ اسی صحرا میں موجود ہے۔ اس گروپ کی کمانڈ لیڈی ڈیتھ کے ہاتھوں میں ہے جس نے صحرا کے ہر حصے پر اپنی فورس پھیلا دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ لیڈی ڈیتھ ان پہاڑی غاروں کے بارے میں بھی جانتی ہو اس لئے آپ سب کو اپنا سفر انتہائی ہوشیاری سے اور محتاط رہ کر کرنا ہو گا۔ اگر لیڈی ڈیتھ کو اس بات کی بھنک مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور آرانی ایجنٹ پہاڑی غاروں میں سفر کر رہے ہیں تو وہ آپ سب کو ہلاک کرنے کے لئے ان پہاڑیوں کو آتش فشاں پہاڑوں میں تبدیل کر دے گی''...... کرنل ولید نے ان

ب سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں''...... تنویر نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو غاروں میں انتہائی برق رفتاری سے سفر کرنا ہو گا یونکہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ لیڈی ڈیتھ نے صحرا میں کہاں یرے ڈال رکھے ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ سب کا شکار رنے کے لئے غاروں کے اندر ہی چھپی بیٹھی ہو۔ آپ کو اس ے بہت محتاط رہنا پڑے گا کیونکہ وہ خود کو ایک ایسی شیرنی سمجھتی ہے جو شکار بھی خود کرتی ہے اور اپنے شکار کو اپنے نوکیلے پنجوں سے ر پھاڑ کر بھی رکھ دیتی ہے''...... کرنل ولید نے کہا۔

''اس شیرنی کا شکار تو میں کروں گا بلکہ اس کے ساتھ آنے والی ا کی فورس کا بھی''...... تنویر نے کہا۔

''گڈ شو۔ تو پھر آپ جائیں۔ میری اور میری قوم کی دعائیں پ سب کے ساتھ ہیں''...... کرنل ولید نے کہا۔

''کیا ان غاروں میں ہمیں پیدل سفر کرنا پڑے گا''...... خاور ، پوچھا۔

''جی ہاں۔ پہاڑیوں میں موجود غار کافی تنگ ہیں جن سے یں نہیں گزر سکتیں۔ بعض غار تو اتنے تنگ ہیں کہ ان میں سے ل سے پھنس پھنسا کر ایک ہی آدمی نکل سکتا ہے۔ اس لئے تل ب تک کا یہ سفر آپ کو ایسے ہی طے کرنا پڑے گا''...... کرنل ولید

نے کہا۔

''ہم کب تک یہ سارا صحرا پار کر لیں گے اور کب اسرائیل پہنچیں گے''...... چوہان نے پوچھا۔

''آپ کو کم از کم آٹھ روز تک سفر کرنا پڑے گا اور اگر آپ آرام کم کریں گے اور سفر زیادہ تو یہ سفر چھ روز کا رہ جائے گا لیکن چونکہ مسلسل سفر جاری رکھنا ناممکن ہے اس لئے سات سے آٹھ روز تو لگ ہی جائیں گے''...... کرنل ولید نے جواب دیا۔

''چھ روز بہت زیادہ ہیں۔ ہمیں تیز رفتاری سے اپنا سفر پورا کرنا پڑے گا۔ ہم کوشش کریں گے کہ چار سے پانچ روز میں اپنا سفر پورا کر لیں''...... جولیا نے کہا تو کرنل ولید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ دیر تک وہ آپس میں باتیں کرتے رہے پھر انہوں نے اللہ کا نام لیا اور اس پہاڑی کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے جس میں ایک غار کا دہانہ کھلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

غار شروع شروع میں کافی کشادہ تھا۔ وہ اطمینان سے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے غار تنگ اور تاریک ہوتا جا رہا تھا۔ ان سب نے سروں پر ایسے ہیلمٹ پہن رکھے تھے جیسے عام طور پر کانوں میں کام کرنے والے کان کن پہنتے ہیں۔ ان ہیلمٹس پر ٹارچیں لگی ہوتی ہیں تاکہ وہ اندھیرے میں ان کی روشنی سے کام چلا سکیں۔ غار کے اندھیرے حصے میں آتے ہی ان سب نے ہیلمٹس پر لگی ہوئی ٹارچیں آن کر لیں۔

''بھورے سانپ اور بھورے بچھو کن علاقوں میں ہیں''۔ آگے بڑھتے ہوئے صفدر نے آرانی ایجنٹ ابو جعفر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''وہ زیادہ تر تنگ اور انتہائی تاریک غاروں میں رہتے ہیں اور تنگ و تاریک غار یہاں سے بہت دور ہیں لیکن آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سب نے جو لباس پہن رکھے ہیں۔ ان مخصوص لباسوں کی وجہ سے ہم پر کوئی بھورا سانپ اور بچھو حملہ نہیں کرے گا۔ ان لباسوں میں کرسٹل میٹل کے وائر لگے ہوئے ہیں جن سے ایسی ریز نکلتی ہے جو ان سانپوں اور بچھوؤں کو ہم سے دور بھگا دے گی''...... ابو جعفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ان سب کو واقعی کرنل ولید نے خصوصی لباس پہنا کر روانہ کیا تھا تاکہ وہ غاروں میں موجود زہریلے سانپوں اور بچھوؤں سے محفوظ رہ سکیں۔

''آگے تاریکی بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمیں اس بات کا کیسے پتہ چلے گا کہ لیڈی ڈیتھ اپنے اسکوارڈ کے ساتھ ان غاروں میں موجود ہے یا نہیں۔ اس نے تاریکی کا فائدہ اٹھا کر ہم پر اچانک حملہ کر دیا تو ہم اس کے حملے سے خود کو کیسے محفوظ رکھ سکیں گے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہم آپ کو ان غاروں میں سے گزار کر لے جائیں جہاں لیڈی ڈیتھ اور اس کی رس کا خیال بھی نہ جاتا ہو۔ ہم ان غاروں میں اکثر سفر کرتے

رہتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ کن غاروں میں ہمارے لئے خطرہ ہوسکتا ہے''...... ابوجعفر نے کہا۔

''تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ ان غاروں میں لیڈی ڈیتھ اور اس کی فورس سے مڈبھیڑ ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہے''۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''امید تو یہی ہے لیکن لیڈی ڈیتھ کا کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ اچانک کہاں سے ٹپک پڑے وہ بے حد کائیاں عورت ہے۔ خطرے کی بو دور سے سونگھ لیتی ہے اور فوراً اپنے دشمنوں کے سروں پر پہنچ جاتی ہے''...... ابوتاراب نے کہا۔

''کیا تم نے لیڈی ڈیتھ کو دیکھا ہے''...... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ لیکن میں نے اس کی بہت تعریف سنی ہے''...... ابوتاراب نے جواب دیا۔

''اگر تمہیں لیڈی ڈیتھ کے بارے میں اتنا سب معلوم ہے تو پھر تمہیں اس بات کا بھی اندازہ ہوگا کہ وہ ان غاروں میں ہم پر کس مقام پر اٹیک کرسکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے بھی اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے''...... ابوتاراب نے جواب دیا۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ وہ تین سے چار گھنٹے مسلسل چلتے

رہے پھر جب چل چل کر وہ تھک گئے تو انہوں نے ایک کھلے غار میں کچھ دیر ریسٹ کرنا مناسب سمجھا۔ انہوں نے ہیلمٹس پر لگی ہوئی ٹارچیں بجھا دیں تھیں۔ کرنل ولید نے روشنی کے لئے انہیں پیٹرومیکس لیمپس بھی دیئے تھے جو ابوتاراب اور ابوجعفر کے سامان میں تھے۔ ان دونوں نے ایک ایک پیٹرومیکس لیمپ نکال کر انہیں روشن کر دیا۔ جن کی روشنی سے پورا غار روشن ہوگیا تھا۔ یہ غار کا ایک گول اور بڑا حصہ تھا جو کسی بڑے گنبد کی طرح اوپر سے ابھرا ہوا تھا۔ غار کے اس حصے میں کئی چھوٹے بڑے غاروں کے دہانے دکھائی دے رہے تھے جو مختلف اطراف کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ غاروں کے یہ دہانے کافی تنگ اور تاریک تھے۔

''اب ہمیں ان غاروں میں ایک دوسرے کے پیچھے سفر کرنا ہوگا کیونکہ ان غاروں میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ دو افراد ایک دوسرے کے ساتھ چل سکے''...... ابوجعفر نے کہا۔ اسی لمحے ابوتاراب اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

''تم کہاں جا رہے ہو''...... ابوجعفر نے اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں آگے کا راستہ دیکھنے جا رہا ہوں۔ ہمیں سانپوں اور بھوؤں سے کوئی خطرہ تو نہیں ہے لیکن پھر بھی ہمیں احتیاط سے کام نا ہوگا۔ یہاں سرخ چیونٹیاں بھی موجود ہوتی ہیں جو انسانی

گوشت نوچ نوچ کر کھا سکتی ہیں۔ ہمارے لباس ہمیں سانپوں اور بچھوؤں سے تو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ سرخ چیونٹیوں سے نہیں۔ میں آگے جا کر چیک کرتا ہوں اگر مجھے کہیں سرخ چیونٹیاں دکھائی دیں تو میں وہاں سپرے کر دوں گا تاکہ ہم سرخ چیونٹیوں کے حملوں سے محفوظ رہ سکیں''...... ابو تاراب نے کہا تو ابو جعفر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابو تاراب نے اپنے بیگ سے ایک سپرے کین نکالا اور بیگ وہیں چھوڑ کر سامنے موجود ایک غار کے دہانے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے سر کے ہیلمٹ پر لگی ہوئی ٹارچ ایک بار پھر روشن کر لی تھی۔

''یہ تمہارے ساتھ کب سے کام کر رہا ہے''...... صفدر نے ابو جعفر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''تین سال سے''...... ابو جعفر نے جواب دیا۔

''کیا یہ بھروسے کا آدمی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ بالکل۔ کیوں آپ کو اس پر کوئی شک ہے کیا''۔ ابو جعفر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک دکھائی دیتی ہے جیسے یہ ہمارے خلاف کسی سازش میں مصروف ہو''۔ صفدر نے صاف گوئی سے کہا۔

''سازش۔ کیا مطلب''...... ابو جعفر نے چونک کر کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم ہمارے ساتھ میک میں سفر کر رہے ہو یا

یہی تمہارے اصلی چہرے ہیں''...... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ہمیں بھلا میک اپ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اپنے اصلی روپ میں ہی آپ کے ساتھ ہیں''...... ابو جعفر نے کہا۔

''تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو''...... جولیا نے حیرت سے صفدر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ باقی سب بھی اس طرح اس کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے انہیں صفدر کی بات کا مطلب سمجھ نہ آیا ہو۔

''اگر میں کہوں کہ ابو تاراب میک اپ میں ہے تو''...... صفدر نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ابو جعفر بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

''میک اپ میں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ابو تاراب میک اپ میں نہیں ہے''...... ابو جعفر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اس نے اپنے چہرے پر کارئی لیک کے کیمیکلز کا ماسک چڑھا رکھا ہے جو اسکن کلر کا ہے اور آسانی سے دکھائی نہیں دیتا''۔ صفدر نے کہا۔

''اگر یہ ماسک آسانی سے دکھائی نہیں دیتا تو تم نے اسے کیسے چیک کیا ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''کارئی لیک میں جہاں بہت سی خوبیاں ہیں وہاں اس کیمیکل سے بنائے گئے ماسک میں چند خامیاں بھی موجود ہیں جو میک اپ

کا راز افشا کر دیتی ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''مثال کے طور پر کون سی خوبیاں اور خامیاں ہیں اس ماسک میک اپ میں''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس ماسک کی سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ یہ جھلی سے بھی انتہائی باریک ہوتا ہے اور جس رنگ کا انسان اسے اپنے چہرے پر لگاتا ہے اس کا رنگ حیرت انگیز طور پر اس انسان کے رنگ جیسا ہو جاتا ہے چاہے وہ رنگ کالا ہو، سفید، گندمی یا پھر آف وائٹ، اس سے چہرے کو تھپتھپا کر کسی بھی شکل میں آسانی سے ڈھالا جا سکتا ہے چاہے وہ چہرہ پتلا ہو یا بھاری لیکن اس ماسک میک اپ کی ایک بہت بڑی خامی ہے کہ چہرے پر ایڈجسٹ ہونے کے باوجود اس پر چھوٹے چھوٹے ابھار بن جاتے ہیں اور ابھار قدرے سرخ رنگ کے ہوتے ہیں جو عام نظر میں دیکھنے سے چھوٹے چھوٹے پھوڑے پھنسیوں جیسے لگتے ہیں لیکن اگر ان کے کنارے غور سے دیکھے جائیں تو ان میں ہلکا ہلکا نیلا رنگ بھی نمایاں ہوتا ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس انسان نے چہرے پر کارئی لیک کا میک اپ ماسک چڑھا رکھا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ ماسک کان کی لو پر نہیں چڑھتا لیکن کیمیکل کا اثر کان کی لو پر نمایاں ہوتا ہے۔ کان کی لو اس کارئی لیک کی وجہ سے نیلی ہو جاتی ہے اور ابو تاراب کے چہرے پر میں نے یہ دونوں چیزیں خاص طور پر نوٹ کی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یا تو ہمارے ساتھ ابو تاراب کے روپ میں

کوئی اور ہے یا پھر کسی خاص وجہ سے ابو تاراب نے اپنے چہرے پر کارئی لیک والا ماسک لگا رکھا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ اگر ابو تاراب نے میک اپ ماسک لگا رکھا ہے تو مجھے اس کا پتہ کیوں نہیں چلا۔ اس کا قد کاٹھ اور اس کا لب لہجہ تو بالکل ابو تاراب جیسا ہی ہے''...... ابو جعفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ یہ کافی عرصے سے تمہارے ساتھ ہو اور تم نے اس کا میک اپ چیک ہی نہ کیا ہو''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ اس نے آج تک ایسی کوئی حرکت نہیں کی جو اسے مشکوک ظاہر کرے''...... ابو جعفر نے کہا۔

''تب میں کیا کہہ سکتا ہوں لیکن یہ بات حتمی ہے کہ ابو تاراب اپنے اصلی چہرے میں نہیں ہے''...... صفدر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے پتہ چل سکے کہ ابو تاراب نے کارئی لیک کا میک اپ ماسک چڑھا رکھا ہے۔ ہم اس ماسک کو ختم کر دیں اور اس کے بارے میں ابو تاراب کو پتہ نہ چل سکے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ اگر ہم سادہ پانی میں نمک ملا کر اس کے چہرے پر لگا دیں تو اس کا ماسک بھاپ بن کر غائب ہو جائے گا اور اسے اپنے

چہرے پر سے ماسک اترنے کا پتہ بھی نہیں چلے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن نمک ملے پانی سے اس کا چہرہ دھوئے گا کون''۔ نعمانی نے کہا۔

''اگر آپ کو یقین ہے کہ ابو تاراب میک اپ میں ہے تو پھر میں اسے خود چیک کروں گا۔ میں اس کا چہرہ نمک ملے پانی سے دھو کر چیک کروں گا۔ اگر ابو تاراب کے روپ میں کوئی اور ہوا تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا''...... ابو جعفر نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن تم اس کا چہرہ کیسے دھلواؤ گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہم پانی کی کسی بوتل میں پہلے سے ہی نمک ملا دیتے ہیں۔ جب ابو تاراب آئے گا تو ہم اسے بتائیں گے کہ اس کے چہرے پر دھول مٹی جم گئی ہے وہ چہرہ دھو لے۔ اس کے لئے میں اسے وہی بوتل دوں گا جس میں نمک ملا پانی ہو گا''...... ابو جعفر نے کہا۔

''ایسا تو تب ہی ہو گا جب ابو تاراب واپس آئے گا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہارے خیال میں وہ ہمیں یہاں چھوڑ کر نکل گیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔ وہ سرخ چیونٹیوں کا بہانہ بنا کر جتنی جلدی یہاں سے نکلا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا واپس

آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور ایسا تب ہی ہو سکتا ہے جب وہ ہمیں کسی مصیبت کے حوالے کر کے گیا ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مصیبت۔ کیسی مصیبت''...... ابو جعفر نے چونک کر کہا۔

''اس کا سامان چیک کرو۔ ہو سکتا ہے اس کے سامان سے ہمیں کچھ مل جائے جس سے اس کی حقیقت کا پتہ چل سکے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو پہلے ابو جعفر حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہا پھر اس نے ابو تاراب کا بیگ اپنی طرف کھینچا اور اسے کھولنا شروع ہو گیا۔ ابھی وہ بیگ کھول ہی رہا تھا کہ اسی لمحے انہوں نے غار میں ہر طرف سرخ رنگ کا دھواں پھیلتے دیکھا۔

لیڈی ایشلے اپنی مسلح فورس کے ساتھ کاسانی صحرا میں پہنچ چکی تھی۔ اس نے فورس کو صحرا کے ہر حصے میں پھیلا دیا تھا۔ اس نے فورس کا بہت سا حصہ ان غاروں میں بھی بھیج دیا تھا جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے اور جن سے پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں کے آنے کا امکان ہوسکتا تھا۔

لیڈی ایشلے کے حکم سے غاروں میں سپیشل کیمرے نصب کر دیئے گئے تھے تاکہ ان غاروں میں آنے والے افراد کا پتہ چلایا جا سکے۔ کیمروں کے ساتھ ساتھ لیڈی ایشلے نے غاروں میں ریموٹ کنٹرولڈ بم بھی نصب کرا دیئے تھے تاکہ جیسے ہی کیمروں کے ذریعے غاروں میں سفر کرنے والے پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹ انہیں دکھائی دیں وہ ریموٹ کنٹرول بم بلاسٹ کر کے انہیں وہیں ہلاک کر دیں۔

لیڈی ایشلے نے صحرا کے درمیانی حصے میں خصوصی انتظامات کئے

تھے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ چاروں اطراف کی پہاڑیوں سے جو غار نکلتے ہیں وہ سب کے سب صحرا کے درمیانی حصے میں آ کر لنک ہوتے ہیں۔ پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹ صحرا میں جس حصے سے بھی آتے انہیں اسرائیل تک سفر کرنے کے لئے بلاشبہ سنٹر سے ضرور گزرنا تھا۔ لیڈی ایشلے نے اس علاقے میں فورس کی تعداد بھی بڑھا رکھی تھی اور چاروں طرف موجود غاروں میں تباہ کن ریموٹ کنٹرول بم نصب کرا دیئے تھے۔ اسے یقین تھا کہ پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹ اس کے بچھائے ہوئے موت کے جال سے کسی بھی صورت میں بچ کر نہیں نکل سکیں گے اور کاسانی صحرا ہی ان کا مدفن ثابت ہو گا۔

درمیانی پہاڑیوں کے اردگرد خاصی کھلی جگہ تھی جو کسی وادی کا منظر پیش کر رہی تھی۔ لیڈی ایشلے نے اسی جگہ پر قبضہ کر کے اپنے کیمپ لگا رکھے تھے۔ وہاں ہر طرف مسلح افراد گھومتے پھر رہے تھے اور انہوں نے اردگرد کا علاقہ مکمل طور پر اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔

لیڈی ایشلے جس کیمپ میں موجود تھی وہاں چند کمپیوٹرائزڈ مشینیں موجود تھیں جن کی سکرینیں روشن تھیں اور ان سکرینوں پر ان غاروں کے منظر دکھائی دے رہے تھے جن میں لیڈی ایشلے نے خصوصی طور پر بم لگوائے تھے۔ مشینوں پر دو افراد بیٹھے انتہائی مستعدی سے کام کر رہے تھے چونکہ وہاں سکرینوں کی تعداد کم تھی اس لئے مشین

آپریٹر بار بار مشین کے بٹن پریس کر کے مختلف غاروں کو چیک کر رہے تھے تاکہ ان میں سے کسی بھی غار میں انہیں کوئی آتا دکھائی دے تو وہ بٹن پریس کر کے غاروں میں لگے ہوئے بموں کو بلاسٹ کر سکیں۔

لیڈی ایشلے ایک کرسی پر بیٹھی غور سے سکرین پر نظر آنے والے غاروں کے مناظر دیکھ رہی تھی۔ وہ انتہائی اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر تردد کا معمولی تاثر بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جیسے وہ طویل انتظار کرنے کی عادی ہو۔ لیڈی ایشلے کی گود میں شیشے کا ایک بڑا سا باؤل رکھا ہوا تھا جس میں کاجو بھرے ہوئے تھے اور لیڈی ایشلے گہرے خیالوں میں کھوئی ایک ایک کاجو اٹھا کر منہ میں ڈالتی جا رہی تھی۔

لیڈی ایشلے کے قریب پلاسٹک کی بنی ہوئی فولڈنگ میز رکھی ہوئی تھی جس پر جدید ساخت کا ایک ٹرانسمیٹر پڑا تھا۔ اسی لمحے اچانک ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور اس پر لگا ہوا سرخ رنگ کا ایک بلب سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سن کر لیڈی ایشلے اور اس کے دونوں ساتھی چونک پڑے۔

لیڈی ایشلے نے میز سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور گود میں رکھا ہوا کاجو والا باؤل میز پر رکھ دیا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنا بند ہو گئی۔

''ہیلو ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور''..... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی

اس میں سے مارشل ڈریگر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس۔ لیڈی ایشلے اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے مارشل ڈریگر کی آواز سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لیڈی ایشلے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ جن کی تعداد آٹھ ہے کاسانی صحرا کے غاروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان کے ساتھ دو آرانی ایجنٹ بھی موجود ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی ان کا استقبال کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ یہ بتا دیں کہ وہ کس ونگ سے ٹنلز میں داخل ہوئے ہیں۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''وہ نارتھ ونگ کے ٹنلز میں ہیں اور اسی راستے سے آ رہے ہیں۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''کیا تم ان سب کا شکار کرنے کے لئے تیار ہو۔ اوور''۔ مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں نے اپنی تمام تیاری مکمل کر لی ہے۔ وہ میرے ہاتھوں سے بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا قضیہ اس بار

ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے جو اسرائیل کے لئے ایک عرصہ سے درد سر بنے ہوئے ہیں۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت کا کریڈٹ بھی اس بار ہمیں ہی ملے گا۔ میں نے انہیں ان کے انجام تک پہنچانے کا ایسا فول پروف انتظام کیا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکیں گے۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''بس مجھے اس بات کی تصدیق ہو جائے کہ ان میں علی عمران بھی موجود ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ علی عمران کا ہلاک ہونا بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ وہ اکیلا ہی سب پر بھاری ہے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''کیا ابھی تک آپ نے یہ کنفرم نہیں کیا ہے کہ ان میں عمران ہے یا نہیں۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے اب تک کی جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق عمران ان کے ساتھ نہیں ہے لیکن میں یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بغیر عمران کے اسرائیل آئیں۔ عمران ان کے ساتھ ہی ہو گا یہ الگ بات ہے کہ اس نے اپنے کسی ساتھی کو ڈراپ کر کے اس کا میک کر لیا ہو اور اس بات کا اس کے ساتھیوں کو بھی علم نہ ہو۔ اوور''۔ مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن عمران ایسا کیوں کرے گا۔ اوور''...... لیڈی ایشلے

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران جیسے انسان سے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ کب کیا کر گزرے۔ اگر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں ہے تو پھر یہ طے ہے کہ وہ کسی اور راستے سے اسرائیل آنے کی کوشش کرے گا۔ اس نے ہمیں ڈاج دینے کے لئے اپنے ساتھیوں کو کاسانی صحرا سے گزار کر اسرائیل روانہ کیا ہو اور خود کسی دوسرے راستے سے اس طرف آ رہا ہو۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ ممکن ہے۔ اگر آپ کو اس بات کا خدشہ ہے کہ عمران کسی اور راستے سے اسرائیل آ سکتا ہے تو آپ اسرائیل کو سیلڈ کرا دیں۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''میں یہ کام پہلے ہی کر چکا ہوں۔ عمران کسی بھی راستے سے اسرائیل داخل ہوا تو مجھے اس کا علم ہو جائے گا۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''میری وچ ڈاکٹر کرس کے نائب ڈاکٹر ریمنڈ سے بھی بات ہوئی ہے اور میں نے اسے قائل کیا ہے کہ وہ اپنی ساری توجہ عمران کی تلاش کی طرف مبذول کر لے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنی فورس کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کا راستہ روک سکتی ہو۔ ان سے زیادہ مجھے عمران کی فکر ہے۔ میں نے ڈاکٹر ریمنڈ سے کہا تھا کہ وہ اپنی تمام ماورائی طاقتیں عمران کی تلاش میں بھیج دے تاکہ وہ اسے تلاش

کر کے ہلاک کر سکیں لیکن ڈاکٹر ریمنڈ میری کسی بات سے ناراض ہو گیا ہے اور اس نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے اب جو بھی کرنا ہے ہمیں کرنا ہے اور ہمیں ڈاکٹر ریمنڈ پر یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم اس کی مدد کے بغیر بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر کے ہلاک کر سکتے ہیں۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یس چیف۔ عمران اگر آنے والے ایجنٹوں کے ساتھ ہوا تو اس کی موت طے ہے لیکن اگر وہ ان کے ساتھ نہ ہوا اور کسی دوسرے راستے سے اسرائیل آنے کی تیاری کر رہا ہو گا تو پھر میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ میں ایک طرف تو توجہ دے سکتی ہوں دوسری طرف نہیں۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''اس کی تم فکر نہ کرو۔ عمران کی تلاش اور اس کی ہلاکت کی ذمہ داری میری ہے۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''اوکے چیف۔ اگر آپ عمران کی ہلاکت کی ذمہ داری لیتے ہیں تو پھر مجھے کوئی فکر نہیں ہے باقی سب کو میں سنبھال لوں گی۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''اوکے۔ تم اپنے کام کی طرف دھیان دو۔ میں ایک بار پھر ڈاکٹر ریمنڈ سے رابطہ کرتا ہوں اور اسے عمران کی تلاش کے لئے راضی کرتا ہوں۔ اگر وہ مان گیا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ عمران کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اوور''...... مارشل ڈریگر نے

کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے سپاٹ لہجے میں کہا اور مارشل ڈریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''جیری''...... لیڈی ایشلے نے ٹرانسمیٹر آف کر کے سامنے بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا جو مشین آپریٹ کر رہا تھا۔

''یس مادام''...... نوجوان نے مؤدب لہجے میں کہا۔

''تم نے سنا چیف نے کیا کہا ہے''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ٹنلز میں داخل ہو چکے ہیں''۔ جیری نے کہا۔

''تو پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام''...... جیری نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے مشین پر کام کرنا شروع ہو گیا۔

''یاد رہے وہ نارتھ ونگ سے آ رہے ہیں''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام۔ میں جانتا ہوں۔ اسی لئے میں نارتھ ٹنلز میں رکھے ہوئے زہریلی گیس سے بھرے ہوئے سلنڈر کھول رہا ہوں تاکہ نارتھ ونگ کی طرف جتنے بھی ٹنلز ہیں وہ سب زہریلی گیس سے بھر جائیں اور وہ سب اس زہریلی گیس سے ہلاک ہو جائیں''...... جیری نے کہا۔

''گڈ شو۔ زہریلی گیس کے سارے سلنڈر خالی کر دینا۔ میں چاہتی ہوں کہ گیس نارتھ ونگ سے آنے والے تمام ٹنلز میں پھیل جائے اور انہیں سانس لینے کا بھی موقع نہ ملے''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا مادام۔ آپ فکر نہ کریں''...... جیری نے کہا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ دوسرا آپریٹر مشین کی سکرین کنٹرول کر رہا تھا جس پر مختلف غاروں کے مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ جیری نے مشین پر کام کرتے ہوئے ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا تو اچانک مشین سے تیز زوں زوں کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں۔

''سلنڈر اوپن ہو گئے ہیں مادام۔ ریڈ پوائزن گیس اب تیزی سے نارتھ ونگ کے غاروں میں پھیل جائے گی اور یہ زہریلی گیس ایسی ہے جس سے انسان تو کیا غار میں موجود حشرات الارض بھی زندہ نہیں رہیں گے''...... جیری نے کہا۔

''گڈ شو''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر نظر آنے والے غاروں پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک اسے سکرین کے ایک حصے میں سرخ رنگ کا دھواں سا بھرتا ہوا دکھائی دینے لگا۔

''یہ ریڈ پوائزن گیس ہے مادام جو نارتھ ونگ کے غاروں سے ہوتی ہوئی ایسٹ ونگ کی طرف آ گئی ہے''...... جیری نے کہا۔

''ہاں۔ میں دیکھ رہی ہوں''...... لیڈی ایشلے نے سپاٹ لہجے

میں کہا۔ کچھ ہی دیر میں غار جیسے سرخ رنگ کے دھویں سے بھر گیا۔ سرخ دھویں کی وجہ سے اب انہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''لگتا ہے اب تک وہ سب ریڈ پوائزن کے شکار ہو گئے ہوں گے''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام۔ یہ گیس تیزی سے کام کرتی ہے۔ گیس ناک اور حلق میں جا کر کسی بھی انسان کو دوسرا سانس لینے کا موقع نہیں دیتی۔ پاکیشائی اور آرانی ایجنٹ کسی طور پر ریڈ پوائزن سے نہیں بچ سکیں گے۔ اب تک ان کی لاشیں گر چکی ہوں گی''...... جیری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں انعام دوں گی۔ بہت بڑا انعام جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے''...... لیڈی ایشلے نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اس پر تیزی سے ایک نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

''ہیلو ہیلو۔ لیڈی ڈیتھ کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... فریکوئنسی ایڈجسٹ کرتے ہی لیڈی ایشلے نے مسلسل کال دینی شروع کر دی۔

''یس۔ آسٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''لیڈی ایشلے بول رہی ہوں۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام۔ حکم۔ اوور''...... دوسری طرف سے آسٹر نے

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے چیف نے اطلاع دی تھی کہ پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹ جن کی تعداد دس ہے نارتھ ٹنلز کے راستے کاسانی ڈیزرٹ میں داخل ہوئے تھے۔ میں نے ان ٹنلز میں ان کے لئے موت کے جال بچھا رکھے ہیں۔ نارتھ ٹنلز میں ریڈ سلنڈر موجود تھے جن میں ریڈ پوائزن گیس بھری ہوئی تھی۔ چیف سے اطلاع ملتے ہی میں نے وہاں ریڈ سلنڈرز کھلوا دیئے ہیں جن سے ریڈ پوائزن گیس نکل کر ٹنلز میں پھیل گئی ہے اور ریڈ پوائزن گیس کی زد میں آ کر پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹ زندہ نہیں بچ سکیں گے۔ دس منٹ تک ٹنلز میں ریڈ پوائزن گیس موجود رہے گی اور پھر اس کے بعد ٹنلز سے زہریلے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ تمہیں ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد ٹنلز میں داخل ہونا ہے اور نارتھ ونگ کے تمام ٹنلز کو چیک کرنا ہے۔ کسی نہ کسی ٹنل میں تمہیں پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں کی لاشیں مل جائیں گی۔ جیسے ہی تمہیں ان کی لاشیں ملیں ان کے ٹکڑے اُڑا دینا تاکہ ان کے زندہ بچنے کا کوئی چانس نہ رہے۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ اوور''...... آسٹر نے کہا۔

''ان سب کے سر الگ کر کے اپنے پاس محفوظ کر لینا۔ میں چاہتی ہوں کہ ہمارے پاس اس بات کا ثبوت رہے کہ ہم نے واقعی پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان کے سر ہم چیف اور پھر

پرائم منسٹر آف اسرائیل کے پاس لے جائیں گے جن کا کہنا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام۔ میں ان کے سر کاٹ کر آپ کے پاس لے آؤں گا۔ اوور''...... آسٹر نے کہا۔

''گڈ لک''...... لیڈی ایشلے نے کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر بلا کا سکون تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ریڈ پوائزن گیس سے بچنا پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے ممکن نہیں ہو گا۔ کسی ٹنل میں ان کی لاشیں پڑی ہوں گی جہاں جا کر آسٹر آسانی سے ان کے سر ان کے دھڑوں سے علیحدہ کر دے گا اور بہت جلد پاکیشیائی ایجنٹوں کے بے جان سر اس کے سامنے ہوں گے۔

”زہریلا دھواں۔ یہ سرخ دھواں زہریلا ہے۔ اس سے بچو اور سانس روک لو جلدی“...... چوہان نے چیختے ہوئے کہا اور خود بھی سانس روک لیا۔ اس کی بات سن کر ان سب نے فوراً سانس روک لئے۔

سرخ دھواں غار کے ان دہانوں سے نکل کر آ رہا تھا جو دوسرے غاروں کی طرف جاتے تھے۔ دھواں انتہائی سرخ تھا اور تیزی سے وہاں پھیلتا جا رہا تھا۔ جولیا نے انہیں مخصوص انداز مین اشارہ کیا اور فوراً اپنا بیگ کھولنے لگی۔ بیگ کھول کر اس نے بیگ سے آکسیجن ماسک اور منی سلنڈر نکالا اور ماسک سلنڈر سے ایڈجسٹ کر کے فوراً اپنے چہرے پر چڑھا لیا۔ باقی سب نے بھی فوراً اپنے بیگوں سے سلنڈر اور ماسکس نکالے اور انہیں سلنڈروں سے جوڑتے ہوئے ماسکس اپنے چہروں پر چڑھانے شروع کر دیئے۔ ماسکس کے ساتھ گاگلز بھی تھیں جن سے ان کی آنکھیں بھی

چھپ گئی تھیں۔ وہاں ہر طرف سرخ دھند سی چھا گئی تھی جو سرخ دھویں کی تھی۔ سرخ دھواں اس قدر گہرا تھا کہ انہیں سوائے سرخ رنگ کے کچھ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ یہ ان کی خوش قسمتی ہی تھی کہ انہوں نے غاروں کے دہانوں سے آتا ہوا سرخ دھواں پہلے ہی دیکھ لیا تھا اور سانس روک کر انہوں نے چہروں پر فوراً آکسیجن ماسکس چڑھا لئے تھے ورنہ ریڈ پوائزن کا دھواں اگر ان کے حلق میں داخل ہو جاتا تو شاید ہی ان میں سے کوئی زندہ بچ سکتا تھا۔ گیس ماسکس کی وجہ سے چونکہ وہ ایک دوسرے سے بات نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ خاموشی سے سرخ دھواں دیکھتے رہے۔ انہوں نے احتیاطاً اپنے بیگوں سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لئے تھے اور ان کے کان غار کے ان دہانوں پر ہی لگے ہوئے تھے جہاں سے سرخ دھواں آیا تھا۔

دس منٹ بعد دھویں کی سرخی میں نمایاں کمی آنے لگی اور پھر اگلے دو منٹوں بعد ماحول صاف ہوتا چلا گیا۔ جب دھواں مکمل طور پر صاف ہو گیا تو خاور نے اپنے بیگ سے ایک چھوٹا سا مشینی آلہ نکالا اور اسے آن کر کے غار چیک کرنے لگا۔ چند منٹ تک وہ غار چیک کرتا رہا پھر اس نے آلہ آف کیا اور چہرے پر لگا ہوا گیس ماسک اتار دیا۔

”زہریلی گیس کے اثرات ختم ہو گئے ہیں۔ آپ سب ماسکس اتار لیں“...... خاور نے کہا تو ان سب نے چہروں سے ماسکس

اتارنے شروع کر دیئے۔

''تم نے زہریلی گیس کو شاید کیرو میٹر سے چیک کیا ہے''۔ نعمانی نے خاور کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس میٹر سے میں غار میں موجود آکسیجن اور خاص طور پر زہریلی ہوا کو چیک کر سکتا ہوں۔ میں یہ احتیاطاً اپنے ساتھ لے آیا تھا''...... خاور نے جواب دیا۔

''لیکن یہ زہریلا دھواں آیا کہاں سے تھا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کام ابو تاراب کے سوا کس کا ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا تھا نا کہ وہ ہمیں کسی مصیبت میں ڈال کر یہاں سے نکل گیا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو ابو تاراب ہم سے غداری کرنے کی کوشش کر رہا ہے''...... ابو جعفر نے غرا کر کہا۔

''اب بھی تم اسے کوشش کہہ رہے ہو۔ وہ اپنا داؤ کھیل چکا ہے۔ اس نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے یہاں ریڈ پوائزن گیس پھیلائی تھی تاکہ ہم ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ لگتا ہے وہ جو سلنڈر اپنے ساتھ لے گیا تھا اس میں سرخ چیونٹیاں مارنے والا سپرے نہیں بلکہ ریڈ پوائزن تھا تاکہ ہم سب ریڈ پوائزن کا شکار ہو جائیں اور وہ آسانی سے یہاں سے

نکل جائے''۔ صفدر نے کہا۔

''لیکن اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ کیا وہ آرانی سیکرٹ سروس کا ایجنٹ نہیں تھا''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے میک اپ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ابو تاراب کی جگہ لے رکھی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''مطلب یہ کہ وہ دشمن ایجنٹ ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا تعلق یقیناً اسرائیل سے ہے ورنہ وہ اس طرح ہمیں یہاں چھوڑ کر اور ہم پر سرخ زہریلی گیس چھوڑ کر نہ نکل جاتا''...... خاور نے کہا۔

''کیا وہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کے لئے اتنا ہی تر نوالہ ثابت ہوں گے کہ وہ ہمیں ریڈ پوائزن گیس سے شکار کر لے گا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس نے بہرحال کوشش تو کی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس کی کوشش نے ہمارے سامنے اس کا پول کھول دیا ہے۔ اب وہ آئے گا تو ہم اس کا کیا حشر کریں گے اس کے بارے میں شاید اسے اندازہ بھی نہ ہو''...... ابو جعفر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے انہیں غار کے دوسرے حصوں سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

''ہونہہ۔ وہ شاید یہ چیک کرنے آ رہا ہے کہ ہم ریڈ پوائزن گیس کا شکار ہوئے ہیں یا نہیں''...... چوہان نے کہا۔

''وہ اکیلا نہیں ہے۔ قدموں کی آوازوں سے لگتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ اور بھی بہت سے افراد لا رہا ہے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''تو تیار ہو جاؤ۔ وہ شاید یہاں سے ہماری لاشیں اٹھانے کے لئے آ رہے ہیں''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور انہوں نے مشین پسٹل سنبھال لئے۔

''لائٹس بجھا دو تاکہ جب وہ آئیں تو وہ فوری طور پر ہمیں نہ دیکھ سکیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ابو جعفر، چوہان اور نعمانی نے وہاں جلتے ہوئے پیٹرومیکس لیمپ بجھانے شروع کر دیئے۔ لیمپ بجھتے ہی وہاں تاریکی چھا گئی۔ غاروں سے مسلسل بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں پھر انہیں غاروں کے دہانوں میں بے شمار روشنیاں چمکتی ہوئی دکھائی دیں۔ شاید آنے والے ٹارچیں لے کر آ رہے تھے۔

''تیار ہو جاؤ۔ وہ آ رہے ہیں''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہم تیار ہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔ ان کی نظریں ٹارچوں کی روشنی کی طرف لگی ہوئی تھیں اور پھر جیسے ہی روشنیاں قریب آئیں ان سب نے غاروں کے دہانوں کی طرف فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ غار مشین پسٹلز کی مخصوص تڑتڑاہٹوں کی تیز آوازوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ غاروں سے آنے والوں کو شاید اندازہ نہیں تھا کہ جن افراد پر ریڈ پوائزن گیس سے حملہ کیا گیا تھا

وہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ اس لئے سامنے سے آنے والے افراد اچانک ہونے والی گولیوں کی بوچھاڑوں سے نہ بچ سکے اور چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ پیچھے آنے والے افراد نے جو اپنے ساتھیوں کو اس طرح گولیوں کا شکار بنتے دیکھا تو وہ فوراً دیواروں سے لگ گئے اور انہوں نے جوابی فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جولیا اور اس کے ساتھی چونکہ کھلے غار میں تھے اور دوسرے غاروں کے دہانے ان کی سامنے تھے اس لئے وہ حملہ آوروں سے بہتر پوزیشن میں تھے۔ غاروں سے حملہ آور اس طرف مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ جواب میں یہ سب بھی فائرنگ کر رہے تھے۔ تنویر فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھا اور غار کے ایک دہانے کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جیب سے ایک راڈ بم نکالا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے پوری قوت سے غار کے دہانے میں پھینک دیا۔ ایک لمحے بعد ایک زور دار دھماکہ ہوا اور بے شمار چیخوں کے ساتھ غار بری طرح سے لرز اٹھا۔ دھماکے سے سارے غار لرز اٹھے تھے اور اوپر سے مٹی اور پتھر گرنا شروع ہو گئے تھے۔

''کیا کر رہے ہو تم۔ ہم غار میں ہیں۔ دھماکے سے یہ غار ڈھے جائیں گے اور ہم بھی ان کے ساتھ منوں مٹی تلے دفن ہو جائیں گے''...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو تنویر فوراً اپنی جگہ سے ہٹا اور اس نے غار کے دہانے کے سامنے آ کر دوسری جانب

فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جس غار میں اس نے راڈ بم پھینکا تھا اس طرف گرد و غبار کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ غار کا بہت بڑا حصہ تباہ ہو گیا تھا اور آگے سے غار بند ہو گیا تھا۔ تنویر فوراً اندر گیا اور فائرنگ کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

''ہم صرف فائرنگ کر کے اپنے دشمنوں کا صفایا کریں گے۔ کوئی غاروں میں بم نہیں پھینکے گا''...... جولیا نے اپنے باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

''اگر دشمنوں نے بم پھینکے تو''...... ابو جعفر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''وہ اتنے احمق نہیں ہو سکتے کہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اپنی جانیں بھی داؤ پر لگا دیں''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے والے ایک غار کی طرف فائرنگ کر دی۔ جہاں سے اسے پھر ٹارچوں کی روشنیاں چمکتی دکھائی دی تھیں۔ دوسری طرف سے چند چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

''میں اس طرف جاتا ہوں''...... نعمانی نے کہا اور پھر وہ چھلانگیں مارتا ہوا غار میں گھستا چلا گیا۔ اس نے غار میں جاتے ہی مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی تاکہ اس طرف موجود مسلح افراد کو اس پر جوابی فائرنگ کا موقع نہ مل سکے۔ یہ دیکھ کر خاور اور چوہان تیسرے غار کی جانب لپکے۔ وہاں چار مختلف غاروں کے

دہانے تھے۔ ایک غار تنویر نے بم مار کر تباہ کر دیا تھا۔ ایک میں نعمانی فائرنگ کرتا ہوا داخل ہو گیا تھا جبکہ تیسرے غار میں خاور اور چوہان چلے گئے تھے۔ اب ایک غار تھا۔ اس طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''ہمیں اس غار کی طرف جانا چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں آؤ''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے چوتھے غار کے دہانے کی طرف لپکے۔ ابھی وہ غار کے دہانے کے نزدیک گئے ہی تھے کہ اسی لمحے غار سے شعلے چمکے اور انہیں اپنے قریب سے بے شمار گولیاں گزرتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دائیں بائیں ہو گئے۔ گولیاں ٹھیک ان کے پہلوؤں کے قریب سے گزر گئی تھیں۔ ان پر گولیاں برستے دیکھ کر جولیا اچھلی اور کمر کے بل زمین پر گرتے ہوئے اور غار کے دہانے کے سامنے آتے ہی اس نے ہاتھ گھمایا اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ ہوئی اور غار میں دو افراد کی چیخیں سنائی دیں۔ جولیا غار میں فائرنگ کرتے ہی تیزی سے کروٹ بدل گئی تھی ورنہ وہ غار سے جواب میں ہونے والی فائرنگ کی زد میں آ جاتی۔ جولیا ابھی سائیڈ میں ہوئی ہی تھی کہ اسی لمحے غار سے ایک لوہے کا بڑا سا ٹکڑا اڑتا ہوا ٹھیک اس جگہ گرا جہاں ایک لمحہ قبل جولیا موجود تھی۔

''انہوں نے بم پھینکا ہے۔ زمین پر لیٹ جاؤ فوراً''...... جولیا

نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے خود بھی زمین سے چپک کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اسی لئے ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ آگ کا الاؤ سا روشن ہوا اور غار میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے غار کی چھت ٹوٹ کر اس پر آ گری ہو۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جولیا کی چیخ سنتے ہی کیپٹن شکیل اور صفدر بھڑک کر اٹھے اور وہ نتائج کی پرواہ کئے بغیر فائرنگ کرتے ہوئے اس غار میں گھستے چلے گئے جس سے بم پھینکا گیا تھا۔

''آپ ٹھیک ہیں''...... صدیقی نے تیزی سے اس طرف لپکتے ہوئے کہا جس طرف سے جولیا کی اسے چیخ کی آواز سنائی دی تھی۔

''نہیں۔ میری ٹانگ پر غار کی چھت سے ایک بڑا پتھر گرا ہے جس سے ٹانگ بری طرح سے زخمی ہو گئی ہے''...... جولیا نے تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔ صدیقی فوراً جولیا کے نزدیک آیا اور اس نے ایک غار کی طرف فائرنگ کی۔ فائرنگ کرنے سے شعلے چمکے جس کی روشنی سے صدیقی کو جولیا کی پوزیشن کا پتہ چل گیا۔ جولیا پر مٹی اور پتھر گرے ہوئے تھے۔ صدیقی نے فوراً اس پر پڑے ہوئے پتھر اور مٹی ہٹا دی۔

''ٹخنے کے پاس چوٹ ہے دیکھو ہڈی تو فریکچر نہیں ہو گئی''۔ جولیا نے کہا تو صدیقی احتیاط سے اس کا ٹخنہ چیک کرنے لگا۔

''نہیں مس جولیا۔ ٹخنے کے پاس بڑا سا کٹ ہے لیکن ہڈی سلامت ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''تھینک گاڈ۔ میں تو یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید میرا ٹخنہ ہی ٹوٹ گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔ صدیقی نے سائیڈ میں پڑا ہوا اپنا بیگ کھولا اور اس میں ہاتھ ڈال کر فرسٹ ایڈ باکس تلاش کرنے لگا۔ چونکہ وہ وہاں روشنی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اسے اسی روشنی پر قناعت کرنی پڑ رہی تھی جو فائرنگ کے نتیجے میں شعلے چمکنے سے ہو رہی تھی۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اسے زمین پر رکھا اور اسے کھولنا شروع ہو گیا۔

صفدر اور باقی سب غاروں میں چلے گئے تھے اور غاروں سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ سب مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے دشمنوں کو جوابی کارروائی اور خاص طور پر مزید بم پھینکنے سے روکنے کی کوشش کر رہے تھے کیونکہ بموں کی رزسٹنس سے غار کے ڈھے جانے کا خطرہ تھا اور اگر ایسا ہوتا تو وہ سب غاروں میں ٹنوں ملبے تلے دفن ہو کر رہ جاتے۔

لیڈی ایشلے انتہائی بے چینی کے عالم میں خیمے میں ٹہل رہی تھی۔ اس کی نظریں بار بار مشینوں پر لگی ہوئی ان سکرینوں کی طرف اٹھ رہی تھیں جن میں مختلف غاروں کے مناظر دکھائی دے رہے تھے۔

لیڈی ایشلے کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا جسے آن کر کے وہ بار بار آسٹر کو کال کرنے کی کوشش کی تھی جسے اس نے پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں جو ریڈ پوائزن گیس کا شکار بن چکے تھے سرکاٹ کر لانے کا حکم دیا تھا۔ لیکن کافی دیر گزر چکی تھی نہ تو آسٹر نے اسے کال کی تھی اور نہ ہی وہ لیڈی ایشلے کے بار بار کال کرنے کا کوئی جواب دے رہا تھا۔

''ہونہہ۔ آخر یہ آسٹر کہاں رہ گیا ہے۔ وہ میری کسی کال کا جواب کیوں نہیں دے رہا ہے''...... لیڈی ایشلے نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ یہاں سے بہت فاصلے پر ہے مادام اور ہوسکتا ہے کہ وہ غاروں کے نشیب میں گیا ہو جہاں ٹرانسمیٹروں کے سگنلز کام نہیں کرتے اسی لئے آپ کا اس سے نہ رابطہ ہو رہا ہے اور نہ ہی اس کی کال آ رہی ہے''...... مشین پر بیٹھے ہوئے جیری نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ بات تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے نانسنس۔ میں کب سے اس بات سے پریشان ہو رہی ہوں کہ آخر آسٹر میری کال رسیو کیوں نہیں کر رہا ہے''...... لیڈی ایشلے نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری مادام''...... جیری نے بوکھلا کر کہا۔

''ہونہہ''...... لیڈی ایشلے نے غرا کر ہنکارہ بھرا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو لیڈی ایشلے چونک پڑی۔ اس نے فوراً ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ وائرز کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یس لیڈی ڈیتھ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے وائرز کی آواز سن کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ مارشل ڈریگر نے سے پہلے ہی بتا رکھا تھا کہ ان کا ایک ایجنٹ ہے جو آرانی سیکرٹ سروس میں موجود ہے اور مارشل ڈریگر نے اپنے ایک فارن ایجنٹ ہنوگر سے کہہ کر اسے حکم دیا تھا کہ وہ کسی طرح سے ان ایجنٹوں میں شامل ہو جائے جو پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ کاسانی ڈیزرٹ

کی زمین دوز غاروں کے راستے اسرائیل پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ ایجنٹ پاکیشائی ایجنٹوں کے ساتھ شامل ہوا تھا یا نہیں اس کے بارے میں مارشل ڈریگر نے اسے دوبارہ کچھ نہیں بتایا تھا لیکن اس کا بتایا ہوا وائرز کا نام لیڈی ایشلے کو یاد تھا۔

''مادام میں کب سے آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن یہاں چونکہ سگنلز کم تھے اس لئے میرا آپ سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ اوور''...... وائزر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''تم کہاں ہو اور مجھے کیوں کال کر رہے ہو۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''مادام۔ میں ان دو آرانی ایجنٹوں میں سے ایک ہوں جو پاکیشائی ایجنٹوں کو لے کر کاسانی ڈیزرٹ کے غاروں میں آئے تھے۔ اوور''...... وائرز نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کیا تم پاکیشائی ایجنٹوں کے ساتھ ہی سفر کر رہے تھے۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے کہا۔

''لیں مادام۔ مجھے آپ کی فریکوئنسی سنوگر نے دی تھی اور اس نے کہا تھا کہ میں ضرورت کے وقت آپ سے کسی بھی وقت اس فریکوئنسی پر بات کر سکتا ہوں۔ اوور''...... وائرز نے کہا۔

''لیکن تم زندہ کیسے بچ گئے ہو۔ جن ٹنلز میں پاکیشائی ایجنٹ داخل ہوئے تھے وہاں میں نے ریڈ پوائزن گیس پھیلا دی تھی۔ اگر تم ان کے ساتھ تھے تو پھر تم ریڈ پوائزن گیس سے کیسے بچ گئے

ہو۔ اوور''۔ لیڈی ایشلے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے آپ کو یہی بتانے کے لئے کال کی ہے مادام کہ آپ کی فائر کی ہوئی ریڈ پوائزن گیس سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا تھا۔ اوور''...... وائرز نے کہا۔

''کیا کہا۔ ریڈ پوائزن گیس سے کوئی ہلاک نہیں ہوا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''ٹنلز میں ریڈ پوائزن گیس فائر ہونے سے کچھ دیر پہلے میں آپ کو کال کرنے کے لئے پاکیشائی ایجنٹوں سے الگ ہو کر ایک غار میں چھپ گیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کو کال کرتا سرخ دھواں دیکھ کر میں نے فوراً آکسیجن ماسک چڑھا لیا اور میں نے دیکھا کہ پاکیشائی ایجنٹوں نے فوری طور پر اپنے سانس روک لئے تھے اور سانس روکتے ہی ان سب نے بھی چہروں پر آکسیجن ماسکس چڑھا لئے تھے جس سے ہمیں ریڈ پوائزن گیس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا اور ہم سب بچ گئے تھے۔ اوور''......وائرز نے کہا۔

''اوہ۔ اٹس بیڈ نیوز رئیلی بیڈ نیوز۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے غرا کر کہا۔

''تھوڑی دیر بعد جب آپ کے آدمی غاروں میں آئے تو وہ بھی یہی سمجھے تھے کہ ہم سب ریڈ پوائزن گیس کا شکار ہو چکے ہیں

اس لئے وہ بغیر احتیاط کئے غار کے اس حصے میں آ گئے تھے جہاں ہم اور پاکیشیائی ایجنٹ موجود تھے۔ انہیں دیکھ کر پاکیشیائی ایجنٹوں نے فوراً پوزیشن سنبھال لی اور پھر اس سے پہلے کہ آپ کے آدمی کچھ کرتے پاکیشیائی ایجنٹوں نے ان پر اندھا دھند فائرنگ کر کے اور بم برسا کر ان سب کو ہلاک کر دیا۔ اوور‘‘...... وائزر نے کہا۔

’’اوہ اوہ۔ کیا آسٹر اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اوور‘‘...... لیڈی ایشلے نے ایک بار پھر اچھلتے ہوئے کہا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

’’یس مادام۔ اس طرف آنے والے تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے انہیں آگے بڑھنے اور سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ اوور‘‘...... وائرز نے کہا۔

’’اوہ گاڈ۔ اسی لئے آسٹر نہ مجھے کال کر رہا تھا اور نہ میری کسی کال کا جواب دے رہا تھا۔ اوور‘‘...... لیڈی ایشلے نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’یس مادام۔ اوور‘‘...... وائرز نے کہا۔

’’اب تم کہاں ہو اور تم ان کی موجودگی میں مجھے کال کیسے کر رہے ہو۔ اوور‘‘...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

’’مادام۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے تو کیا آپ میری بات کا یقین کر لیں گی۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے وائرز نے رک رک کر کہا تو لیڈی ایشلے ایک بار پھر

چونک پڑی۔

’’کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم‘‘...... لیڈی ایشلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس مادام۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ ریڈ پوائزن گیس سے بچنے کے بعد جب آپ کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کیا تھا تو وہ سب ان سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گئے تھے تو مجھے موقع مل گیا۔ میرے پاس ایک سلنڈر تھا جس میں کرام کرو گیس بھری ہوئی تھی۔ یہ گیس اس قدر ژود اثر ہے کہ اس کی بو سے انسان ایک لمحے میں بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے۔ میں چھپ کر انہیں دیکھ رہا تھا۔ آپ کے آدمیوں سے لڑتے ہوئے انہوں نے چہروں سے گیس ماسکس اتار لئے تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ ان سب کے چہروں سے ماسکس اترے ہوئے ہیں تو میں نے کرام کرو گیس کا سلنڈر کھول دیا۔ گیس تیزی سے ٹنل میں پھیل گئی اور وہ سب بے ہوش ہو کر وہیں گر گئے۔ مجھے چند منٹوں کے لئے سانس روکنا پڑا تھا۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ ٹنل سے گیس کا اثر زائل ہو گیا ہے تو میں فوراً اس غار میں آ گیا جہاں پاکیشیائی اور ایک آرانی ایجنٹ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ میں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان سب پر بے ہوشی کی ہی حالت میں فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ میں نے ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر کے ہلاک کر دیا ہے مادام۔ اب ان سب کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے وائرز

نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو لیڈی ایشلے کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو کیا تم اکیلے نے آٹھ پاکیشیائی اور ایک آرانی ایجنٹ کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ اگر آپ کو یقین نہیں تو آپ خود آ کر یہاں ان کی لاشیں دیکھ سکتی ہیں۔ میں اس وقت تک ان پر گولیاں برساتا رہا تھا جب تک ان سب کی جانیں نہیں نکل گئی تھیں۔ اوور''...... وائرز نے کہا اور لیڈی ایشلے کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھلتا چلا گیا۔

''اوہ اوہ۔ اگر واقعی پاکیشیائی ایجنٹوں کو تم نے ہلاک کر دیا ہے تو یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے وائرز۔ تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر کے اسرائیلیوں کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ ویل ڈن وائرز۔ ویل ڈن۔ میں تمہاری اس کامیابی پر تمہیں مبارک باد دیتی ہوں اور میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے پر میں تمہیں اسرائیلی حکومت سے بڑے سے بڑا انعام دلاؤں گی۔ اتنا بڑا انعام جو تمہاری آنے والی نسلوں کے لئے بھی یادگار رہے گا۔ ویل ڈن وائرز۔ ویل ڈن۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے وائرز کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو مادام۔ آپ کی تعریف ہی میرے لئے انعام ہے۔ اوور''...... وائرز نے اسی طرح سے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کیا تم ان سب کی لاشیں اٹھا کر لا سکتے ہو۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''نو افراد کی لاشیں ہیں مادام۔ میں ان سب کو اکیلا کیسے لا سکتا ہوں۔ اوور''...... وائرز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم مجھے اپنی لوکیشن بتاؤ۔ میں اپنے آدمی بھیج دیتی ہوں۔ تم ان کے ساتھ ان سب کی لاشیں اٹھا لانا۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام۔ میں آپ کو اپنی لوکیشن بتا دیتا ہوں''...... وائرز نے کہا اور پھر اس نے لیڈی ایشلے کو اپنی لوکیشن بتانی شروع کر دی کہ وہ غاروں کے کس حصے میں موجود ہے۔

''ٹھیک ہے۔ پندرہ منٹوں تک تمہارے پاس دس افراد پہنچ جائیں گے۔ تم ان کے ساتھ ہی آ جانا۔ اوور''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''یس مادام۔ اوور''...... وائرز نے کہا تو لیڈی ایشلے نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر حقیقتاً انتہائی مسرت اور فتح مندی کے تاثرات تھے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت پر وہ دیوانہ وار رقص کرنا شروع کر دیتی۔

''جیری''...... لیڈی ایشلے نے اپنی مسرت پر قابو پاتے ہوئے جیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام"...... جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وائرز نے جو لوکیشن بتائی ہے۔ فوری طور پر وہاں دس افراد بھیج دو تاکہ وہ وائرز کے ساتھ مل کر پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں اٹھا کر یہاں لے آئیں اور پھر ہم ان کی لاشیں لے کر یہاں سے نکل جائیں گے۔ اب یہاں ہمارے رکنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ گیا ہے"...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

"یس مادام۔ میں ابھی آدمی بھیج دیتا ہوں"...... جیری نے کہا۔

"اور ایلڈی تم فوری طور پر سامان سمیٹنے اور فورس کو واپس جانے کے لئے تیار کرو"...... لیڈی ایشلے نے دوسرے آپریٹر سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... دوسرے آپریٹر نے کہا جس کا نام ایلڈی تھا۔ لیڈی ایشلے چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے کچھ سوچ کر ٹرانسمیٹر پر مارشل ڈریگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ وہ مارشل ڈریگر کو پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں کی ہلاکت کی اطلاع دینا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ مارشل ڈریگر کو جب پتہ چلے گا کہ تمام پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں تو وہ اس سے بے حد خوش ہو گا اور مارشل ڈریگر جب بھی کسی بات سے خوش ہوتا تھا تو اس سے کوئی بھی منہ مانگا انعام حاصل کیا جا سکتا تھا اور لیڈی ایشلے مارشل ڈریگر کی نمبر ٹو بننا چاہتی تھی اس لئے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ مارشل ڈریگر کی خوشی کا فائدہ اٹھا کر اپنے لئے انعام کے طور پر

اس سے نائٹ فورس کے نمبر ٹو کا عہدہ مانگ لے گی۔ ظاہر ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت سے نہ صرف مارشل ڈریگر بلکہ اسرائیل میں بھی ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ جائے گی اور اس کا سارا کریڈٹ لیڈی ایشلے کو ہی ملنے والا تھا۔

لیڈی ایشلے نے سوچ لیا تھا کہ وہ مارشل ڈریگر کو کال کر کے یہی بتائے گی کہ اس نے اور اس کی فورس نے ہی تیز رفتاری سے کارروائی کرتے ہوئے پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں کو ان کے انجام تک پہنچایا ہے۔ اس کے لئے اسے ظاہر ہے وائرز کو راستے سے ہٹانا ضروری تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ جیسے ہی وائرز اور اس کے ساتھی پاکیشیائی ایجنٹوں کو لے کر یہاں آئیں گے وہ وائرز کو بھی ہلاک کر دے گی اور فورس چونکہ اس کے انڈر تھی وہ بھی اس کا ہی ساتھ دے گی اور اس کے لئے مارشل ڈریگر پر یہ ثابت کرنا کچھ مشکل نہیں ہو گا کہ پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں کی ہلاکت میں صرف اسی کا ہاتھ تھا۔

تختے پر روشنی پھیلتے ہی اس پر ایک منظر ابھر آیا۔ منظر میں ایک گھر کا بیڈ روم دکھائی دے رہا تھا جہاں ایک بڑا سا بیڈ بچھا ہوا تھا اور اس بیڈ پر ایک بوڑھا آدمی گہری نیند سویا ہوا تھا۔ سکرین تیزی سے کلوز ہوئی اور اس بوڑھے کا چہرہ کلوز ہوتا چلا گیا۔ عمران غور سے اس بوڑھے کی طرف دیکھنے لگا۔

''یہ آران کا پروفیسر ابھیان ہے۔ اس پر ہماری دنیا کے ڈامگا جن نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اب دیکھو۔ میں تمہیں ڈامگا جن کا چہرہ دکھاتا ہوں'' ...... ابو شوہول نے کہا۔ ابھی وہ اس بوڑھے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس بوڑھے کا چہرہ بدل کر انتہائی بھیانک ہو گیا۔ بوڑھے کا چہرہ بے حد بھاری اور ڈراؤنا ہو گیا تھا اور اس کے سر پر دو نوکیلے سینگ بھی دکھائی دے رہے تھے۔

''بڑا خوفناک جن ہے یہ تو'' ...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اس کی خوفناکی کی وجہ سے ہی آدم زاد ڈاکٹر کرس اسے

اپنے قبضے میں کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ ہماری دنیا کے جو جنات بھیانک اور ڈراؤنی شکلوں والے ہوتے ہیں وہ آسانی سے ڈاکٹر کرس جیسے شیطانوں کے قبضے میں چلے جاتے ہیں'' ...... ابو شوہول نے کہا۔ اس نے ہاتھ کی ایک انگلی روشن تختے کی طرف جھٹکی تو سکرین سے منظر غائب ہو گیا اور اس کی جگہ سکرین پر ایک لیبارٹری کا منظر ابھر آیا جہاں سکرین پر ایک اور بوڑھا سائنس دان کو دکھایا جا رہا تھا۔ بوڑھے ایک میز کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی جس کا وہ انہا کی سے مطالعہ کر رہا تھا۔

''یہ پروفیسر گوبتان ہے اور اس کے سر پر سوار جن ڈوراما ہے۔ اس جن کی شکل دیکھو'' ...... ابو شوہول نے کہا اور دوسرے لمحے عمران نے اس بوڑھے کا بھی چہرہ بدلتے دیکھا۔ بوڑھے کا چہرہ ایک بھیانک شکل والے جن کا بن گیا تھا جو واقعی بے حد ڈراؤنا تھا۔ اسی طرح ابو شوہول نے ایک ایک کر کے عمران کو پانچوں آرانی سائنس دانوں کے چہرے اور ان کے سروں پر سوار جناتی دنیا کے جنات کے چہرے دکھائے اور اسے ان سائنس دانوں کے ناموں کے ساتھ جنات کے نام بھی بتا دیئے اور پھر اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو تختہ نہ صرف تاریک ہو گیا بلکہ حیرت انگیز طور پر وہاں سے غائب ہو گیا۔

''فرانا۔ اندر آؤ'' ...... ابو شوہول نے تختہ غائب کر کے جھونپڑی

کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو جھونپڑی کے دروازے سے اسے وہی لڑکی اندر داخل ہوتی دکھائی دی جو عمران سے پہلے بھی مل چکی تھی اور جس نے عمران کو اپنا نام فرانا بتایا تھا۔ فرانا نے وہی خوبصورت اور دیدہ زیب لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں چاندی کی ایک ٹرے تھی جس پر سرخ رنگ کے مخمل کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اس نے اندر آتے ہی ابوشوہول اور عمران کو انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''لاؤ بیٹی۔ یہ شاخ کرال عمران بیٹے کو دے دو تاکہ یہ ہماری دنیا کے جنات کو واپس ہماری دنیا میں بھیجنے کے لئے اسے استعمال کر سکے''...... ابوشوہول نے کہا تو فرانا آگے بڑھی اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹرے جھکتے ہوئے عمران کی جانب بڑھا دی۔ اس نے ایک ہاتھ سے ٹرے پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے ٹرے پر رکھا ہوا سرخ مخملی کپڑا ہٹا دیا۔ کپڑا ہٹتے ہی عمران کو ٹرے میں ایک تین بالشت لمبی پتلی سی شاخ دکھائی دی جو سنہرے رنگ کی تھی اور اس کا ایک سرا موٹا جبکہ دوسرا سرا پتلا تھا اور پتلا سرا باریک باریک مگر نوکیلے کانٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

''لے لو بیٹا۔ یہی شاخ کرال ہے''...... ابوشوہول نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرے سے شاخ کرال کی چھڑی اٹھا لی۔ چھڑی پتلی ہونے کے باوجود بے حد مضبوط اور سخت

تھی۔ عمران نے جیسے ہی چھڑی ہاتھ میں لی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں بجلی کی تیز لہریں سی بھرتی جا رہی ہوں۔

''شاخ کرال سے تمہارے جسم میں بھی بے حد طاقت آ جائے گی بیٹا۔ اس شاخ کے اثر سے تم نہ صرف ہمارے جنات کو آزادی دلا سکتے ہو بلکہ یہ شاخ اگر تم شیطان ڈاکٹر کرس اور اس کے نائب کے سر پر مارو گے تو وہ بھی فوراً ہلاک ہو جائیں گے اور جب تک تمہارے پاس شاخ کرال رہے گی۔ تم پر ڈاکٹر کرس اور ڈاکٹر ریمنڈ کوئی سحر نہیں کر سکے گا اور نہ ہی تمہارے نزدیک ان کی ماورائی طاقتیں آنے کی کوشش کریں گی''...... ابوشوہول نے کہا۔

''تو کیا مجھے ڈاکٹر کرس اور اس کے نائب ڈاکٹر ریمنڈ کو بھی ہلاک کرنا ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے بیٹا۔ ڈاکٹر کرس ایک تاریک غار میں شیطانی عمل کر رہا ہے۔ اس عمل کے ذریعے وہ مجھے اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہے۔ اس کا عمل بے حد سخت اور خطرناک ہے۔ اگر اسے جلد سے جلد ہلاک نہ کیا گیا تو وہ مجھے اپنے قبضے میں کر لے گا اور اگر میں اس کے قبضے میں چلا گیا تو پھر سمجھو کہ جناتی دنیا کے تمام جنات اس کے قبضے میں چلے جائیں گے جن کے ذریعے وہ پوری دنیا پر شیطانی راج قائم کر دے گا اور ہم سب ڈاکٹر کرس کے غلام بن کر اس کا ہر حکم ماننے کے لئے مجبور ہو جائیں گے''...... ابوشوہول نے کہا۔

"لیکن میں ڈاکٹر کرس کو ڈھونڈوں گا کہاں۔ وہ نجانے کس تاریک غار میں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ فرانا تمہارے ساتھ جائے گی۔ یہ تمہیں آران کے ان سائنس دانوں کے پاس بھی لے جائے گی۔جن کے سروں پر ہمارے جنات سوار ہیں پھر یہ تمہیں اس تاریک غار تک بھی لے جائے گی جہاں ڈاکٹر کرس مجھے اپنے قبضے میں کرنے کے لئے شیطانی عمل کر رہا ہے۔ فرانا تاریک غار کے تمام حفاظتی نظام ختم کرنے میں تمہاری مدد کرے گی تاکہ تم آسانی سے ڈاکٹر کرس تک پہنچ جاؤ ورنہ اس نے اپنی حفاظت کے لئے غار میں اس قدر شیطانی طاقتیں چھوڑ رکھی ہیں جو تمہیں دیکھتے ہی تم پر حملہ کر کے تمہیں ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار سکتی ہیں"...... ابوشوہول نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا فرانا مجھے اسرائیل بھی پہنچا سکتی ہے جہاں مارشل ڈریگر موجود ہے۔ اس کے پاس وہ ریموٹ کنٹرول ہے جس سے وہ آران میں خوفناک تباہی پھیلا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مارشل ڈریگر کی تم فکر نہ کرو۔ تمہارے ساتھی اس تک پہنچ جائیں گے اور وہ اس سے ریموٹ کنٹرول حاصل کر لیں گے۔ تمہیں، تمہارے ساتھیوں سے اسی لئے الگ رکھا گیا تھا تاکہ تم ماورائی طاقتوں کے خلاف کام کرو اور تمہارے ساتھی اسرائیل کے خلاف کام کرتے رہیں۔ جو کام تم کر سکتے ہو وہ کوئی اور نہیں کر سکتا

تھا اسی لئے میرے کہنے پر فرانا نے تمہارے ساتھیوں تک یہ بات نہیں پہنچنے دی تھی کہ اس نے تمہیں جلتی ہوئی کار سے زندہ نکال لیا تھا"...... ابوشوہول نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو کیا میں مارشل ڈریگر کی طرف سے بے فکر ہو جاؤں کہ وہ اس ریموٹ کنٹرول کو استعمال نہیں کرے گا جس سے آران کی تباہی ممکن ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں یہاں کس لئے ہوں"...... ابوشوہول نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ اسے ریموٹ کنٹرول استعمال نہیں کرنے دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اتنا تو میں بہرحال کر ہی سکتا ہوں"...... ابوشوہول نے کہا۔

"اگر آپ اتنا کر سکتے ہیں تو آپ کی بیٹی بھی تو اس معاملے میں ہماری مدد کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم جہاں کہو گے میں تمہیں ایک لمحے میں وہاں پہنچا دوں گی۔ اس کے سوا شاید میں تمہاری کوئی مدد نہ کر سکوں"...... فرانا نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مارشل ڈریگر سے وہ ریموٹ کنٹرول حاصل کر لو۔ اگر ایسا ہو جائے تو آران پر تباہی کا جو خطرہ چھایا ہوا ہے وہ ختم ہو جائے گا اور تم نے ہی بتایا تھا کہ آرانی ایٹم بموں اور میزائلوں پر جو بلاسٹنگ ڈیوائسز لگی ہوئی ہیں وہ اسی ریموٹ کنٹرول

سے ہی الگ ہو سکتی ہیں کسی اور طریقے سے نہیں''...... عمران نے کہا۔

''اس کے لئے تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے نا کہ اس سلسلے میں تمہارے ساتھی کام کر رہے ہیں۔ اگر وہ مارشل ڈریگر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ اس سے خود ہی ریموٹ کنٹرول حاصل کر لیں گے''...... ابوشوہول نے کہا۔

''اگر سے آپ کی کیا مراد ہے''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''آگے کیا ہونے والا ہے یا کیا ہو سکتا ہے اس کے بارے میں ہمیں کسی آدم زاد کے سامنے پیشن گوئی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ایسا وہی جنات کر سکتے ہیں جو کسی آدم زاد کے قبضے میں ہوں۔ بہرحال میں تمہیں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جو ہو گا اچھا ہی ہو گا۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنا کام کرو اور اپنے ساتھیوں کو ان کا کام کرنے دو''...... ابوشوہول نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو اب آپ مجھے کہاں پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

''تمہیں سب سے پہلے آران کے ان آدم زادوں کی مدد کرنی ہے جن پر ہماری قوم کے جنات سوار ہیں۔ انہیں اور ہمارے جنات کو شیطان ڈاکٹر کرس سے آزاد کراؤ اور اس کے بعد ان دو وچ ڈاکٹروں کو ان کے انجام تک پہنچاؤ بس یہی ہے تمہارا کام''۔

ابوشوہول نے کہا۔

''آپ کی دنیا کے ایک ہزار دروازے ہیں کیا فرانا مجھے ان دروازوں سے گزار کر آران پہنچا سکتی ہے تاکہ میں جلد سے جلد ان سائنس دانوں تک پہنچ سکوں جن کے سروں پر جناتی دنیا کے جنات چھائے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ تمہیں جناتی دنیا کے دروازوں سے ہی گزارا جائے گا ورنہ تمہارا سفر طویل ہو جائے گا''...... ابوشوہول نے کہا۔

''تو پھر ٹھیک ہے۔ میں آج بلکہ ابھی جا کر آرانی سائنس دانوں اور آپ کے جنات کو ڈاکٹر کرس کے سحر سے آزاد کرا دیتا ہوں اور پھر اس کے بعد میں فرانا کے ساتھ تاریک غار میں جا کر ڈاکٹر کرس کو بھی ہلاک کر دوں گا تاکہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے اپنے انجام کو پہنچ جائے''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں''...... ابوشوہول نے کہا۔

''چلیں''...... عمران نے فرانا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ چلو''...... فرانا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ عمران نے ابوشوہول سے ہاتھ ملایا اور اسے سلام کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''میرا ہاتھ پکڑ لو۔ باہر اندھیرا ہے۔ تمہیں اندھیرے میں پتہ نہیں چلے گا کہ کہاں جانا ہے''...... فرانا نے کہا۔

''پھر اندھیرا''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''ہاں۔ اس جھونپڑی کے سوا تمہیں جناتی دنیا کا کچھ نہیں دکھایا جا سکتا۔ یہ ہماری مجبوری ہے''...... فرانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور فرانا کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔ جیسے ہی اس نے فرانا کا ہاتھ پکڑا اسی لمحے جھونپڑی کا دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ دوسری طرف واقعی اندھیرا تھا۔ عمران، فرانا کا ہاتھ پکڑ کر جیسے ہی جھونپڑی سے باہر نکلا اس کی آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہمیشہ کے لئے اندھا ہو گیا ہو۔

''میں نے وہی سب کہا ہے جو تم نے مجھ سے کہنے کے لئے کہا تھا۔ اب تو میری جان بخش دو''...... ابو تاراب نے خوف سے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے عقب میں ابو جعفر کھڑا تھا جس کے مشین پسٹل کی نال ابو تاراب کے سر سے لگی ہوئی تھی۔ جولیا اور اس کے ساتھی ابو تاراب کے سامنے کھڑے تھے۔ جولیا کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا جس پر اس نے ابھی ابھی ابو تاراب کی لیڈی ایشلے سے بات کرائی تھی۔

ابو تاراب غاروں سے نکل بھاگنے کی کوشش میں تھا تاکہ وہ ٹرانسمیٹر پر لیڈی ایشلے سے بات کر کے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے غاروں میں آنے کے بارے میں بتا سکے اور جب کاسانی ڈیزرٹ میں موجود لیڈی ایشلے پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کارروائی کرے تو اس وقت تک ابو تاراب جو اصل میں اسرائیلی ایجنٹ وائرز تھا ان

سے بہت دور چلا جائے ورنہ وہ بھی لیڈی ایشلے کی کارروائی کی زد
میں آ کر ہلاک ہو جاتا۔

تنویر مختلف غاروں سے ہوتا ہوا جب ایک غار سے نکل کر باہر
پہاڑی علاقے میں آیا تو اسے ابو تاراب دکھائی دے گیا۔ ابو
تاراب نے اسے دیکھ کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن تنویر
بھلا اسے کہاں جانے دے سکتا تھا۔ اس نے ابو تاراب کی ٹانگوں
پر گولیاں مار کر اسے زخمی کر دیا۔ زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے
ابو تاراب کی حالت خراب ہو گئی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ تنویر
اسے بے ہوشی کی ہی حالت میں اٹھا کر واپس اس غار میں لے آیا
جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

تنویر کو ابو تاراب کو اٹھا کر لاتے دیکھ کر وہ سب چونک پڑے
تھے۔ تنویر نے انہیں ساری بات بتا دی۔ ابو جعفر کو ابو تاراب پر بے
حد غصہ تھا۔ اس نے ابو تاراب کی تلاشی لی تو اسے ابو تاراب کی
جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ صفدر نے جب ابو
تاراب کے چہرے پر نمک ملا پانی ڈالا تو واقعی ابو تاراب کے
چہرے پر سے حیرت انگیز طور پر ماسک غائب ہو گیا اور اب ان
کے سامنے ایک اجنبی چہرہ تھا جسے دیکھ کر ابو جعفر کو اس پر بے حد
غصہ آ رہا تھا وہ اس اسرائیلی ایجنٹ کو وہیں گولی مار دینا چاہتا تھا
لیکن جولیا کے کہنے پر وہ رک گیا۔

جولیا کے کہنے پر ابو تاراب کو ہوش میں لایا گیا اور جب جولیا

نے اپنے طریقے سے اس سے پوچھ گچھ کی تو ابو تاراب نے انہیں
اپنے بارے میں بتا دیا کہ وہ ابو تاراب نہیں بلکہ اسرائیلی ایجنٹ
وائرز ہے جو ایک عرصہ سے ابو تاراب کے روپ میں آرانی ایجنٹوں
کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ جولیا نے اس سے نائٹ فورس کے ہیڈ
کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ
نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا لیکن
اس نے بتایا کہ لیڈی ایشلے جو ان کا شکار کرنے کے لئے کاسانی
ڈیزرٹ پہنچی ہوئی ہے وہ نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں
جانتی ہے۔ اگر وہ اسے قابو میں کر لیں تو وہ سب اس کی مدد سے
نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتے تھے۔ وائرز نے جولیا کے پوچھنے
پر یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس نے ابو تاراب کے روپ میں انہیں نائٹ
فورس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پہلے جو کچھ بھی بتایا تھا وہ سب
غلط تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھی کافی دیر تک وائرز کی بتائی ہوئی
معلومات کی روشنی میں ایک دوسرے سے مشورے کرتے رہے پھر
جولیا نے وائرز کو لیڈی ایشلے سے بات کرنے پر مجبور کیا۔ جولیا کے
کہنے پر صدیقی نے وائرز کو وقتی طور پر میڈیکل ایڈ باکس سے ایک
طاقت کا انجکشن نکال کر لگا دیا تھا تاکہ اس کی توانائی بحال ہو جائے
اور وہ لیڈی ایشلے سے ایزی ہو کر بات کر سکے۔

طاقت کا انجکشن لگنے سے واقعی وائرز کا مرجھاتا ہوا چہرہ بحال ہو

گیا تھا اور وہ کافی چاک و چوبند ہو گیا تھا۔ جولیا کے کہنے پر اس
نے لیڈی ایشلے سے بات کرنے سے انکار کیا لیکن جب ابو جعفر
نے اسے گھٹنوں کے بل بٹھا کر اس کے سر سے گن لگائی تو وائرز
ان کی بات مان گیا اور پھر جولیا نے اس سے لیڈی ایشلے کے
ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی پوچھ کر ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کی اور پھر وہ وائرز
کی لیڈی ایشلے سے بات کرانے لگی۔

وائرز کے سر پر موت سوار تھی اس لئے وہ لیڈی ایشلے سے وہی
کچھ کہہ رہا تھا جو جولیا نے اسے پہلے سے ہی سمجھا دیا تھا اور جب
یہ کال ختم ہو گئی تو جولیا نے فوراً ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ وائرز کے
چہرے پر موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی اور وہ ان کی جانب ترحم
بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''کیا اب بھی اس کا زندہ رہنا ضروری ہے''...... ابو جعفر نے
جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ اس نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اب یہ تمہارا مجرم ہے۔ تم
اس سے جو چاہے سلوک کرو''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لیکن''...... جولیا کی بات سن کر وائرز نے ہکلاتے
ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا ابو جعفر نے اس کے
سر میں گولی مار دی۔ وائرز کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔ گولی
نے اس کی کھوپڑی کے ٹکڑے اُڑا دیئے تھے۔ وہ الٹ کر منہ کے
بل گر گیا۔

''اس جیسے غدار کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا''...... ابو جعفر نے
غرا کر کہا۔

''لیڈی ایشلے اپنے آدمیوں کو یہاں ہماری لاشیں اٹھوانے کے
لئے بھیج رہی ہے۔ ان کے آنے سے پہلے ہی ہمیں انتظام کر لینا
چاہئے تاکہ ہم انہیں قابو کر سکیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ تم غاروں میں جا کر ہر طرف بلیو سلنڈرز لگا دو اور
سلنڈروں کے پاس ہی چھپ جاؤ۔ جیسے ہی نائٹ فورس کے افراد
اس طرف آئیں تم فوراً سلنڈرز کھول دینا تاکہ وہ بلیو گیس سے فوراً
بے ہوش ہو جائیں''...... جولیا نے کہا۔

''اگر اس طرف آتے ہوئے انہوں نے گیس ماسکس لگا لئے تو
کیا بلیو سلنڈرز کی گیس ان پر اثر کرے گی''...... صفدر نے پوچھا۔

''اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ تم سب سلنڈرز کے ارد گرد ہی
رہنا اور اگر انہوں نے گیس ماسکس پہنے ہوئے ہوں تو تم گنیں
لے کر فوراً ان کے سامنے آ جانا اور انہیں کور کر لینا۔ ہمیں ان پر
گولیاں نہیں چلانی۔ گولیاں چلانے کے نتیجے میں ان کے لباس خون
آلودہ ہو جائیں گے۔ ہمیں ان کے صاف ستھرے لباس چاہئیں۔
پہلے جو افراد یہاں آئے تھے ان میں سے کسی کا لباس بھی اس
قابل نہیں ہے کہ ہم اسے پہن کر باہر جا سکیں۔ میں چاہتی ہوں کہ
ہم آنے والے افراد کو قابو کریں اور پھر انہیں بے ہوش کر کے ان
کی یونیفارمز پہن کر اس جگہ پہنچ جائیں جہاں لیڈی ایشلے موجود

ہے۔ میں ہر حال میں لیڈی ایشلے کی جگہ لے کر نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچنا چاہتی ہوں تاکہ مارشل ڈریگر کو قابو کیا جا سکے“...... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ آنے والے افراد پر ہمیں گولیاں چلانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ہماری تعداد نو ہے اور لیڈی ایشلے یہاں دس افراد کو بھیج رہی ہے۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی تو ہم نو افراد کو چھوڑ کر باقی سب کو ہلاک کر دیں گے“۔ تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہونا چاہئے“...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور وہ سب فوراً اپنے بیگوں سے نیلے رنگ کے چھوٹے چھوٹے سلنڈر نکال کر غاروں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ غاروں میں جا کر وہ وہاں بنی ہوئی دراڑوں میں چھپ کر بیٹھ گئے جہاں سے وہ نائٹ فورس کے مسلح افراد کو دیکھ سکتے تھے اور اچانک ان کے سامنے آ کر ان پر حملہ بھی کر سکتے تھے۔ پندرہ منٹ کے بعد انہیں ایک غار سے دس افراد آتے دکھائی دیئے۔ ان افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ انہوں نے گیس ماسکس نہیں لگا رکھے تھے۔ جس غار سے وہ آ رہے تھے وہاں جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے اور ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر دیواروں میں بنی ہوئی دراڑوں میں چھپے ہوئے تھے۔

”وہ آ رہے ہیں اور انہوں نے گیس ماسکس نہیں لگائے ہوئے

ہیں۔ ہم بلیو سلنڈرز سے انہیں آسانی سے بے ہوش کر دیں گے“...... جولیا نے ہلکی آواز میں کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بلیو سلنڈر کا کیپ اتار کر اس پر لگے ہوئے بٹن پر انگوٹھا رکھ دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی اپنے بلیو سلنڈرز اوپن کر لئے۔ ان سب کی نظریں سامنے سے ٹارچیں لے کر آنے والے افراد پر جمی ہوئی تھیں جو انتہائی محتاط انداز میں آہستہ آہستہ اسی طرف آ رہے تھے۔

”پھینک دو سلنڈرز“...... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے بلیو سلنڈر کا بٹن پریس کر کے اسے سامنے کی جانب اچھال دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی اپنے سلنڈر آنے والے افراد کی طرف پھینک دیئے۔ تینوں سلنڈرز ایک ساتھ سامنے سے آنے والے افراد کے قریب گرے۔ سلنڈرز گرتے دیکھ کر آنے والے افراد وہیں ٹھٹھک گئے اور ان کی ٹارچوں کے رخ بلیو سلنڈرز کی طرف ہو گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اسی لمحے یکے بعد دیگرے تین ہلکے ہلکے دھماکے ہوئے اور آنے والے مسلح افراد ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوریوں کی طرح گرتے چلے گئے۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں نے سلنڈرز پھینکتے ہوئے اپنے سانس روک لئے تھے۔ انہوں نے چند لمحے انتظار کیا اور پھر جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہاں سے بلیو سلنڈرز کی گیس کا اثر ختم ہو گیا ہے تو انہوں نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا۔

"آؤ"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے بے ہوش ہو کر گرنے والے افراد کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس کے پیچھے لپکے۔ جولیا اور ان دونوں نے آنے والے افراد کو چیک کیا وہ مڑے تڑے انداز میں گرے ہوئے تھے اور واقعی بے ہوش ہو چکے تھے۔

"کام ہو گیا ہے۔ جاؤ۔ سب کو بلا کر یہاں لے آؤ تاکہ ہم ان کے لباس پہن سکیں"...... جولیا نے کہا تو صفدر مڑا اور تیزی سے ان غاروں کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ان کے باقی ساتھی موجود تھے۔ کچھ ہی دیر میں باقی سب بھی وہیں آ گئے تھے۔ جولیا کے کہنے پر ان سب نے ایک ایک شخص کو اٹھایا اور اسے لے کر دوسرے غاروں کی طرف بڑھتے چلے گئے تاکہ وہ ان کے لباس اتار کر پہن سکیں۔

"لباس پہن کر انہیں گولیاں مار دینا ورنہ بعد میں یہ ہمارے لئے مسئلہ کھڑا کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جولیا نے بھی ایک شخص کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹتی ہوئی غار کی ایک بڑی دراڑ میں لے گئی تاکہ وہ اس کا لباس اتار کر پہن سکے۔

کچھ دیر بعد غار میں مختلف جگہوں سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ لباس بدل کر جولیا اور اس کے ساتھیوں نے نائٹ فورس کے افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ سب ایک جگہ

جمع ہو گئے۔ لباس بدلنے کے ساتھ ساتھ ان سب نے چہروں پر ماسک لگا کر ان تمام افراد کے میک اپ بھی کر لئے تھے جن کے انہوں نے لباس بدلے تھے تاکہ باہر جانے پر فوری طور پر لیڈی ایشلے اور اس کے ساتھی انہیں پہچان نہ سکیں۔

"ہمارے پاس اور کتنے بلیو سلنڈر باقی ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"دس سلنڈرز ہیں"...... چوہان نے جواب دیا۔ سارے سلنڈرز اس کے بیگ میں ہی موجود تھے جو اس نے ہی اپنے ساتھیوں کو نکال کر دیئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے کام ہو جائے گا۔ ہم باہر جاتے ہی ہر طرف بلیو سلنڈرز پھینک دیں گے تاکہ لیڈی ایشلے اور اس کی فورس بے ہوش ہو جائے اور میں لیڈی ایشلے کی جگہ لے سکوں"...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اس کے کہنے پر چوہان نے ایک ایک سلنڈر نکال کر جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو دے دیا کیونکہ ان تینوں نے اپنے سلنڈرز فائر کر دیئے تھے۔ پھر ان سب نے نائٹ فورس کے افراد کی لاشیں اٹھائیں اور انہیں کاندھوں پر ڈال کر وہاں سے چل پڑے۔ جولیا کی جگہ تنویر نے دو افراد کی لاشیں اٹھا کر اپنے کاندھوں پر ڈال لی تھیں۔ نائٹ فورس کے افراد چونکہ اپنے ساتھ طاقتور ٹارچیں لائے تھے اس لئے انہوں نے ان افراد کی ٹارچیں ساتھ لے لی تھیں اور

اپنے سروں پر سے ٹارچوں والے ہیلمٹ اتار کر دراڑوں میں چھپا دیئے تھے۔ ایک گھنٹہ مسلسل چلتے رہنے کے بعد وہ مختلف غاروں سے ہوتے ہوئے ایک بڑے غار میں پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ غار میں پہنچے اسی لمحے غار میں ہر طرف تیز روشنی بھرتی چلی گئیں۔ یہ روشنی غار میں لگی ہوئی بڑی سرچ لائٹوں سے نکل رہی تھیں جو شاید وہاں پہلے سے لگائی گئی تھیں۔ روشنی ہوتے ہی انہیں سامنے ایک نوجوان لڑکی اور فورس کے بے شمار افراد دکھائی دیئے۔ ان سب نے پوزیشنیں سنبھال رکھی تھیں۔

''وہیں رک جاؤ۔ اگر کوئی آگے بڑھا تو اسے بھون دیا جائے گا''...... لڑکی نے چیختے ہوئے کہا۔ اس لڑکی کی آواز سنتے ہی وہ سب چونک پڑے۔ یہ لیڈی ایشلے کی آواز تھی جو انہوں نے ٹرانسمیٹر پر سنی تھی جب وائرز اس سے بات کر رہا تھا۔

''یہ کیا۔ یہ ہمارے ساتھ اس طرح کیوں پیش آ رہے ہیں''۔ ابوجعفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے''...... خاور نے کہا۔

''کیسا شک۔ ہم نے ان کے ساتھیوں کے لباس پہن رکھے ہیں اور ہم میک اپ میں بھی ہیں''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا مادام۔ ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لائے ہیں۔ آپ نے ہی ہمیں بھیجا تھا''...... جولیا کے اشارے پر صفدر نے

وائرز کی آواز نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''تم کون ہو''...... لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

''وائرز۔ میرا نام وائرز ہے مادام۔ میری ہی آپ سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تھی۔ میں نے ہی ان سب کو بے ہوش کر کے گولیاں ماری تھیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لینے کے لئے دس افراد بھیجے تھے جبکہ تم نو ہو۔ دو آدمی کہاں ہیں''...... لیڈی ایشلے نے چیختے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو اس نے ہمیں غاروں میں لگے ہوئے کیمروں سے چیک کیا ہے کہ ہماری تعداد کم ہے''...... جولیا نے غراتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ اس طرف آتے ہوئے انہیں جگہ جگہ غاروں کی دیواروں میں کیمرے لگے ہوئے دکھائی دیئے تھے جنہیں دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ کیمرے لیڈی ایشلے نے انہیں چیک کرنے کے لئے لگوا رکھے ہیں۔ لیکن وہ چونکہ نائٹ فورس کے افراد کے لباسوں اور میک اپ میں تھے اس لئے انہوں نے ان کیمروں کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ اگر لیڈی ایشلے انہیں کیمروں کی مدد سے دیکھ بھی لیتی تو وہ یہی سمجھتی کہ یہ اسی کے ساتھی ہیں جو غاروں سے پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں اٹھا کر لا رہے ہیں۔ لیکن لیڈی ایشلے شاید ضرورت سے زیادہ چالاک تھی۔ اس نے کیمروں کی مدد سے ان کی تعدا چیک کر لی تھی۔ وائرز نے ٹرانسمیٹر پر بات

کرتے ہوئے اسے بتایا تھا کہ وہ غار میں اکیلا ہی ہے اور اس نے وائرز کی مدد کے لئے دس افرد کو بھیجا تھا جبکہ ان کی واپسی نو افراد کی شکل میں ہوئی تھی حالانکہ وائرز سمیت انہیں گیارہ کی تعداد میں واپس آنا چاہئے تھا۔

''ہم نے دو افراد کو وہیں روک دیا ہے۔ وہاں ہمارے اور ساتھیوں کی لاشیں بھی پڑی ہوئی ہیں۔ ہم نے سوچا تھا کہ ہم ان سب کی لاشیں آپ کے پاس پہنچا دیں اس کے بعد واپس جا کر وہاں سے اپنے ساتھیوں کی لاشیں بھی اٹھا لائیں گے''...... صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا تمہارے کاندھوں پر پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں ہیں''...... لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

''یس مادام''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ان کی لاشیں نیچے رکھو اور لاشوں کے ساتھ اپنا اسلحہ بھی رکھ دو۔ ہم ان لاشوں کو چیک کریں گے۔ اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں ہوئیں تو تمہیں آگے آنے دیا جائے گا ورنہ......'' لیڈی ایشلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن مادام''...... صفدر نے کہنا چاہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ جو کہہ رہی ہو وہی کرو ورنہ تم سب کو یہیں مار گرایا جائے گا''...... لیڈی ایشلے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لاشیں نیچے رکھو اور اپنا اسلحہ بھی ڈال دو''......جولیا نے کہا۔

''لیکن......'' تنویر نے کہنا چاہا۔

''ہمارے پاس بلیو سلنڈرز ہیں۔ پیچھے ہٹتے ہوئے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سلنڈرز آن کرو اور سانس روک لو۔ بلیو سلنڈرز کی گیس سے یہ سب یہیں بے ہوش ہو جائیں گے''...... جولیا نے آہستہ آواز میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور کاندھوں سے لاشیں اتار کر نیچے رکھنی شروع کر دیں اور اپنے مشین پسٹل اور کمر پر لدے ہوئے بیگ بھی اتار کر نیچے رکھنے شروع کر دیئے۔

''گڈ۔ اب اپنے ہاتھ سروں پر رکھ کر پیچھے ہٹ جاؤ''۔ لیڈی ایشلے نے کہا۔ جولیا نے انہیں اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے پیچھے ہٹتے ہوئے انہوں نے پھولی ہوئی جیبوں پر اس انداز میں ہاتھ مارے کہ ان کی جیبوں میں موجود بلیو سلنڈروں کے بٹن پریس ہو گئے۔ انہیں اس طرح جیبوں میں مارتے دیکھ کر لیڈی ایشلے اور اس کے ساتھی چونکے ہی تھے کہ اچانک ہر طرف تیز بو پھیل گئی۔ اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے بلیو سلنڈروں کی گیس نے اپنا کام کر دکھایا اور وہ سب وہیں گر کر بے ہوش ہوتے چلے گئے۔

عمران اندھیرے میں جن زادی فرانا کا ہاتھ تھامے چلا جا رہا تھا۔ مسلسل اور کافی دیر چلنے کے بعد فرانا ایک جگہ رکی تو عمران بھی رک گیا۔

''ہاتھ چھوڑو تاکہ میں اپنی دنیا سے آران کی طرف کھلنے والا دروازہ کھول سکوں''...... فرانا نے کہا تو عمران نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اسی لمحے عمران کو تیز چرچراہٹ کی آواز سنائی دی۔ فرانا نے دروازہ کھول دیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی عمران کے چہرے پر تیز ہوا کا جھونکا سا ٹکرایا۔ اسی لمحے فرانا نے دوبارہ اس کا ہاتھ تھام لیا اور عمران کو لے کر آگے بڑھ گئی۔

دس قدم چلتے ہی عمران کی آنکھوں کے سامنے تیز روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی دن کی روشنی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران کسی تاریک غار سے نکل کر اچانک باہر آ گیا ہو۔ تیز روشنی کی وجہ سے عمران کی آنکھیں ایک لمحہ کے لئے خیرہ ہوگئیں لیکن چند ہی لمحوں

میں اس کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوگئیں اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اس وقت ایک بہت بڑی عمارت کے گارڈن میں درختوں کے پاس کھڑا تھا۔ یہ عمارت عمران نے پہلے بھی دیکھ رکھی تھی۔ یہ عمارت آرانی سیکرٹ سروس کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کی تھی۔ فرانا اسے جناتی دنیا سے نکال کر ڈائریکٹ آران اور آرانی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں لے آئی تھی۔

''حیرت ہے۔ ہم اتنی جلدی آران پہنچ بھی گئے ہیں''۔ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ جناتی دنیا کے ان دروازوں کی وجہ سے ہوا ہے جنہیں کھول کر ہم دنیا کے کسی بھی حصے میں جا سکتے ہیں''...... فرانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کو اپنے ساتھ کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔

''لیکن تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو۔ کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی جگہ ہے''...... عمران نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ آرانی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ کرنل ولید اسی ہیڈ کوارٹر میں ہوتا ہے اور میں نے راستے میں تمہارا دماغ پڑھ لیا تھا۔ تم آران آ کر کرنل ولید سے ملنا چاہتے تھے تاکہ اس کی مدد سے ان سائنس دانوں تک پہنچ سکو جو جناتی دنیا کے جنات کے کنٹرول میں ہیں''...... فرانا نے کہا۔

''تو تم میرا دماغ بھی پڑھ سکتی ہو''...... عمران نے ایک طویل

سانس لے کر کہا۔

''ہاں۔ میں جن زادی ہوں اور کسی بھی آدم زاد کا دماغ پڑھنا میرے لئے مشکل نہیں ہے''...... فرانا نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں کرنل ولید سے مل کر ابھی آتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ مجھے کون سا کرنل ولید یا یہاں موجود کسی شخص نے دیکھ لینا ہے''...... فرانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت کے مین دروازے پر پہنچ کر وہ رک گیا۔

''کرنل ولید سے کہو کہ پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ اس سے ملنے آیا ہے''...... عمران نے گیٹ پر کھڑے ایک گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ یہ ڈھمپ کہاں کی ریاست ہے''۔ گارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جہاں کی بھی ہے۔ تمہارا چیف وہاں کی کئی بار سیر کر چکا ہے۔ جاؤ جلدی جاؤ۔ میرا اس سے ملنا بے حد ضروری ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو گارڈ حیرت سے اس کی شکل دیکھتا ہوا گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ کرنل ولید بھی تھا۔

''ارے عمران صاحب آپ۔ آپ کب آئے۔ آنے کی آپ نے اطلاع ہی نہیں دی۔ اگر پتہ ہوتا تو ایئر پورٹ میں آپ کو خود ریسیو کرنے آ جاتا''...... کرنل ولید نے عمران کو دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملانے لگا۔

''جہاز سے آیا ہوتا تو تم مجھے ایئر پورٹ ریسیو کرنے آتے۔ میں تو اندھیروں کا سفر کرتے ہوئے یہاں پہنچا ہوں اور وہ بھی دس بارہ منٹوں میں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو فرانا جو اس کے ساتھ کھڑی تھی اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''اندھیروں کا سفر وہ بھی دس بارہ منٹ میں۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... کرنل ولید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہ ہی سمجھو تو بہتر ہو گا۔ اب اندر چلو۔ مجھے تم سے انتہائی ضروری باتیں کرنی ہیں۔ یہاں کھڑے کھڑے میری ٹانگیں تھک گئیں تو پھر تمہیں مجھے اپنے کاندھوں پر بٹھا کر لے جانا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو کرنل ولید بے اختیار ہنس پڑا اور پھر وہ اسے لے کر اپنے آفس میں آ گیا۔

''اب بتائیں''...... کرنل ولید نے اپنے آفس کی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ فرانا اس کے پاس کھڑی ہو گئی تھی۔

''کیا بتاؤں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''یہی کہ آپ اچانک کیسے آئے ہیں۔ آپ سے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھیجا تھا جنہیں میں نے اپنے دو ایجنٹوں کے ساتھ خفیہ راستوں سے اسرائیل روانہ کر دیا ہے''...... کرنل ولید نے کہا۔

''تو وہ اپنے مشن پر جا چکے ہیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ بڑا عجیب سا مشن ہے۔ چیف ایکسٹو نے فون پر مجھ سے جو کچھ کہا تھا وہ انتہائی حیرت ناک اور ناقابلِ یقین تھا لیکن چونکہ چیف ایکسٹو ہمارے لئے انتہائی محترم اور مقدم ہستی ہیں اس لئے میں نے ان کی بتائی ہوئی ایک ایک بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیا تھا اور وہی سب کچھ کیا تھا جو انہوں نے کرنے کے لئے کہا تھا''...... کرنل ولید نے کہا۔

''اچھا کیا جو تم نے چیف کی ہدایات پر عمل کیا تھا۔ اس وقت آران ایک بہت بڑے خطرے کی زد میں ہے کرنل ولید اور ہم نہیں چاہتے کہ اسرائیل شیطانی طاقتوں کی مدد سے آران کو تباہی سے ہمکنار کر سکے''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن یہ جنات اور ماورائی سلسلہ۔ یہ سب میری سمجھ سے بالاتر ہے''...... کرنل ولید نے صاف گوئی سے کہا۔

''جب تم اپنے سائنس دانوں کے سروں سے جنات اترتے دیکھو گے تو تمہیں خود ہی ان سب باتوں پر یقین آ جائے گا''۔

عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''...... کرنل ولید نے چونک کر کہا۔

''ایک کاغذ قلم دو مجھے''...... عمران نے کہا۔ کرنل ولید چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک نوٹ پیڈ اور ایک قلم میز سے اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے نوٹ پیڈ پر پانچ نام لکھے اور کرنل ولید کی طرف بڑھا دیئے۔ پیڈ پر لکھے ہوئے نام پڑھ کر کرنل ولید بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ یہ تو ہمارے ملک کے سائنس دانوں کے نام ہیں جو ایٹمی تنصیبات میں کام کر رہے ہیں''...... کرنل ولید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی وہ سائنس دان ہیں جن پر جن مسلط کئے گئے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ تو......'' کرنل ولید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔ تم ایک کام کرو''۔ عمران نے کہا۔

''کیسا کام''...... کرنل ولید نے پوچھا۔

''ان پانچوں کو کسی طرح بے ہوش کر کے یہاں لے آؤ۔ پھر دیکھنا میں کس طرح تمہارے سامنے ان پانچوں کے سروں سے جن اتارتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم ان کے سروں سے جن اتارو گے لیکن کیسے"۔ کرنل ولید نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔ تم جلد سے جلد انہیں یہاں لانے کا انتظام کرو اور ہاں ان سب کو بے ہوش ہونا چاہئے اور انہیں بے ہوش کرنے کے لئے ان کے قریب نہ جانا بلکہ یہ جہاں بھی ہیں وہاں جا کر ان پر بے ہوشی کی کوئی گیس چھوڑ دینا اور جب یہ بے ہوش ہو جائیں تب انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دینا تاکہ ان کے سروں پر سوار جنات تمہیں نقصان نہ پہنچا سکیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں لیکن بہرحال آپ جیسا کہہ رہے ہیں میں بالکل ویسا ہی کروں گا"...... کرنل ولید نے کہا۔

"تو پھر جاؤ۔ اور جتنی جلدی انہیں یہاں لا سکتے ہو لے آؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یہ پانچوں مختلف لیبارٹریوں میں تعینات ہیں۔ انہیں یہاں لانے میں وقت لگ جائے گا"...... کرنل ولید نے کہا۔

"کتنا وقت"...... عمران نے پوچھا۔

"چار سے چھ گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے"...... کرنل ولید نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تب تک میں ایک دو ضروری کام نپٹا لیتا ہوں"۔

عمران نے کہا۔

"کون سے کام"...... کرنل ولید نے چونک کر پوچھا۔

"بعد میں بتاؤں گا۔ تم جاؤ اور ابھی سے اپنا کام شروع کر دو"...... عمران نے کہا تو کرنل ولید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس وقت تک تم کیا کرو گے۔ کہو تو تمہیں ریئسٹ کے لئے کہیں پہنچا دوں"...... کرنل ولید نے کہا۔

"عالم بالا میں نہ پہنچانا باقی جہاں چاہے پہنچا دو"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جواب میں کرنل ولید بھی مسکرا دیا۔

"تہہ خانے میں ایک ریسٹ روم موجود ہیں۔ وہاں چلو۔ ان سائنس دانوں کو بھی میں وہیں لے آؤں گا"...... کرنل ولید نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کرنل ولید اٹھ کھڑا ہوا اس کے اٹھتے ہی عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا اور کرنل ولید اسے تہہ خانے میں موجود ریسٹ روم کی طرف لے کر چل پڑا۔

مارشل ڈریگر اپنے آفس میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر میز پر پڑے فون سیٹوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

میز پر مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سفید رنگ کے فون سیٹ کی گھنٹی بج رہی تھی۔ مارشل ڈریگر نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مارشل ڈریگر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''لانسی بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لانسی مارشل ڈریگر کی پرنسل سیکرٹری تھی۔

''یس۔ کیوں فون کیا ہے''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''چیف۔ لیڈی ایشلے اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آئی ہے اور ان کے ساتھ نو افراد کی لاشیں بھی ہیں''...... لانسی نے کہا تو مارشل ڈریگر بے اختیار چونک پڑا۔

''لاشیں''...... مارشل ڈریگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ لیڈی ایشلے کا کہنا ہے کہ یہ لاشیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہیں جن کا انہوں نے کاسانی صحرا میں شکار کیا ہے اور وہ ان کی لاشیں آپ کو دکھانے کے لئے یہاں لے آئی ہیں''۔ لانسی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کہاں ہے لیڈی ایشلے''...... مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''میرے سامنے کھڑی ہیں چیف''...... لانسی نے کہا۔

''اسے میرے پاس بھیجو ابھی۔ فوراً''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یس چیف''...... لانسی نے کہا اور مارشل ڈریگر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تو لیڈی ڈیتھ نے آخر کار پاکیشیائی ایجنٹوں کا شکار کر ہی لیا ہے''...... مارشل ڈریگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لے کر یہاں کیوں آئی ہے۔ میں نے تو اسے ایسا کرنے کے لئے نہیں کہا تھا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور لیڈی ایشلے مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔

''گڈ آفٹر نون چیف''...... لیڈی ایشلے نے مسکرا کر مارشل ڈریگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آؤ لیڈی ایشلے۔ بیٹھو''...... مارشل ڈریگر نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو لیڈی ایشلے آگے بڑھی اور مارشل ڈریگر

کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔ مارشل ڈریگر غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے۔ کچھ بدلی ہوئی معلوم ہو رہی ہے''...... مارشل ڈریگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں صحرا سے آئی ہوں چیف اور صحرا میں اُڑنے والی ریت سے بھلا کسی کا گلا خراب ہونے سے بچ سکتا ہے''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ہے لیکن نجانے کیوں مجھے تمہارا انداز بھی کچھ بدلا ہوا معلوم ہو رہا ہے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یہ سب آپ کی نظروں کا دھوکہ ہے چیف۔ بہرحال میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ آخر کار میرے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچ گئے ہیں اور میں ان کی لاشیں آپ کو دکھانے کے لئے یہاں لے آئی ہوں''...... لیڈی ایشلے نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا ضرورت تھی ان کی لاشیں یہاں لانے کی۔ تم نے انہیں ہلاک کر دیا تھا میرے لئے یہی کافی تھا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''نو چیف۔ آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ حیرت انگیز طور پر مرنے کے بعد بھی زندہ ہو جاتے ہیں اور لمحوں میں بازی پلٹ دیتے ہیں۔ میں کوئی رسک نہیں

لینا چاہتی تھی اس لئے ان کی ہلاکت کی تصدیق کر کے میں ان کی لاشیں یہاں لے آئی ہوں''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''عمران۔ تو کیا ان میں عمران کی بھی لاش ہے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''نو چیف۔ عمران ان کے ساتھ نہیں آیا تھا۔ اگر وہ ان کے ساتھ آیا ہوتا تو اس کی لاش بھی میں تحفے میں آپ کو پیش کر دیتی۔ وہ سب میک اپ میں تھے۔ میں نے میک واشر سے ان کے میک اپ صاف کر دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور ان کے ساتھ دو افراد کی لاشیں اور بھی ہیں جن کا تعلق آرانی سیکرٹ سروس سے تھا''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''اوہ۔ ان میں تو ہمارا ایک آدمی بھی تھا جس کا نام وائرز تھا''۔ مارشل ڈریگر نے کہا۔

''سوری چیف۔ ہمارے آپریشن میں وائرز بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ چونکہ پاکیشیائی اور آرانی ایجنٹوں کے ساتھ تھا اس لئے ہمیں اسے بچانے کا موقع نہیں مل سکا تھا''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

بہرحال۔ میرے لئے یہی خوشی کی بات ہے کہ تمہیں جو ٹاسک دیا گیا تھا وہ تم نے انتہائی خوش اسلوبی سے پورا کیا ہے۔ تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر کے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میں تمہاری کارکردگی سے بے حد خوش ہوں اور میں جانتا تھا کہ یہ

کام تمہارے سوا دوسرا کوئی نہیں کر سکتا تھا''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''تھینک یو چیف''...... لیڈی ایشلے نے مسکرا کر کہا۔

''اب تم ان لاشوں کو لے جاؤ اور انہیں اپنے ہاتھوں سے ہیڈ کوارٹر کی برقی بھٹی میں جھونک دو تاکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا نام و نشان تک مٹ جائے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یس چیف''...... لیڈی ایشلے نے کہا اور اس نے میز پر پڑا ہوا پیپر ویٹ اٹھایا اور اسے میز پر آہستہ آہستہ گھمانے لگی۔

''ان کی لاشیں جلانے سے پہلے ان کی تصاویر لے لینا تاکہ ہم ان تصاویر کو اسرائیلی پریذیڈنٹ اور اسرائیلی پرائم منسٹر کے سامنے ثبوت کے طور پر پیش کر سکیں ورنہ شاید ہی انہیں یقین آئے گا کہ نائٹ فورس نے دنیا کے خطرناک اور ناقابل تسخیر ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''یس چیف''...... لیڈی ایشلے نے کہا۔

''کیا بات ہے۔ تم کچھ سوچ رہی ہو شاید''...... مارشل ڈریگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس چیف''...... لیڈی ایشلے نے اسی انداز میں کہا۔

''یس چیف۔ یس چیف کہہ رہی ہو کیا کوئی خاص بات ہے''۔ مارشل ڈریگر نے پوچھا۔

''یس چیف''...... لیڈی ایشلے نے اسی انداز میں کہا تو مارشل

ڈریگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ کیا مذاق ہے لیڈی ایشلے۔ بولو کیا کہنا چاہتی ہو''۔ مارشل ڈریگر نے غرا کر کہا۔

''میں کہنا نہیں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں چیف''۔ لیڈی ایشلے نے کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتی ہو۔ بولو''...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''آرانی ایٹمی تنصیبات پر جو بلاسٹنگ ڈیوائسز لگی ہوئی ہیں ان کا ریموٹ کنٹرول کہاں ہے''...... لیڈی ایشلے نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے رک رک کر کہا۔ مارشل ڈریگر ایک لمحے کے لئے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا مطلب۔ تم اس ریموٹ کے بارے میں کیسے جانتی ہو اور اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہی ہو''...... مارشل ڈریگر نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''میں آپ سے وہ ریموٹ کنٹرول لینے آئی ہوں چیف''۔ لیڈی ایشلے نے کہا تو مارشل ڈریگر کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس کا ہاتھ تیزی سے اپنی میز کی دراز کی طرف گیا لیکن اسی لمحے لیڈی ایشلے کا ہاتھ چلا اور اس کے ہاتھ میں موجود پیپر ویٹ اُڑتا ہوا پوری قوت سے مارشل ڈریگر کے سر سے ٹکرایا۔ مارشل ڈریگر کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اپنی کرسی سمیت الٹ کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ مارشل ڈریگر پر پیپر ویٹ پھینکتے ہی لیڈی ایشلے بجلی کی

سی تیزی سے اٹھی اور وہ میز کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی مارشل ڈریگر کے سر پر پہنچ گئی۔ اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے فوراً ایک منی پسٹل نکال لیا تھا۔

مارشل ڈریگر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے سر سے خون کی دھاریں نکل رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا لیڈی ایشلے کی ٹانگ چلی اور مارشل ڈریگر اچھل کر سائیڈ میں لڑھکتا چلا گیا۔ لیڈی ایشلے اچھل کر اس کے قریب آ گئی اور اس نے منی پسٹل مارشل ڈریگر کے سر سے لگا دیا۔

”کک کک۔ کون ہو تم“...... مارشل ڈریگر نے خون سے بھری ہوئی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہاری موت۔ رئیل لیڈی ڈیتھ“...... لیڈی ایشلے کے حلق سے بدلی ہوئی مگر انتہائی غراہٹ بھری آواز نکلی۔

”رئیل لیڈی ڈیتھ۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب“...... مارشل ڈریگر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا نام جولیا ہے۔ جولیانا فٹز واٹر۔ تمہاری لیڈی ڈیتھ میرے ہاتھوں کا سانی ڈیزرٹ میں ہی اپنے انجام تک پہنچ گئی تھی مارشل ڈریگر۔ لیڈی ڈیتھ اور اس کی فورس کے آدمیوں کا میک اپ کر کے میں اور میرے ساتھی یہاں پہنچ گئے ہیں۔ میں تمہارے سامنے ہوں اور میرے ساتھی تمہارے ہیڈ کوارٹر میں پھیل گئے ہیں۔ کسی بھی لمحے تمہارے اس ہیڈ کوارٹر میں تباہی کا سلسلہ شروع ہو سکتا

ہے۔ تمہیں اپنی زندگی پیاری ہے تو وہ ریموٹ کنٹرول میرے حوالے کر دو جس کے ذریعے تم آران کو تباہ کرنا چاہتے تھے“۔ لیڈی ایشلے نے کہا جو اصل میں جولیا تھی۔

جولیا نے بے ہوش لیڈی ڈیتھ کو باندھ کر اسی غار میں ڈال دیا تھا اور اس نے فوری طور پر لیڈی ڈیتھ کا میک اپ کر لیا تھا۔ لیڈی ڈیتھ کا لباس بدل کر اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی لیڈی ڈیتھ کے ساتھ آنے والے افراد کے لباس پہننے اور ان کے میک اپ کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس پر اس کے ساتھیوں نے فوراً عمل کیا تھا۔

جب اس کے ساتھیوں نے لیڈی ڈیتھ کے ساتھیوں کے لباس پہن لئے اور ان کے میک اپ کر لئے تو جولیا نے لیڈی ڈیتھ کو گولی مار کر اس کی لاش تنویر کے ذریعے دور ایک غار میں پھنکوا دی۔ اس کے بعد وہ سب ان افراد کو ہوش میں لانا شروع ہو گئے جو لیڈی ڈیتھ کے ساتھ آئے تھے جب وہ سب ہوش میں آ گئے تو جولیا جو لیڈی ڈیتھ کے میک میں تھی نے انہیں بتایا کہ وہ بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔ اس کے پاس مشین پسٹل تھا جس سے اس نے لاشیں لے کر آنے والے افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا اور اب ان کی لاشیں ان کے سامنے پڑی تھیں۔ سب کو لیڈی ڈیتھ کی باتوں پر یقین آ گیا اور جولیا ان کے ساتھ غاروں سے نکل کر باہر آ گئی۔ لیڈی ڈیتھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں ہیلی کاپٹروں پر

آئی تھی۔ اس نے سب کو واپس چلنے کا کہا تو وہ سب ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو گئے اور جولیا کے کہنے پر اس کے ساتھی ایک الگ ہیلی کاپٹر میں آ گئے۔ لیڈی ڈیتھ نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو اپنے ٹھکانوں پر جانے کے لئے کہا اور اپنے ہیلی کاپٹر میں موجود پائلٹ کو اس نے نائٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر چلنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے نو افراد کی لاشیں جن پر اس کے ساتھیوں نے اپنے میک اپ کر دیئے تھے اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں رکھ لی تھیں تاکہ وہ ان لاشوں کو مارشل ڈریگر کو دکھا سکیں۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کو نائٹ فورس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔ جولیا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کے کاشن کا انتظار کرے۔ جب وہ کاشن دے تو وہ ایکشن میں آ کر ہیڈ کوارٹر پر دھاوا بول دیں اور پھر وہ خود مارشل ڈریگر سے ملنے کے لئے اس کے آفس کی طرف بڑھ گئی اور اب مارشل ڈریگر اس کے سامنے تھا۔

”تت۔ تت۔ تم اور تمہارے ساتھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے“...... مارشل ڈریگر نے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے اچھل کر جولیا پر حملہ کرنا چاہا لیکن اسی لمحے جولیا کے منی پسٹل سے گولی نکلی اور مارشل ڈریگر کے کاندھے میں گھستی چلی گئی۔ مارشل ڈریگر کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔ جولیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہی دیکھ لیا تھا کہ کمرہ مکمل طور پر

ساؤنڈ پروف ہے۔ اندر کی آواز باہر نہیں جا سکتی تھی اور باہر کی آواز اندر نہیں آ سکتی تھی۔

”دوبارہ ایسی کوشش کی تو گولی سیدھی سر میں لگے گی سمجھے تم“۔ جولیا نے غرا کر کہا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے آن کر لیا۔

”یس مس“...... آلے میں سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”ہیڈ کوارٹر پر اٹیک کر دو اور جو نظر آئے اسے اُڑا دو“۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے آلہ آف کر کے ایک لرف اچھال دیا۔

”یہ۔ یہ۔ تم کیا کر رہی ہو۔ تم تم“...... مارشل ڈریگر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا کے منی پسٹل سے ایک اور ولی نکلی اور مارشل ڈریگر کی ٹانگ میں گھستی چلی گئی۔ مارشل ڈریگر لق کے بل چیختا ہوا بری طرح سے تڑپنے لگا۔

”رئیل لیڈی ڈیتھ کے ہاتھوں بھیانک موت سے بچنا چاہتے تو ریموٹ کنٹرول کے بارے میں بتا دو ورنہ میں اسی طرح مارے جسم میں گولیاں اتارتی رہوں گی“...... جولیا نے غرا کر کہا ساتھ ہی اس نے ایک اور گولی مارشل ڈریگر کی دوسری ٹانگ مار دی۔ مارشل ڈریگر پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپ رہا ۔ وہ خون سے لت پت ہو کر بری طرح سے چیخ رہا تھا لیکن بھلا اس کی آواز سننے والا کون تھا۔

"بولو۔ جلدی بولو۔ کہاں ہے ریموٹ کنٹرول۔ بولو ورنہ......"
جولیا نے آگے بڑھ کر مارشل ڈریگر کے پہلو میں ٹھوکر رسید کرتے ہوئے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں ہے۔ میرے پاس نہیں ہے"...... مارشل ڈریگر نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس نہیں ہے تو کہاں ہے۔ بتاؤ۔ جلدی۔ ورنہ مار مار کر میں تمہارا حشر کر دوں گی"...... جولیا نے اسے ایک اور ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ اس بار جولیا نے مارشل ڈریگر کو ٹھوکر مارنے کی غلطی کی تھی۔ مارشل ڈریگر نے نہ صرف فوراً اپنا پہلو بدل لیا بلکہ اس نے شدید زخمی ہونے کے باوجود اپنا جسم گھماتے ہوئے جولیا کی ٹانگوں پر اپنی ٹانگ مار دی۔ جولیا اس کے لئے تیار نہیں تھی۔ مارشل ڈریگر کی ٹانگ لگتے ہی وہ لڑکھڑا گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی مارشل ڈریگر نے لیٹے لیٹے چھلانگ لگائی اور اس کا سر پوری قوت سے جولیا کے پیٹ سے ٹکرایا۔ جولیا کے منہ سے ڈکرانے کی آواز نکلی اور وہ دوہری ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ مارشل ڈریگر نے کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بار پھر اپنا جسم موڑا اور اس نے دونوں بازو پھیلا کر جولیا پر چھلانگ لگا دی۔ مارشل ڈریگر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر جولیا فوراً سائیڈ میں ہو گئی۔

مارشل ڈریگر ٹھیک جولیا کے پہلو کے پاس سے گزرتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ پیچھے جا کر میز سے ٹکراتا جولیا بجلی کی سی تیزی

سے گھومی اور اس کی نیم قوس میں گھومتی ہوئی ٹانگ مارشل ڈریگر کی کمر پر پڑی۔ مارشل ڈریگر کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر میز پر گرا اور میز پر موجود چیزوں کو گراتا اور ان پر پھسلتا ہوا میز کی دوسری طرف جا گرا۔ جولیا نے سیدھی ہوتے ہی لمبی چھلانگ لگائی اور میز کے اوپر سے گزرتی ہوئی ٹھیک مارشل ڈریگر کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ اسے قریب دیکھ کر مارشل ڈریگر نے جھپٹ کر اس کی ٹانگیں پکڑنی چاہیں لیکن اسی لمحے جولیا اچھلی اور اس کی جوتی کی نوک مارشل ڈریگر کے چہرے پر پڑی۔ مارشل ڈریگر کے حلق سے انتہائی دردناک چیخ نکلی اور اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا منہ چھپا لیا۔ جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے منی پسٹل سے یکے بعد دیگرے کئی گولیاں اس کی ٹانگوں پر فائرنگ کر دی اور مارشل ڈریگر کی چیخیں بلند ہوتی چلی گئیں۔ وہ فرش پر گرا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ جولیا نے منی پسٹل میز پر پھینکا اور اس نے غراتے ہوئے نتہائی غضبناک انداز میں جھپٹ کر مارشل ڈریگر کے پہلوؤں میں تھ ڈالے اور دوسرے لمحے مارشل ڈریگر کا بھاری بھرکم اور طاقتور سم جولیا کے ہاتھوں میں یوں اٹھتا چلا گیا جیسے مارشل ڈریگر کا کوئی ن ہی نہ ہو۔ اوپر اٹھاتے ہی جولیا کے ہاتھ حرکت میں آئے اور شل ڈریگر کا جسم گھومتا ہوا پوری قوت سے میز پر گرا۔

مارشل ڈریگر کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ میز پر بری طرح ، پھڑکنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے ٹھوس میز پر گر کر اس

کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اس سے پہلے کہ وہ تڑپتا ہوا میز سے نیچے گرتا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر اس کا ایک ہاتھ پکڑا اور اسے تیزی سے موڑتے ہوئے میز کے کنارے سے لگایا اور پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ کڑک کی تیز آواز کے ساتھ مارشل ڈریگر کا بازو ٹوٹتا چلا گیا اور مارشل ڈریگر کے حلق سے نہ رکنے والی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جولیا نے اس پر ہی قناعت نہیں کی تھی۔ اس نے جھٹکا دے کر مارشل ڈریگر کو میز پر الٹایا اور اس کا دوسرا بازو پکڑ لیا۔ اس سے پہلے کہ مارشل ڈریگر کچھ کرتا جولیا نے اس کا بازو میز کے کنارے پر لگاتے ہوئے پہلے کی طرح زور دار انداز میں جھٹکا مارا تو مارشل ڈریگر کا دوسرا بازو بھی کڑک کی زور دار آواز سے ٹوٹتا چلا گیا اور مارشل ڈریگر کی حالت مردوں سے بھی بدتر ہو گئی تھی۔ اس کا جسم پھڑک رہا تھا۔ اسے اپنا سانس رکتا اور آنکھیں حلقوں سے باہر ابلتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔

''بتاؤ۔ کہاں ہے ریموٹ کنٹرول۔ ورنہ میں ایک ایک کر کے تمہاری تمام ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں گی۔ بولو۔ جلدی بولو'' ...... جولیا نے انتہائی خونخوارانہ لہجے میں کہا۔

''مم۔مم۔ میرے پاس نہیں۔ بائے گاڈ میرے پاس نہیں ہے ریموٹ کنٹرول'' ...... مارشل ڈریگر نے تڑپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارے پاس نہیں ہے تو پھر کس کے پاس ہے بولو''۔ جولیا نے اسی انداز میں کہا۔ وہ اس وقت واقعی خونخوار شیرنی بنی ہوئی

تھی۔ اس کا چہرہ انتہائی خونخوار ہو رہا تھا۔ اس کا یہ روپ اگر اس کا کوئی ساتھی دیکھ لیتا حیران ہونے کی بجائے کانپ کانپ اٹھتا۔

''وہ۔ وہ'' ...... مارشل ڈریگر نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''بولو۔ جلدی بولو مارشل ڈریگر۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ مجھے وہ ریموٹ کنٹرول چاہئے۔ ابھی اور اسی وقت۔ بولو کہاں ہے ریموٹ کنٹرول۔ کس کے پاس ہے'' ...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

''مم۔مم۔ مجھے نہیں معلوم'' ...... مارشل ڈریگر نے دم توڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا کی آنکھوں میں انگارے جل اٹھے۔ اس نے ایک ہاتھ سے مارشل ڈریگر کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ کی ایک انگلی نیزے کی طرح سیدھی کرتے ہوئے مارشل ڈریگر کی دائیں آنکھ کے سامنے کر دی۔

''میں پھر پوچھ رہی ہوں۔ بتاؤ۔ کس کے پاس ہے ریموٹ کنٹرول'' ...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''نن۔نن۔ نہیں جانتا۔ میں کچھ نہیں جانتا'' ...... مارشل ڈریگر خود کو بھیانک موت کے منہ میں جاتے دیکھ کر بھی اسی طرح اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے مارشل ڈریگر کی ایک بار پھر انتہائی اذیت ناک چیخ ابھری اور اس کا جسم ماہی بے آب کی طرح تڑپنا شروع ہو گیا۔ جولیا کی نیزے کی طرح سیدھی انگلی مارشل ڈریگر کی آنکھ میں گھس گئی تھی اور پھر جیسے ہی جولیا کی انگلی باہر آئی اس کے ساتھ ہی مارشل ڈریگر کی آنکھ کا ڈیلا اور اس کے پیچھے غلیظ مواد اور

خون کا فوارا سا ابل پڑا۔

''میں تمہارا کوئی لحاظ نہیں کروں گی مارشل ڈریگر۔ تم آران کے لاکھوں مسلمانوں کو ایک ساتھ موت کی نیند سلا دینا چاہتے تھے۔ تم جیسے شیطان کے ساتھ میں کوئی رعایت نہیں کر سکتی۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم مجھے ریموٹ کنٹرول کے بارے میں بتا دو ورنہ......'' جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔ مارشل ڈریگر چیختا ہوا بری طرح سے پھڑک رہا تھا۔ اس کی چیخیں دم توڑتی جا رہی تھیں۔

''تت۔ تت۔ تم بے حد بے رحم، ظالم اور سفاک ہو۔ تم انسان نہیں درندہ ہو درندہ'' ...... مارشل ڈریگر نے کہا۔

''تم جیسے شیطان صفت انسانوں کے لئے میں درندوں سے بھی بڑھ کر ہوں۔ بولو۔ ورنہ میں اسی طرح تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال دوں گی'' ...... جولیا نے انگلی سیدھی کر کے اس کی دوسری آنکھ کے سامنے لاتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ مجھے گولی مار دو۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے ہلاک کر دو۔ میں اس قدر اذیت نہیں سہہ سکتا'' ...... مارشل ڈریگر نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ اس میں واقعی بے حد قوت مدافعت تھی۔ اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود وہ ایک بار بھی بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔

''جب تک تم مجھے ریموٹ کنٹرول کے بارے میں نہیں بتاؤ گے میں تمہیں مرنے بھی نہیں دوں گی'' ...... جولیا نے پھنکار کر کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں نہیں بتا سکتا۔ میں نہیں بتا سکتا'' ...... مارشل ڈریگر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے جولیا کی انگلی مارشل ڈریگر کی دوسری آنکھ میں اتر گئی۔ مارشل ڈریگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ نے کمرہ جھنجھنا کر رکھ دیا۔ جولیا نے ایک ہی وار میں اس کی آنکھ کا دوسرا ڈیلا بھی باہر نکال لیا تھا۔

''اب میں تمہارا ناک، کان اور پھر تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ کاٹوں گی مارشل ڈریگر۔ تمہیں صحیح معنوں میں پتہ چلے گا کہ لیڈی ڈیتھ کہتے کسے ہیں'' ...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں رک۔ جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں'' ...... مارشل ڈریگر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''بتاؤ۔ جلدی'' ...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''ریموٹ کنٹرول میری میز کی نچلی دراز میں پڑا ہے۔ فار گاڈ سیک۔ وہ لے لو اور مجھے گولی مار کر ہلاک کر دو۔ میں اب زندہ نہیں رہ سکتا۔ پلیز پلیز'' ...... مارشل ڈریگر نے چیختے ہوئے کہا تو جولیا بجلی کی سی تیزی سے اس کی میز کی دوسری طرف آئی اور اس نے نچلا دراز کھولنے کی کوشش کی لیکن دراز لاکڈ تھا۔

''یہ تو لاکڈ ہے۔ اس کی چابی کہاں ہے'' ...... جولیا نے مارشل ڈریگر سے مخاطب ہو کر کہا لیکن اس وقت تک مارشل ڈریگر کی ہمت دم توڑ چکی تھی۔ وہ میز پر ساکت ہو گیا تھا۔

’’ہونہہ۔ یہ تو بے حد بودا ثابت ہوا ہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ نائٹ فورس کے چیف مارشل ڈریگر میں ہاتھی اور گینڈوں کی سی طاقت ہے اور اسے کسی تکلیف کا اثر ہی نہیں ہوتا ہے‘‘...... جولیا نے غرا کر کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے میز کی سائیڈ پر اپنا منی پسٹل پڑا ہوا دکھائی دیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے اپنا منی پسٹل اٹھا لیا۔

منی پسٹل لے کر جولیا نے میز کی دراز کے لاک پر فائر کیا تو لاک ٹوٹ کر بکھرتا چلا گیا۔ جولیا نے دراز کھولا تو اس میں ایک بڑے سائز کا جدید ریموٹ کنٹرول دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ ریموٹ کنٹرول پر بے شمار بٹن تھے اور وہ شیشے کے ایک کیس میں پیک تھا۔ جولیا نے جھپٹ کر ریموٹ کنٹرول اٹھا لیا۔ پھر اس نے اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر ریموٹ کنٹرول اس میں رکھ لیا۔

’’ہونہہ۔ اب میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار سکتی ہوں مارشل ڈریگر۔ اب تمہارا کام ختم ہو گیا ہے‘‘...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے منی پسٹل مارشل ڈریگر کے سر سے لگا دیا۔ دوسرے لمحے دھماکہ ہوا اور مارشل ڈریگر کی کھوپڑی کئی حصوں میں بکھرتی چلی گئی۔ جیسے ہی دھماکہ ہوا اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور دو مسلح افراد اچھل کر کمرے میں داخل ہو گئے۔ جولیا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر زخمی ناگن کی طرح پلٹی اور پھر وہ

مسلح افراد کو دیکھ کر ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ آنے والے اس کے ساتھی صفدر اور کیپٹن شکیل تھے۔

’’آپ یہاں ہیں اور یہ‘‘...... صفدر نے جولیا کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور میز پر پڑی ہوئی مارشل ڈریگر کی لاش دیکھ کر وہ بولتے بولتے رک گیا۔ مارشل ڈریگر کی لاش کا حشر دیکھ کر وہ یکبارگی کانپ کر رہ گیا تھا۔

’’اسے آپ نے ہلاک کیا ہے‘‘...... صفدر نے تیزی سے آگے آتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ اس درندہ صفت انسان کو میں نے ہلاک کیا ہے۔ یہ ریموٹ کنٹرول کے بارے میں بتانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اس لئے مجھے اس کا منہ کھلوانے کے لئے یہ سب کرنا پڑا‘‘۔ جولیا نے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ مارشل ڈریگر کی ادھڑی ہوئی لاش دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا نے ریموٹ کنٹرول حاصل کرنے کے لئے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہو گا۔

’’کیا اس نے ریموٹ کنٹرول کے بارے میں بتایا ہے‘‘۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

’’ہاں۔ ریموٹ کنٹرول اب میرے پاس ہے‘‘...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

’’گڈ شو۔ پھر تو ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ ہم نے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب یہاں ہمارے

ساتھیوں کے سوا کوئی نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے ہر طرف بم لگا دو اور پھر یہاں سے نکل چلو''...... جولیا نے کہا۔

''یہ کام ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کے تہہ خانے میں ہمیں اسلحے کا ذخیرہ مل گیا تھا۔ ہم نے وہاں سے ٹائم بم لے کر ہیڈ کوارٹر کے ہر حصے میں لگا دیئے ہیں۔ جن پر پندرہ منٹ کا ٹائم سیٹ ہے۔ ہمیں اب یہاں سے نکلنا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے چلو۔ ہم جس ہیلی کاپٹر میں آئے تھے اسی ہیلی کاپٹر سے واپس جائیں گے اور ہم کاسانی صحرا سے ہی گزریں گے تاکہ کوئی ہمارے پیچھے نہ آ سکے''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آئیں''...... صفدر نے کہا اور جولیا سر ہلا کر ان دونوں کے ساتھ ہو لی اور وہ تینوں تیزی سے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

کرنل ولید، عمران کو تہہ خانے میں موجود ایک ریسٹ روم میں چھوڑ کر جیسے ہی باہر نکلا عمران، فرانا کی طرف دیکھنا شروع ہو گیا۔

''مجھے کیوں دیکھ رہے ہو''...... فرانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ تمہیں دیکھنا گناہ ہے کیا''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ گناہ تو نہیں ہے لیکن تم مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے ہو جیسے تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو''...... فرانا نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم تو کہتی تھی کہ تم میرا دماغ پڑھ سکتی ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں پڑھ سکتی ہوں۔ اوہ تو تم چاہتے ہو کہ جب تک کرنل ولید، سائنس دانوں کو بے ہوش کر کے یہاں نہیں لے آتا ہم جا کر ڈاکٹر کرس اور اس کے نائب کو ہلاک کر دیں''...... فرانا نے

چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جس طرح تم جناتی دنیا کا ایک دروازہ کھول کر مجھے آران لائی تھی اسی طرح اگر تم مجھے اس علاقے میں بھی پہنچا دو جہاں ڈاکٹر کرس اور ڈاکٹر ریمنڈ موجود ہیں تو میں ان دونوں کو بھی ہلاک کر دوں گا تاکہ یہ معاملہ اب ختم ہو جائے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایسا چاہتے ہو تو میں بھلا اعتراض کرنے والی کون ہوتی ہوں"...... فرانا نے مسکرا کر کہا۔

"گڈ شو۔ تو چلو۔ ابھی چلو اور مجھے اس تاریک غار میں لے جاؤ جہاں شیطان صفت ڈاکٹر کرس تمہارے باپ ابوشوہول کو اپنے قابو کرنے کا شیطانی عمل کر رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں راستہ کھولتی ہوں۔ ہم یہاں سے سیدھے اس تاریک غار میں جائیں گے جہاں ڈاکٹر کرس شیطانی عمل کر رہا ہے"...... فرانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فرانا چند لمحے کمرے کے دیواروں کو غور سے دیکھتی رہی پھر وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عقبی دیوار کے پاس آ گئی۔ اس نے دیوار کے ساتھ دونوں ہاتھ لگائے اور آنکھیں بند کر لیں۔ عمران غور سے اس کی حرکات دیکھ رہا تھا۔ فرانا چند لمحے دیوار کے ساتھ ہاتھ لگائے کھڑی رہی پھر وہ آہستہ آہستہ الٹے قدموں پیچھے ہٹنا شروع ہو گئی۔ اس کے دونوں ہاتھ اسی انداز میں اٹھے ہوئے تھے جیسے اس نے ابھی

تک ہاتھ دیوار سے ہی لگا رکھے ہو۔ دس قدم پیچھے آتے ہی فرانا نے دونوں ہاتھ زور سے دیوار کی طرف جھٹکے تو اچانک عمران نے برق سی کوندتے دیکھی۔ دوسرے لمحے گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور دیوار کا درمیانی حصہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر کسی لفٹ کے دروازے کی طرح کھلتا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی دوسری طرف ایک طویل اور تاریک سرنگ دکھائی دی۔ جیسے ہی راستہ کھلا دوسری طرف سے تیز چنگھاڑوں کی آوازیں سنائی دینے لگی جیسے وہاں بے شمار اژدہے موجود ہوں اور وہ بھاڑ جیسا منہ کھول کر چنگھاڑیں مار رہے ہوں۔

"آؤ۔ جلدی آؤ اور سنو۔ شاخ کرال اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لو ورنہ تاریک غار کی بدروحیں اور شیطانی طاقتیں تم پر حملہ کر دیں گی۔ شاخ کرال تمہارے دائیں ہاتھ میں ہو گی تو بدروحوں اور شیطانی طاقتوں کو تمہارے سامنے آنے کی بھی ہمت نہیں ہو گی"۔ فرانا نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا تو عمران نے فوراً لباس میں چھپائی ہوئی سنہری چھڑی نکال لی جو اسے جناتی دنیا کے سردار جن ابوشوہول نے دی تھی۔

"مجھے تو یہ سب طلسم ہوشربا کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ سب ہوتے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ عمرو عیار ایک کردار نہیں تھا بلکہ وہ زندہ حقیقت تھی کیونکہ وہ ایسے ہی طلسمات میں جاتا تھا اور وہ اپنی کراماتی چیزوں سے جادو اور طلسمات کا مقابلہ کرتا تھا"۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کون عمرو عیار''...... فرانا نے چونک کر پوچھا۔

''کوئی نہیں۔ آؤ چلیں''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا اور پھر وہ آگے بڑھا اور فرانا کے ساتھ چلتا ہوا کھلی ہوئی سرنگ میں داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ فرانا کے ساتھ سرنگ میں داخل ہوا اسی لمحے اس کے عقب میں گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار برابر ہوتی چلی گئی اور عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل گیا۔

''پھر اندھیرا۔ کیا پھر مجھے اندھیرے میں ہی سفر کرنا پڑے گا''۔ عمران نے کراہتے ہوئے انداز میں کہا۔

''نہیں۔ تم شاخ کرال کو جھٹکو۔ شاخ کرال روشن ہو جائے گی اور پھر ہم اس روشنی میں ہی آگے جائیں گے''...... فرانا کی آواز سنائی دی تو عمران نے شاخ کرال کو زور سے جھٹکا۔ جیسے ہی اس نے سنہری چھڑی کو جھٹکا اسی لمحے اس کا کانٹوں بھرا سرا روشن ہو گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس شاخ کے سرے میں کوئی انتہائی طاقتور بلب لگا ہوا جس سے تیز روشنی پھوٹنا شروع ہو گئی تھی۔ روشنی اتنی تیز تھی کہ اس سے سرنگ کی تاریکی چھٹ گئی تھی۔

''گڈ شو۔ یہ تو واقعی انتہائی کراماتی اور حیرت انگیز چھڑی ہے''۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ فرانا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ روشنی ہوتے ہی تیز تیز چلتی ہوئی عمران کے آگے آ گئی۔

''میرے پیچھے پیچھے چلو''...... فرانا نے کہا اور قدم آگے بڑھاتی چلی گئی۔ عمران بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنا شروع ہو گیا۔ سرنگ زیادہ طویل نہیں تھی۔ آگے جاتے ہی سرنگ دائیں طرف مڑ گئی تھی۔ موڑ مڑتے ہی عمران کو سامنے ایک عجیب منظر دکھائی دیا۔ اس نے دیکھا۔ سامنے ایک بڑا سا چبوترا بنا ہوا تھا جہاں دیواروں پر جگہ جگہ مشعلیں جل رہی تھیں۔ چبوترے کے درمیان میں ایک بڑا سا گول پتھر پڑا ہوا تھا جہاں ایک ادھیڑ عمر آدمی آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کے جسم پر ایک لنگوٹ تھا۔ اس کے ارد گرد بے شمار چھوٹے دیئے جل رہے تھے جو دائرے کی شکل میں اس کے گرد موجود تھے۔ ادھیڑ عمر آدمی کے سامنے ایک انسانی کھوپڑی پڑی تھی۔ اس کھوپڑی کے اوپر بھی ایک دیا رکھا ہوا تھا جس کی لو کافی تیز تھی۔

دیواروں پر لگی مشعلوں اور دیوں کی وجہ سے وہاں دن کا سا سماں دکھائی دے رہا تھا۔ ادھیڑ عمر نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھے اور اس کا منہ مسلسل ہل رہا تھا جیسے وہ کچھ پڑھ رہا ہو۔

''یہ ہے ڈاکٹر کرس جو یہاں بیٹھ کر میرے بابا کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے شیطانی عمل کر رہا ہے''...... فرانا نے ادھیڑ عمر کی طرف نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ تو یہاں اکیلا ہے''...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس کا نائب ڈاکٹر ریمنڈ اور اس کے چیلے اس پہاڑی سے باہر موجود ہیں۔ تم اسے ہلاک کرو پھر میں تمہیں باہر لے جاؤں گی تاکہ تم ان سب کو بھی ہلاک کر سکو“...... فرانا نے کہا۔

”تمہارے بابا نے کہا تھا کہ مجھے یہ چھڑی ڈاکٹر کرس کے سر پر مارنی ہے۔ کیا اس چھڑی کی ضرب سے یہ ہلاک ہو جائے گا“۔ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ مقدس چھڑی ہے۔ ڈاکٹر کرس شیطانی عمل میں مصروف ہے۔ تم خاموشی سے آگے جاؤ تاکہ تمہاری آمد کا اسے پتہ نہ چل سکے۔ چبوترے پر جا کر تم اس کے عقب میں چلے جانا اور اس کے سر پر شاخ کرال کا کانٹوں والا حصہ زور سے مار دینا۔ اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے اور یہ یہیں ہلاک ہو جائے گا“...... فرانا نے کہا۔

”اور اگر اسے میرے آنے کا پتہ چل گیا تو“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اسے تمہاری آمد کا پتہ نہیں لگنا چاہئے۔ مقدس شاخ کرال کی وجہ سے یہ تم پر کوئی سحر تو نہیں کر سکے گا لیکن شیطانی طاقتیں اس کی آنکھیں کھلتے ہے اسے یہاں سے اسی حالت میں اٹھا کر کہیں اور لے جائیں گی جہاں پہنچنا شاید میرے لئے بھی ممکن نہ ہو۔ اس لئے تمہیں انتہائی محتاط انداز میں اس تک پہنچنا ہے“۔ فرانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور سنہری چھڑی لے

کر آہستہ آہستہ دبے قدموں چبوترے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کے قدموں کی ہلکی سی بھی آواز پیدا نہ ہو۔ فرانا وہیں رک گئی تھی۔

انتہائی آہستہ روی سے چلتا ہوا عمران چبوترے پر آیا اور پھر اسی طرح دبے قدموں وہ آہستہ آہستہ ادھیڑ عمر کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی عمران نے دو تین قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ اچانک اس کے سامنے ایک جھماکہ ہوا اور عمران کے ٹھیک سامنے ایک سیاہ پوش نمودار ہو گیا۔ سیاہ پوش انتہائی لمبے قد کا تھا اور اس نے لبادے نما ایسا لباس پہن رکھا تھا جس میں اس کا چہرہ بھی چھپ گیا تھا۔ لبادے سے صرف اس کے ہاتھ اور پاؤں جھانکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جو کسی استخوانی ڈھانچے کے دکھائی دے رہے تھے۔ سیاہ پوش کو اس طرح اپنے سامنے نمودار ہوتے دیکھ کر عمران وہیں ٹھٹھک گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے سیاہ پوش ابھی جھپٹے گا اور اسے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لے گا۔

”ڈرو نہیں۔ یہ ڈاکٹر کرس کا محافظ ہے۔ یہ تمہارے سامنے نمودار ہوا ہے لیکن شاخ کرال کی وجہ سے یہ تمہیں دیکھ نہیں سکتا۔ تم اس کے دائیں بائیں سے نکل جاؤ“...... اسے رکتے دیکھ کر فرانا نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ فرانا کی بات سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ فوراً سیاہ پوش کے دائیں طرف سے نکل گیا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گیا ہو گا کہ اس کے

سامنے ایک اور لمبا سیاہ پوش ڈھانچہ نمودار ہو گیا۔ عمران ایک لمحے کے لئے رکا لیکن پھر وہ اس کی سائیڈ سے نکل گیا۔ آگے جاتے ہی اس کے سامنے تیسرا سیاہ پوش ڈھانچہ نمودار ہوا لیکن عمران اس سے بھی کنی کترا کر نکل گیا اور ٹھیک ڈاکٹر کرس کے عقب میں پہنچ گیا۔

جیسے ہی عمران، ڈاکٹر کرس کے عقب میں پہنچا اسی لمحے اس کے قریب فرانا نمودار ہوئی۔ وہ شاید اپنی جگہ سے غائب ہو کر اس کے قریب نمودار ہوئی تھی۔

"بہت خوب۔ تم ڈاکٹر کرس کے سر پر پہنچ گئے ہو۔ ہاتھ بڑھاؤ اور شاخ کرال پوری قوت سے اس کے سر پر مار دو۔ احتیاط رکھنا تم اس کے بنائے ہوئے روشن دیوں کے حصار میں نہ جانا۔ صرف ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر وار کرو"...... فرانا نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے سنہری چھڑی والا ہاتھ اوپر اٹھا لیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور سنہری شاخ کا نوکیلے کانٹوں والا حصہ اس نے پوری قوت سے ڈاکٹر کرس کے سر پر مار دیا۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جیسے ناریل پھٹتا ہے اسی طرح ڈاکٹر کرس کا سر پھٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا چلا گیا۔ ڈاکٹر کرس کا سر یوں ٹکڑے ہو گیا تھا جیسے عمران نے اس کے سر پر چھڑی نہیں بلکہ انتہائی بھاری بھرکم تلوار مار دی ہو۔

ڈاکٹر کرس کے حلق سے آواز بھی نہ نکل سکی تھی۔ اس کے ٹوٹے ہوئے سر سے مغز اور خون اچھل اچھل کر نکل رہا تھا۔ عمران فوراً

پیچھے ہٹ گیا اور ڈاکٹر کرس الٹ کر جلتے ہوئے دیوں پر گرتا چلا گیا۔ اس کا جسم بری طرح سے پھڑک رہا تھا۔ چند لمحے وہ اسی طرح پھڑکتا رہا پھر اچانک اس کے جسم پر دیوں سے آگ لگ گئی اور وہ بری طرح سے جلنا شروع ہو گیا۔

"آؤ۔ جلدی آؤ۔ اب ہمیں باہر جانا ہے"...... فرانا نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا اور عمران پلٹ کر اس کے ساتھ بھاگ پڑا۔ سرنگ کے آگے ایک اور موڑ تھا۔ فرانا عمران کو لے کر اس طرف آئی تو عمران کو وہاں غار کا کھلا ہوا دہانہ دکھائی دیا۔ فرانا عمران کو لے کر اس دہانے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں بھاگتے ہوئے کھلے ہوئے دہانے کے نزدیک پہنچ گئے۔

"رکو۔ میں باہر دیکھتی ہوں"...... فرانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور وہیں رک گیا جبکہ فرانا تیز تیز چلتی ہوئی دہانے سے باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں ایک انسان موجود تھا جو بے ہوش تھا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا اور اس نے سیاہ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ بوڑھا کافی بھاری بھرکم تھا لیکن اسے فرانا نے یوں اٹھا رکھا تھا جیسے اس کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔

"یہ کون ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ڈاکٹر ریمنڈ ہے۔ یہ اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔ میں اسے

اسی حالت میں اٹھا لائی ہوں۔ تم اس کے سر پر بھی شاخ کرال مار دو تاکہ اس کا بھی قصہ تمام ہو جائے''...... فرانا نے کہا اور اس نے ڈاکٹر ریمنڈ کو نیچے ڈال دیا۔

''کیا میں اسی حالت میں اس کے سر پر وار کروں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسے نیند کی ہی حالت میں ہلاک کر دو۔ اگر یہ جاگ گیا تو یہاں ڈاکٹر کرس کی جو طاقتیں ہیں وہ اس کی غلام بن جائیں گی اور یہ ڈاکٹر کرس کی جگہ اس جیسا بڑا وچ ڈاکٹر بن جائے گا''...... فرانا نے کہا تو عمران نے سنہری چھڑی پوری قوت سے ڈاکٹر ریمنڈ کے سر پر مار دی۔ ڈاکٹر ریمنڈ کا سر بھی ڈاکٹر کرس کے سر کی طرح پھٹ کر دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

''بہت خوب۔ ہمارا کام ہو گیا ہے۔ آؤ اب واپس چلیں''۔ فرانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا ان کے چیلوں کو ہلاک نہیں کرنا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اصل فساد کی جڑ یہ دونوں وچ ڈاکٹر تھے جو ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب ان کے چیلے کسی کام کے نہیں ہیں''...... فرانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فرانا اسے جن راستوں سے لائی تھی انہی راستوں سے گزار کر

واپس اس تہہ خانے کے ریسٹ روم میں لے آئی جہاں سے اس نے تاریک غار میں جانے کا راستہ کھولا تھا۔

عمران کے چہرے پر اطمینان تھا کہ اس نے دو خطرناک وچ ڈاکٹروں کو ان کے انجام تک پہنچا دیا ہے جو نہ صرف آران، بلکہ پوری اسلامی ریاستوں کے لئے مستقبل میں خطرہ بن سکتے تھے اور شیطانی طاقتوں کے ذریعے مسلم ریاستوں کو ختم کر سکتے تھے۔

عمران کو اب چونکہ کرنل ولید کا انتظار تھا جو ان سائنس دانوں کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھانے گیا تھا جن کے سروں پر جناتی دنیا کے جنات سوار تھے اس لئے اس نے کرنل ولید کے آنے تک ریسٹ کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ دو گھنٹوں کے بعد جب کرنل ولید واپس آیا تو اس کے ساتھ نہ صرف پانچ بے ہوش سائنس دان تھے بلکہ عمران کے ساتھی بھی تھے جنہیں کرنل ولید نے کاسانی صحرا کی پہاڑیوں کے غاروں کے راستے آران روانہ کیا تھا۔

عمران کو زندہ دیکھ کر وہ سب بے حد خوش ہوئے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ عمران ابھی انہیں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس نے سب سے پہلے شاخ کرال کی چھڑی سائنس دانوں کے سروں پر مار کر ان کے سروں سے ان جنات کو اتارا جو ان سائنس دانوں کے سروں پر سوار تھے۔ جنات واقعی دھوئیں کی شکلوں میں ان سائنس دانوں کی ناک کے راستے باہر آئے تھے اور وہ دھواں وہاں بھیانک شکلوں والے جنات کی شکل میں مجسم ہونا

شروع ہو گئے۔ جیسے ہی کسی جن کا سر مجسم ہوتا عمران اس کے سر پر شاخ کرال رسید کر دیتا جس سے جن کا سر پھر دھویں میں تبدیل ہو جاتا اور پھر دھواں وہاں سے غائب ہو جاتا۔ ان جنات کو دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبران اور کرنل ولید بھی دہشت زدہ ہو کر رہ گیا تھا۔ عمران نے ایک ایک کر کے ان پانچوں سائنس دانوں کے سروں سے جناتی دنیا کے جنات کو نکال دیا۔ جیسے ہی پانچویں سائنس دان کے سر سے آخری جن نکل کر غائب ہوا اچانک عمران کے ہاتھ میں موجود شاخ کرال بھی غائب ہو گئی۔

''ارے۔ یہ شاخ کرال کہاں غائب ہو گئی ہے۔ یہ تو میں نے جوزف کو تحفے میں دینی تھی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ واپس بابا کے پاس چلی گئی ہے''...... عمران کے ساتھ کھڑی فرانا نے کہا جو کرنل ولید اور عمران کے ساتھیوں کو نہ دکھائی دے رہی تھی اور نہ ہی عمران کے سوا کوئی اس کی آواز سن سکتا تھا۔ فرانا کی بات سن کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کیا ان پانچوں سائنس دانوں کے سروں سے جنات نکل گئے ہیں''...... کرنل ولید نے پوچھا۔

''ہاں۔ اب یہ آزاد ہیں اور ہماری ڈپٹی چیف نے تمہیں نائٹ فورس ایجنسی سے ریموٹ کنٹرول بھی واپس لا دیا ہے جس کی مدد سے تم ایٹمی تنصیبات سے بلاسٹنگ ڈیوائسز الگ کر سکتے ہو۔ اب

آران ان شیطانوں سے قطعی طور پر محفوظ ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے عمران صاحب۔ اگر میں نے جنات اپنی آنکھوں سے ان سائنس دانوں کے جسموں سے نکلتے نہ دیکھے ہوتے تو شاید آپ کی بتائی ہوئی باتوں پر مجھے کبھی یقین نہیں آتا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسرائیلی شیطانی ذریات اور جنات کی مدد سے بھی ہمارے ملک کو تباہ کرنے کی پلاننگ کر سکتے ہیں اور اگر ان کی پلاننگ کامیاب ہو جاتی تو واقعی یہ ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن دبا کر آران کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے غائب کر دیتے۔ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے مجھے ہی نہیں بلکہ پوری آرانی قوم کو بے موت مرنے سے بچا لیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں کس منہ سے آپ سب کا شکریہ ادا کروں''...... کرنل ولید نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''جو منہ تمہارے پاس ہے۔ اسی سے کر لو۔ کسی کا منہ ادھار لے کر ہمارا شکریہ ادا کرو گے تو اچھا نہیں لگے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل ولید بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا اپنی طرف سے اور اپنی پوری قوم کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا یہ احسان ہم زندگی بھر نہیں بھولیں گے''...... کرنل ولید نے کہا۔

''کیا صرف زبانی کلامی ہی شکریہ ادا کرو گے''...... عمران نے

کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... کرنل ولید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

بھلے آدمی۔ میں بھوکا ہوں۔ میرے ساتھی اسرائیل کو ناکوں چنے چبوا کر آئے ہیں۔ خود ان کے چبانے کے لئے چنے باقی ہی نہیں بچے ہوں گے۔ ہم سب بھوکے ہیں۔ ہمارے کھانے پینے کا کچھ بندوبست کر دو تو ہم بھی تمہارے بلکہ تمہاری سات پشتوں کے احسان مند ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ واقعی میں آپ سے یہ سب پوچھنا تو بھول ہی گیا تھا۔ بس آپ تھوڑی دیر انتظار کر لیں۔ میں ابھی آپ سب کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہوں''...... کرنل ولید نے شرمندہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''میں جا رہی ہوں عمران۔ پھر ملیں گے''...... اچانک فرانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے عمران کو ہاتھ ہلا کر الوداع کیا اور اچانک عمران کی نظروں سے غائب ہو گئی اور اسے غائب ہوتے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کرنل ولید چلا گیا ہے۔ اب بتاؤ یہ سارا چکر کیا ہے اور تم کہاں غائب ہو گئے تھے''...... کرنل ولید کے باہر جاتے ہی جولیا نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''بتا دوں گا۔ سب کچھ بتا دوں گا۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ میں

کون سا کہیں بھاگا جا رہا ہوں''...... جولیا کا تیز لہجہ سن کر عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پلیز عمران صاحب۔ ہم سب آپ کی روداد سننے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو ہوتے رہو۔ مجھے کیا''...... عمران نے کہا۔

''تم بتاتے ہو یا نہیں''...... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

''ایک شرط پر بتاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہا۔ اب تم مجھ سے شرطیں لگاؤ گے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''ارے۔ میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ بس مجھے اس کا جواب دے دو تو میں تمہیں خود پر بیتی ہوئی ساری داستان من و عن سنا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ پوچھو۔ کون سا سوال پوچھنا ہے''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''ایک گھر میں دو کبوتر رہتے تھے۔ ایک کبوتر کا نام تھا آئی لو یو اور دوسرے کا نام تھا یو لو می۔ گھر سے یو لو می دانا دنکا چننے چلا گیا۔ اب بتاؤ گھر میں کس نام کا کبوتر رہ گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سیدھا سا جواب ہے۔ آئی لو یو''...... جولیا نے کہا اور عمران نے اچانک ہرا کا نعرہ مارا اور پاگلوں کی طرح اچھل اچھل کر ناچنا شروع ہو گیا اور اس کے ساتھی اسے اس طرح اچھل اچھل کر ناچتے

دیکھ کر حیران رہ گئے پھر انہیں جیسے ہی عمران کا سوال اور اس کا جواب سمجھ میں آیا تو وہ سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

''سنا تنویر تم نے۔ جولیا نے کیا کہا ہے''...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا جبکہ جواب دے کر جولیا بے حد جھینپی جھینپی سی دکھائی دے رہی تھی۔

ختم شد

چیف ایک لارڈ تھا۔

لارڈ ٹیموتھی ⇐ گریٹ ایجنسی کا چیف۔ جو درندوں سے زیادہ خونخوار اور وحشیوں سے زیادہ بے رحم تھا۔

ڈینجر مین ⇐ ایک ایسا کرمنل۔ جس نے گریٹ لینڈ کے ایک جنگل میں لارڈ ٹیموتھی سے بچنے کے لئے اپنے بے شمار ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔

وہ لمحہ ⇐ جب عمران اور اس کے ساتھی ڈینجر مین اور اس کے کرائم ٹرائب پہنچ گئے۔

وہ لمحہ ⇐ جب پرنسز مارگریٹ اپنے چیف لارڈ ٹیموتھی اور لارڈ ٹیموتھی، پرنسز مارگریٹ کو ہلاک کرنے پر تل گئے۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ ⇐ جب پرنسز مارگریٹ کے حکم پر کرائم ٹرائب میں موجود تمام کرمنلز اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر میزائل برسائے گئے اور سارا جنگل آگ سے بھڑک اٹھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ⇐ جو جنگل میں ہر طرف خوفناک آگ میں گھرے ہوئے تھے۔ وہ اس آگ سے کیسے نکل سکے ——؟

لارڈ فورٹ ⇐ جسے لارڈ ٹیموتھی نے ناقابلِ تسخیر بنا رکھا تھا۔

وہ لمحہ ⇐ جب عمران اور اس کے ساتھی لارڈ فورٹ میں داخل ہو کر لارڈ ٹیموتھی کی قید میں پہنچ گئے۔

وہ لمحہ ⇐ جب لارڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نئے انداز کی بھیانک موت سے ہمکنار کرنا شروع کر دیا۔

لمحہ ⇐ جب مشن مکمل ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو علم ہوا کہ وہ جس ڈائمنڈ ہارٹ کو حاصل کرنے گریٹ لینڈ آئے تھے وہ نقلی تھا۔

اصلی ڈائمنڈ ہارٹ کہاں تھا۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل سکا۔ یا ——؟

تیز رفتار سسپنس اور طنز و مزاح سے بھرپور ایک انتہائی ایکشن فل ناول

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران اور کرنل فریدی کا انتہائی دلچسپ مشترکہ کارنامہ

ہاف فیس

مصنف
ظہیر احمد

سپریم نمبر

ہاف فیس ⁂ دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف ہونے والی ایک بھیانک اور لرزہ خیز سازش۔

ہاف فیس ⁂ ایک ایسی سازش جس کے تحت پوری دنیا کے مسلمان موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔

ریڈ کوبرا ⁂ ایکریمیا اور اسرائیل کی ایک ایسی ایجنسی جس کا چیف بھی تھا اور گرانڈ ماسٹر بھی۔

ریڈ کوبرا ⁂ ایک ایسی ایجنسی جو انتہائی خفیہ انداز میں پاکیشیا اور کافرستان کے مسلمانوں کو ایک ساتھ ہلاک کرنے کے بھیانک منصوبے پر کام کر رہی تھی۔

ریڈ کوبرا ⁂ جس کا چیف کرنل براؤن تھا لیکن گرانڈ ماسٹر کون تھا اس بات سے سب لاعلم تھے۔ کیوں ——؟

سیٹھ عاصم ⁂ قاسم کا باپ جس کے گھر میں ایک خونی کھیل کھیلا گیا تھا۔ وہ خونی کھیل کیا تھا ——؟

قاسم ⁂ جو اپنی کار میں ایک لاش لئے گھوم رہا تھا۔ وہ کس کی لاش تھی ——؟

کیپٹن شکیل ⁂ جس کے فلیٹ پر یاجوج آیا تھا۔ یاجوج کون تھا۔ کیا وہ کوئی فرشتہ تھا۔ یا ——؟

قاسم ⁂ جس کی کار سے ملنے والی لاش ماجوج کی تھی۔

کرنل فریدی ⁂ جسے یاجوج کی تلاش تھی اور عمران ماجوج کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ کیوں ——؟

عمران ⁂ جسے آدھے چہرے والی ایک تصویر ملی تھی۔ وہ تصویر کس کی تھی۔؟

کرنل فریدی ⁂ جس کے پاس بھی ایک تصویر تھی لیکن وہ بھی آدھے چہرے کی تھی۔

وہ لمحہ ⁂ جب کرنل فریدی ایک سازش کا احوال بتانے عمران کے پاس پاکیشیا پہنچ گیا۔

وہ لمحہ ⁂ جب عمران نے بھی کرنل فریدی کو ایک سازش کا حال بتایا اور دونوں بڑے سر جوڑ کر ایک ساتھ بیٹھ گئے۔

کرنل براؤن ⁂ جس نے عمران اور کرنل فریدی کو ہلاک کرنے کے لئے دو جزائر پر موت کے بھیانک جال پھیلا دیئے تھے۔

کرنل براؤن ⁂ جس نے عمران اور کرنل فریدی کو ان جزائر تک لانے کے لئے ایک گیم کھیلی تھی۔ وہ گیم کیا تھی ——؟

کیا ⁂ عمران اور کرنل فریدی، کرنل براؤن کی گیم سمجھ سکے۔ یا ——؟

وہ لمحہ ٭ جب عمران اپنے چند ساتھیوں کو لے کر جزیرہ ہوان کی طرف روانہ ہو گیا اور کرنل فریدی اپنے ساتھیوں کے ساتھ جزیرہ کرانڈ کی طرف چل پڑا۔

جزیرہ ہوان ٭ جہاں ریڈ کوبرا کی ٹاپ لیڈی ایجنٹ عمران اور ان کے ساتھیوں کے لئے موت کا سامان سجائے بیٹھی تھی۔

جزیرہ کرانڈ ٭ جہاں ریڈ کوبرا کا ٹاپ ایجنٹ کرنل فریدی اور اُن کے ساتھیوں کے لئے موت کا سامان سجائے بیٹھا تھا۔

موت کے جزائر ٭ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں اور کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کے لئے قدم قدم پر موت نے پنجے پھیلائے ہوئے تھے۔

کیا ٭ عمران اور کرنل فریدی موت کے پھیلے ہوئے ان پنجوں سے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو بچا سکے۔

سمندر کے گہرے پانیوں میں ہونے والی خوفناک جنگ

جزیرہ ہوان اور جزیرہ کرانڈ پر لڑائی کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا اور ہر طرف موت کے سیاہ بادل چھاتے چلے گئے۔

موت کے بادل کس پر چھائے تھے۔ پاکیشیا اور کافرستان کے مسلمان ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں کیسے ہلاک ہو سکتے تھے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سب سے بڑی اور انوکھی سازش جس کا احوال پڑھ کر آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔
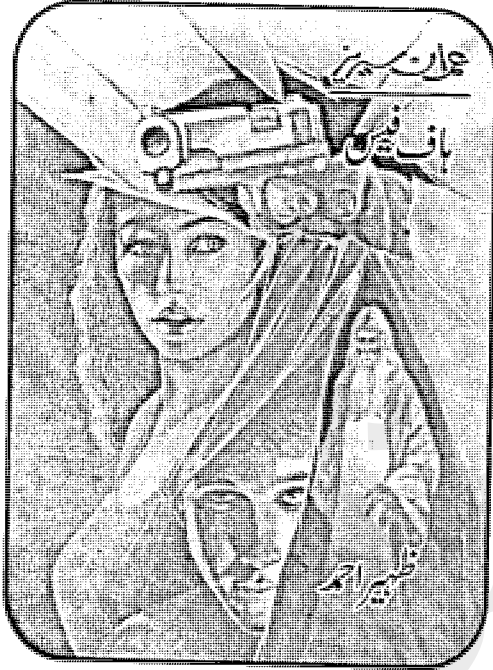
کرنل فریدی اور عمران کے متوالوں کے لئے ایک ناقابل یقین اور انتہائی حیرت انگیز ناول جو آج تک صفحۂ قرطاس پر نہ ابھرا ہوگا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، منفرد اور اچھوتا ناول

مکمل ناول

سیکرٹ ڈیمانڈر

مصنف
خالد نور

☆ ایکریمین ایجنسی بلیک ستون کا سپر ایجنٹ ایڈم کائے جس کا ریکارڈ شاندار تھا اور وہ اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا تھا۔

☆ ایڈم کائے اپنی منگیتر گریٹا کے ساتھ پاکیشیا میں ایک مشن پر آیا۔ وہ مشن کیا تھا ——؟

☆ ایڈم کائے نے مشن مکمل کرنے کے لئے ایسا اچھوتا اور منفرد پلان بنایا کہ عمران بھی حیران رہ گیا۔ وہ پلان کیا تھا ——؟

☆ ایڈم کائے۔ جس نے دارالحکومت کا ایک بڑا پلازہ تباہ کر دیا۔ کیوں ——؟

☆ ایڈم کائے۔ جس نے ایک ہوٹل کو تباہ کر دیا اور صفدر اور کیپٹن شکیل ہوٹل کے ملبے تلے دب گئے۔ کیا وہ دونوں ہلاک ہو گئے ——؟

☆ ٹائیگر۔ جس نے ایڈم کائے کو ٹریس کر لیا تھا مگر ایڈم کائے کو معلوم ہو گیا تھا۔ کیسے ——؟

☆ گریٹا۔ دنیا کی واحد لڑکی جو چھپکلی سے نہیں ڈرتی تھی۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے ——؟

☆ وہ لمحہ۔ جب ایڈم کائے، جوزف اور جوانا کو بے ہوش کر کے گریٹا کو رانا ہاؤس سے نکال لے گیا۔ کیسے ——؟

☆ وہ لمحہ۔ جب ایڈم کائے نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکیشیا کے وزیر ٹرانسپورٹ کو گولی مار دی اور وہ اسے نہ روک سکے۔ کیوں؟

ایک ایسا ناول جو آپ نے اس سے پہلے کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔

سسپنس سے بھرپور ایک یادگار ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com